



Rs. 15/-





اگست 1999

ام مہول شمارہ

اشاعت کا 61 دنیاں سال

میں میں شائع ہونے والے تمام ادبی یا ایم ادبی مواد میں تمام مقامات و اتحادات اور ادارے قلمی فرضی ہوتے ہیں اور حقیقی افراد، مقامات و اتحادات یا اداروں سے ان کی مصادحت محض اتفاقی ہے جس کے لئے ایک بڑی پبلیشر یا منصف پر کوئی افسوس اور خسی ہوتی۔ میں میں شائع ہونے والے تمام مقامات و اتحادات یا اداروں کے بعد حقوق میں دھن بحق پبلیشر محفوظ ہیں۔ کسی طرح بھی اس کے کسی حصے کی اثاثت یا کسی بھی طرح شمال سے پہلے تحریری ابتدات یعنی خسروی ہے سرودن، شاہد نخ خان، فوجہ افریقی، سکے، نامدوی

شیل فون: (011) 3232674
نمبر کاپن: شیع نی دلی
SHAMA NEW DELHI
فیکس: + 91(11) 3235167
فکس: + 91(11) 3312601 (ATT: SHAMA)
شیع اندیں نیوز ڈیسٹریبیو سوسائٹی، نی دلی اور گل اندیا
نیوز ڈیسٹریبیو ایٹی پر نیز کافرنس کا مرکز ہے۔
مطبوعہ، پورہ اور نیز کی شاہد ہمارہ صبری اگریٹسٹ دلی
پاکستان اور انگلیں ملکوں مطبوعہ، سوسائٹی، کافرنس دلی
کلینڈ ناشر، یوس دلی

اکیک کافی کی قیمت پہنچ رہے (Rs 15/-)
سال بھر کی قیمت، اکیک سو ستر رہے (Rs 170/-)
بانی، یوسف دلی (مردم)
دریان، یوس دلی
اور یس دلی
ایساں دلی
مقام اشامت دسدر دنار 14-13/1، آسٹ ملی ۱۵۰
(کلابر کیت کے سامنے) نی دلی 110002
Shama Magazine
1/13-14, Asaf Ali Road,
Opp. Kamla Market, New Delhi

شمع - اگست 1999 - فہرست مضامین

3	فلم والا	فلی دنیا فلی لوگ	1
14	ادارہ	لی وی کی دنیا	2
17	جو گندر پال	کار گل (کہانی)	3
18	قتیل شفافی	چند قطعے، چند رباعیاں	4
19	علی باقر	دلیز (کہانی)	5
24	قاضی مشتاق احمد	بلا عنوان (کہانی)	6
26	محمد بشیر مالیر کوٹلوی	خوشبو کا خوف (مختصر کہانی)	7
27	شار راہی	بالجبر (کہانی)	8
31	واجد ندیم	آدھا مرد اور پوری عورت (کہانی)	9
33	ہارون الرشید ارشد	تین غزلیں	10
34	خسر و متین	ایک نئی کہانی (مختصر کہانی)	11
35	اقبال انصاری	بلیک اینڈ وائٹ (کہانی)	12
39	ایشوریہ رائے	پہلے سینیل شیشی اب سلمان خان	13
40	ابے دیو گن	1999 میرے لیے خوش نصیب رہا	14
42	تبو	شادی میری ہوگی، فکر زمانے کو ہے	15
44	سنج دت	اوپر والا نہ ہوتا تو مجھے اتنے اچھے والدین کیسے ملتے	16
46	ادارہ	بازگشت	17
53	عادل صلاحی	دین کی روشنی میں - آج کے مسائل	18
57	ادارہ	بزم شمع	19

طالبے کی پُر نور الفلاحیں مخالفت کی اور کما کارگل کی
لڑائی کی وجہ سے لوگوں میں جو جذبات اُبھرے ہیں میں
اُن کی قدر کرتا ہوں۔ عزت کرتا ہوں مگر یہ لوگ
جذبات میں صد سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ دلپٹ کار
سے دھن پرستی کا ثبوت مانگنا سر اسر غلط ہے۔ دلپٹ
صاحب نے یہ ایوارڈ حکومت سے صلح مشورہ کرنے
کے بعد لیا تھا۔ میں پوچھتا ہوں کہ دلپٹ صاحب نے
ہندوستانی اداکار کے طور پر دنیا بھر میں ہندوستان کا
نام روشن کیا ہے کیا اس سے دھن سے اُن کی محبت
ثابت نہیں ہوتی۔ دلپٹ خاص کو مغلان اتیاز ملا ہے تو
دیو آنسہ اور سلیل گاؤں کر کو بھی تو ترقی اسناد
پاکستان میں دی گئی تھیں۔ یہ لوگ وہ واپس کر دیں۔
دزیر داخلہ ایڈوانی بھی سابق وزیر اعظم آئی کے گروں۔
دیو آنسہ اور دسرے سیاسی غیر سیاسی شخصیات
نے بھی جو ہٹوارے کے بعد پاکستان سے ہندوستان
گئے تھے یہ کہا جائے کہ پاکستان اسکو لوں اور کالوں
سے حاصل کردہ سر شیکھ واپس کر دیں۔ کارگل کی جگہ
ایسی نہیں ہے کہ اس کا فاتح نہ ہو، ہمیں ہندوستان
اور پاکستان کے عوام کو ایک کرنے والے راستوں اور
راہبوں کو بنہ نہیں کرنا چاہئے۔

9. جعلی کو دلیپ کار دلی آئے تاکہ اس سلسلہ میں وزیر اعظم اٹلی بھاری واجپائی سے ملاقات کر سکیں، مشورہ لے سکیں اور اس سلسلہ میں ان کا موقف جان سکیں۔

ولیپ کارڈ میں صرف ایک دن لے قیام
کے لئے ایلیے ہی آئے گریے قیام بمحابی گیا، دو تین
دن بعد سائزہ بانو بھی آئیں اور انہیں 16 جوانی کی
رات تک دمی میں رہنا پڑا۔

جیسے میں شائع ہونے والے تمام ادبی یا نئی ادبی مواد میں نام، مقام، دوستیات اور ادارے قلمی فرضی ہوتے ہیں اور حقیقی افراد، دستیات و دوستیات یا اداروں سے ان جی مطابقت کامل اتفاقی ہے جس کے نتے پیدا ہوئے جلیشیر یا صنف پر کوئی افسوس داری ہادر نہیں ہوتی۔

جیسے میں شائع ہونے والے تمام مصنفوں اور تصاویر کے بعد حقوق طبع و نظر بحق جلیشیر محفوظ ہیں، کسی مدرس بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا اس کی بھی اعلیٰ استعمال سے پہلے تحریری اجازت لینا ضروری ہے

سروری، شاہدرخ خان، فوجوگراز، قی، سکے، چامدرم

میں سے کچھ کو دلپ کار کے گھر جا کر میمور نہ میڈم دینیکی اجازت دے دی گئی۔ جنہوں نے مراغی زبان میں لکھا ہوا ایک میمور نہ میڈم دلپ کار کو دیا۔ اس میں ”نشانِ اختیار“ والیں کرنے کے لئے بھائی تھا۔

باتیں ختم نہیں ہوئی۔ مسرا شتر کے نائب
وزیر اعلیٰ گوپی ناتھ منڈٹ نے دلیپ کمار سے کہا وہ بلا
تاخیر سناشان امتیاز " دا پس کر دیں ورنہ پھر ہندوستان
چھوڑ کر پاکستان چلے جائیں ۔

شو میں کے بعد مبارا شر پر دیش کا نگریں اور
اشٹری وادی کا نگریں کے لیڈروں نے بھی دلیپ کمار
سے سریوارڈاپیں کرنے کے لئے کھا۔

گھینٹ پاری آف انڈیا نے شو سینا اور سنگھ پریوار کی طرف سے دلپ کار سے ایوارڈ کی واپسی کے مطالبہ کی تھت ذمہ کی اور کہا کہ دلپ کار کسی سے بھی کم حب الوطن نہیں ہیں اور یہ کہ ہمارے ملک کسی کو خود درت نہیں کہ وہ شو سینا اور سنگھ پریوار سے دھن برقرار کا سر بیکھٹ لے۔

ری پہلکن پارٹی آف انڈیا نے دلپ کارکی
عمل حاصل کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پارٹی دلپ
نگارکی وطن پرستی پر انگلی اٹھانے والوں سے نینٹے کے
لئے سڑکوں پر اترنے سے کریمیں کرے گی۔ ان سب
یادیات پر دلپ کار کا کھانا تھا

اکر ایوارڈ والپس کرنے سے امن قائم ہو جائے تو
اسے تی انور والپس کر دوں گا، یوں بھی اگر ہندوستان
ر پاکستان کے درمیان امن قائم نہ ہوا تو دونوں یہ
لٹتاہ ہو جائیں گے۔

اداکار اور بھارت جنتا یاری کے راجہ سماں

تزویج گھن سنا نے منشان امتیاز کو واپس کرنے کے

Phone : (011) 3232674

HAMA NEW DELHI
ax: +91(11) 3235167

شیخ اندرین نیوزہ سیس سوسائٹی، جنی ولی اور کل اندر
زدہ سیس اپنے ترک کانٹریس کا صدر ہے۔
لارڈ پول اندرن، کی شاہزادہ، تحریری گیٹ ویلی
کل اور انگلی صفات ملبوو در حاصلیت داد کھاناں دلی
لارڈ پول اسٹرلینڈ۔

ایک کاپل کی قیمت پندرہ روپے (Rs 15/-)

RS 170/- پر

پاکستانی امر (۱۹۴۷ء)
میران، نسیم جلوی

اوریس دہوی

ایامِ دہلوی

(کوہاٹ کے سامنے) ای ڈی ۰۲ ۱۱۰۰۰۲

Shama Magazine

1/13-14, Asaf Ali Road,
Opp. Kasturba Market, New Delhi -

۱۰

三

۱۹۹۹

آمیخته شماره

دشاعت کا ۶۱ وائے سائیں



وزیر اعظم جناب امیں بھاری واجپائی کی اور ادا کار دلیپ کمار کی ملاقات کے وقت لی گئی تصویر



کے پنج سو ہوتے ہیں۔

13 جولائی کو نئی دلی میں ہوئی میریہین کے باہر جہاں دلیپ کمار تحریر ہوتے تھے شومنا کے لوگوں نے دلیپ کمار کے خلاف مظاہرہ کیا، ان کا پستاندر آتش کیا۔ اسی وقت جنتا دل کے دلی اسکی کے سر بر شیب اقبال کی قیادت میں ان کی پارٹی مبردوں نے شومنا کے مظاہرے کے جواب میں مظاہرہ کیا۔ اس سے پہلے کہ مظاہرہ کرنے والوں کے دونوں گروپ آپس میں لختگی تھی ہو جائیں دلی پالیس نے پانی کی بوچڑ کر کے انسیں تکڑا سے روک دیا۔

* فلم والا کو ایک ملاقات میں شیب اقبال نے (اب وہ جنتا دل دلی کے صدر بنادئے گئے ہیں اور چاندنی چوک صلات سے توک بھا کا چڑاؤ لیں گے) بتایا کہ جس شخص نے پچاس سال پلے یوسف خاں ہوتے ہوئے اپنا نام دلیپ کمار رکھا اُس سے زیادہ

واپس کرنے یا ذکر نے پر پورا حق دینے کے اعلان پر شری بال نماکرے نے کہا دلیپ کمار کو ایوارڈ واپس کر دینا چاہئے ورنہ ہم دلیپ کمار کو ایوارڈ واپس کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ دلیپ کمار اور سازہ بانوئے دلی میں راشٹریہ جنتا دل کے سربراہ الپر ساد یادو اور ان کی بیکم وزیر اعلیٰ بھادر رہی دیوی سے بھی ملاقات کی۔

الپر ساد نے دلیپ کمار کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انسیں اپنے مکمل تعاون اور حمایت کا ہیں دلیا۔ الپر ساد نے کہا۔ جو لوگ دلیپ کمار پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ ایوارڈ واپس کر دیں ان کا داماغ خراب ہو گیا ہے۔

الپر ساد نے مزید کہا، دلیپ کمار کو نہ تو ایوارڈ واپس کرنے کی ضرورت ہے اور نہ بھی اپنی دلیش بھجاتی ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ دلیپ کمار ہندوستان

دلی کے قیام میں دلیپ کمار نے صدر جمودیہ نائب صدر اور وزیر اعظم کے طلاوہ مختلف سیاسی مباری لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ وہ زندگی میں بھی اسے معروف نہیں تھے جتنے 9 جولائی سے 16 جولائی تک دیکھے گئے۔

دلیپ کمار کی صدر جمودیہ جناب کے آرہا دلائیں سے ملاقات 45 منٹ چلی۔ صدر نے وزیر دافظہ ایل کے ایڈوانی کو دلیپ کمار اور ان کے اہل خاندان کے مختار کے لئے متعدد اتفاقات کرنے کی بدایت دی۔ نائب صدر جناب کرشن کانت سے دلیپ کمار کی 40 منٹ ملاقات رہی۔ دلیپ کمار اور سازہ بانوئے سر ہونیا گادی سے اور ایل کے ایڈوانی سے بھی ملاقات کی۔ وزیر اعظم سے ملاقات 10 جولائی کے لئے طے ہوئی تھی 11 جولائی کو ہو سکی۔ یہ ملاقات قریب آدمی سے گھنٹے چل۔ ابتداء میں ملاقات کا وقت رات 8 بجے کا تھا مگر وزیر اعظم کو تلی ساروں اور کوکھلاڑیوں کے درمیان کھیلنے والے بیچ کے لئے جواہر لالہ نہرو اسٹیڈیم جانا پڑا اس سے ملاقات ایک گھنٹہ چھیرتے ہوئی۔ وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد دلیپ کمار نے بتایا کہ وہ منشاں احتیاط دالیں نہیں کریں گے۔ وزیر اعظم شری امیں بھاری واجپائی نے ان سے کہا کہ کسی بھی شخص کو ہندوستان کے لئے آپ کی محبت اور دلداری پر شک نہیں ہونا چاہئے۔ ایوارڈ واپس کرنے یا ذکر نے کافی صد آپ کا ذات ہے۔

دلیپ کمار نے کہا۔ یہ ملاقات بست اچھی اور سودمند رہی۔ وزیر اعظم صاحب نے بھجے اور میری فیملی کو پوری سکھری بھم پہنچانے پر اتفاق کیا کیوں کہ کافی روزے سے میرے گھر پر دھمکی آئیں فون آرہے تھے۔ ان لوگوں نے میرے گھر کی بھلی، میلی فون اور پانی کے لکھنؤں کاٹنے کی بھی دھمکی دی تھی۔

عن بال نماکرے صاحب سے جو میری حب الوطنی کے بارے میں سوال اٹھا رہے ہیں، پوچھنا چاہتا ہوں کہ انسوں نے ملک کے لئے کیا کیا ہے۔ اپنے آدمیوں کو ملک کے دفاع کے لئے سرحدوں پر لائے مجھیا یا صرف زبانی جگہ میں بھی حصہ لیتے ہیں؟

ایک ایوارڈ کی کیا حیثیت ہے ملک کے دلدار کے لئے عسکر کو قربان کر سکتا ہوں لیکن دمکتی بات ہے کہ ایک معمولی بات کے لئے کتنا پنگاہ پا کیا جا رہا ہے۔ اور ہر وزیر اعظم کی طرف سے دلیپ کمار کو ایوارڈ

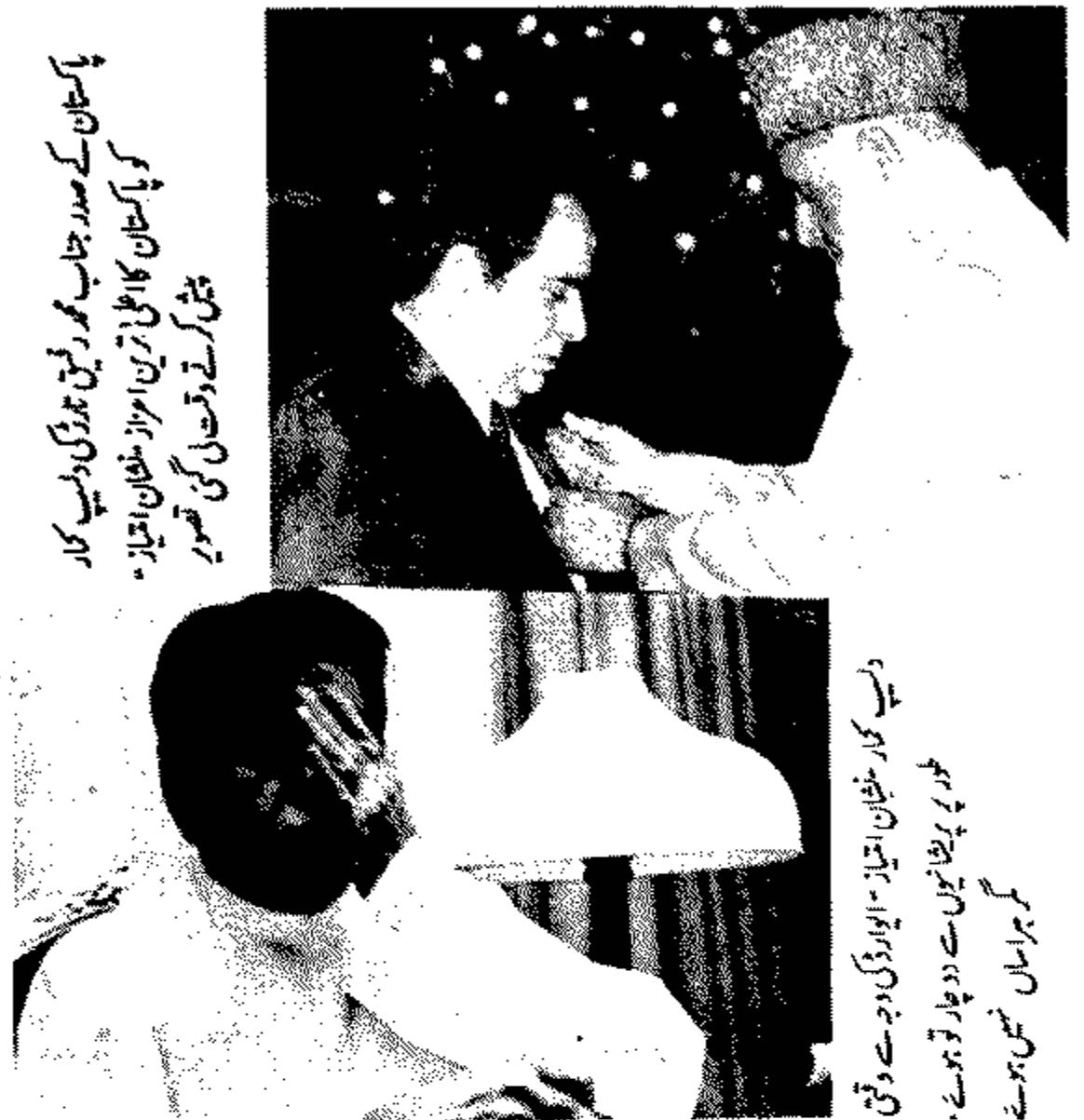
آخری سیشن دیلنیز فنڈ کو ایک لاکر روپے کا چیک
بمبویا تھا۔
☆ مبینی لوٹے سے قبل دلپ کار دلی چاونی
میں بنے فوبی بسچال گئے اور پہلی رسمی فوجیں کی میان
پری کل دلپ کار قریب ڈریو گئے بسچال میں رہے۔
☆☆ باخبر حلقوں میں یہ خبر گشت کر دی
ہے کہ دلپ کار کو راجہ سما کا صبر نامزد کیا جائے
والا ہے۔ جو لالی میں راجہ سما کے چار صدر جنہیں صدر
جموری کی طرف سے نامزد کیا گیا تھا اپنی مسیاد پوری
ہونے پر رضاہ بورہ ہے ہیں۔ خیال ہے کہ صدر جموری
کے کوئے میں سے ایک سیٹ کے لئے دلپ کار کو
نامزد کیا جائے گا۔

☆ کانگریس پارٹی کی خواہش ہے کہ آنے والے انتخاب میں دسپ کھاد پارٹی کے انتخابی جلوسوں میں شرکت کریں اور مسلم ووٹ کانگریس میں واپسی لانے میں پارٹی کی مدد کروں۔

ہڈرا شریہ جتنا دل کے صدر لا لو پرساد یاد نے
دل کار کو بورے بھار میں کسی بھی سیٹ سے لوگ سجا
کا لیشن پارٹی بھٹ پڑانے کی پیش کش کی ہے
ڈد لیپ مخالف آتش فشاں جب بجھ گیا عہ
فلم اور فیڈی آرٹس ایوسی ایشن کے عمدے داروں
کی آنکھ کھلی اور ایوسی ایشن کے جزئی سیکریٹری رام
سوہن نے دلیپ کار کے حق میں بیان جاری کیا جس
میں دلیپ کار مخالف روپی کی مذمت کر۔

بڑے شہزاد اعظمی، جاودیہ اختر، مسلمان خاں، دونوں
کھنڈ، رویہہ مذہن، سلیل شیشی، عامر رضا حسین، جاودیہ
جعفری، دونوں کھنڈ، پوچھا بہرا وغیرہ سری نگر چاؤنی کے
فوجی، ہسپتال میں زخمی جوانوں کی حیات کے لئے گئے۔
دہاں سے یہ قادر کارگی بھی گیا۔

** کچھ ستاروں نے بھی عین شوز کئے، کچھ شوز اور لٹک بالی یا کے لئے دلی آئے اور کچھ فوجیوں سے ملتے کئے سری نگرا اور پھر کارگل نکل گئے۔ ایک ستارہ جو ان سب سے الگ الگ دیا ہے، نانا پاٹنکر ہے۔ اپنے کام میں بھی الگ اور دیش بھلکتی میں بھی الگ۔ نانا پاٹنکر کارگل کی لاٹانی میں حصہ لینے کے لئے وہاں گیا اور جوانوں کے ساتھ ایک سپاہی کی طرح بہا۔ بست کر لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نانا پاٹنکر فوج میں امراءزی کیشیں ہے۔ یہ امراءز نانا کو حب ملا جب اپنی پہلی فلم پریڈ ہے۔



ٹھاکرے صاحب بات بات پر سیرے لئے پر کہتے ہیں
کہ میں پاکستانی ہوں۔ اس دور کی یہ کمی ہوئی تو ہمیڈی
ہے کہ مجھے اس مرعنِ سڑھاکرے سے اپنی وطنی
پرستی کا سر نیکک لئا چاہئے۔

دلپ کار نے مزید کہا۔ شو مینا کے لوگ
میرے نے اس طرح فحصلے صادر کرتے ہیں جیسے می
جیل سے چھوٹا ہوا کوئی خطرناک بجم ہوں۔ میں ابیں
صورت میں سوچنے لگتا ہوں کہ مہین چھوڑ دوں۔

۲۵: بگال کے ذریعہ اعلیٰ جیوتی باسو نے دلپ کارکو
کلادے میں آ کر مستقل طور سے رہ جانے کی پیش کشی کی گئی۔
۲۶: دلپ کمال کے سینکڑ سے دا، دا، داشتہ ہے کو

کہیں اور بس جانے کی خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے شوینا
کے بال نحرا کے نے سوال کیا
وہ تمہیں چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ دلی۔ بے پور، یا
اسلام آباد؟ جب کہ تمہیں نے آنسو شہر ہی نہیں،
ست کو دیا۔

۲۷۰ یہ بات بست کم لوگ جانتے ہیں کہ ٹھوینا
کی طرف سے پاکستانی ایوارڈ منشان احتیاز کے والیں
کرنے کے مطالبہ سے کچھ روز پہلے ہی دلیل مکار نے

سکلر اور حب الوطن کون ہو گا اور نام کی تبدیلی بھی اس زمانہ میں کی جب خود ان کے ہم ذہب لوگوں کو یہ اچانسی لگایے اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دہپ گدار کا ذہن شروع سے ہی سکلر ہے اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار رہا ہے۔ ایسی بے داع شخصیت سے دہن پرستی کا سرٹیکٹ مانگا جاتا ہے۔ آج منشان امتیاز " کی وجہ سے اور کل کسی اور بات کو لے کر دفاتری کا ثبوت مانگا جاتے گا۔ لئنی بار امتحان سے گزرنما پڑے گا اور کیوں گزرنما پڑے گا۔ شویںنا کوں ہوتی ہے۔ کسی نے اسے یہ حق دیا ہے کہ دہفادری کا سرٹیکٹ مانگتی پھرے۔

دلپ کمار کا کہنا ہے کہ ملشان امتیاز کا کارگی
سے کوئی تعلق نہیں یہ مذاہد صرف اس لئے کھڑا کی
گیا ہے کہ بال محاکمے ہر معاملہ میں انہیں سمجھ
لاتے ہیں وہ بروقت میرے چچے پڑے رہتے ہیں شاید
وہ میرے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔

دلیل کار نے کھاسا راجہن شہر شومنا کے
لیڈر سے دہشت زدہ ہے۔ شومنا کے لوگوں نے حکومت
اور ملکی صفت کو بھی اپنے کثیر دل میں کر رکھا ہے۔



ہر جمعرات کی رات 8 بجے اسٹار پلس سے دلپ کار کی ہجکم سازہ بازو کا فلمی ستاروں سے اش رویز کا روگرام اس دنیا کے ستارے دکھایا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے نئے انتباہ بھن انشو دیور لیکارڈ کرنے آئے تو دلپ صاحب سے بغل گیر ہو گرتے۔ یا انشو دیور دلپ کار نے لیا۔

جان کر خوشی ہوئی کہ میں امیت جی کے ساتھ اُنسیں لینا چاہتا ہوں۔

میں نے دونوں اداکاروں کو ایک ساتھ بخاکر کھانی سنائی تاکہ بعد میں کوئی پڑا بلم نہ ہو۔ دونوں نے پوری کھانی سنی۔ اپنے روڑ سے اور فوراً کام کرنے پر تیار ہو گئے۔ پوری فلم میں ان کا کوئی سلسلہ کسی طرف سے نہیں ہوا۔ مجھے کوئی پڑا بلم پیش نہیں آیا۔ دونوں فلم کے ساتھ ستر فیصد حصے میں ایک ساتھ ہیں۔ ورد عالم طور سے دوسرے اداکاروں کے مشترک میں کھڑی ہوتے ہیں۔ فلم میں جیو پردا امیت جی کے ساتھ ہیں اور ہنوز نے نانا کے ساتھ کام کیا ہے۔ فلم میں جیکی شرود کیر بیدی، آٹھ جلاکا، مکل دیو، ذینی اور لکھنیش رشی وغیرہ ہیں۔

بہب پ فلم کی آٹھ دوسرے کئے کھان کھان گئے ہیں۔ میں جزوں گئے۔ کشیر میں دوڑا گئے جو دہشت گروں سے گمراہوا ہے۔ ویشنو دیوی گئے۔ کیرال میں ایک کشیر جسیں جگ منار ہے۔ وباں بھی ہم نے شوٹنگ

بھی کی تھی جو کہیں ماہول کے مطابق نہیں ہے۔ اس نے بند کر دی۔

امیتاجو بھن اور نانا پائیکر کو لینے کا خیال کیے گیا۔ فلم والا نے پوچھا میں بڑے بڑے چیلنج لینا پسند کرتے ہوں۔ میں نانا پائیکر اور راج کار جیسے طوفانی اداکاروں کو ایک ساتھ اپنی فلم "ترنگا" میں پیش کر چکا ہوں۔ موجا کیوں نہ امیت جی اور نانا کو ایک ساتھ لیا جائے جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسے چیلنج کی طرح لے کر میں نے کھانی سوچتا شروع کی تو موجودہ دہشت گردی۔ دراندہ ازی اور کشیر کے خازنہ کا موضوع میرے دہن کی تھی۔ اس نے چند روز بعد فلم والا میسول کار کے دفتر گیا۔

امیتاجو نے سے پہلے نانا نے سال بھر فوج میں رہ کر رٹنگر محاصل کی تھی۔ اس وقت نانا کا فوج لے امرازی سینئن بنادیا تھا۔ ہدایت کا مظفر علی نے کارگی براں سے متعلق ایک فلم بنانے کا اعلان کیا ہے۔

برسول سے مظفر علی کی فلم مزدیں۔ ناکمل پڑی ہوئی ہے کیوں نہ اپر اڑا جا بک دستی سے مظفر علی اس فلم کے حصے بھی استعمال کر کے فلم جلد از جلد مل کر لیں تاکہ وہ خوب صورت "زوفی" ڈبوں سے باہر آئے۔ فلم مزدیں "کے خصوصی ستارے" دپل کپاڑی اور ولود کہدیں۔

ہمیسول کار کا نام اگر ماہول کار رکھ دیا جائے تو کچھ نظر نہ ہو گا۔ اُن کی فلمیں "ترنگا" اور "کراں دیر" ماہول کے بالکل مطابق ہیں۔ اب نئی فلم "کرام" بھی موجودہ ماہول کے بالکل مطابق ہے جو ملک میں جیلیے ہوئے دہشت گردی، دراندہ ازی، کشیر اور غاص طور سے کارگل کے واقعات سے متعلق ہے۔

ماہول کار مطلب ہے میسول کار کا کھانا ہے کہ شروع میں وہ اپنی فلم کا نام "کارگل" ترکھنا چاہتے تھے مگر قریبی لوگوں نے یہ کہ کر منع کیا کہ کوئی کچھ گاہنسی کر کارگل کیا ہے اس نے فلم کا نام "کرام" ترکھ دیا گیا۔ پہلی جولائی کو فلم کے ہدایت کار اور پروڈیوسر میسول کار کا جنم دن تھا۔ جنم دن کی خوشی کو دو بالا کرنے کے نئے اُسی شام فلم "کرام" کے آڑیوں کیسٹ کا اجراء ہوا اور گانے بھی دکھائے گئے۔ گاؤں کے بعد کھانا پینا ہوا۔

امیتاجو بھن اور نانا پائیکر پہلی بار ایک ساتھ "کرام" میں آئے ہیں۔ بھری عھن میں نانا نے کھا میسیت جی میرے بیرون تھے۔ میرے بیرون ہیں اور میرے بیرون ہیں گے۔ میں ایک فلم بنانا ہوں۔ میری خوشی تھی ہوگی اگر وہ اس میں کام کریں۔

پارٹی کے ہنگامہ میں تو کوئی بات ہو بی نہیں سکتی تھی اس نے چند روز بعد فلم والا میسول کار کے دفتر گیا۔

امب نے امیتاجو بھن کے ساتھ ۱۰۰ سے دہن تھرے نے۔ شروع کی تھی مگر شروع کرتے ہی اُسے بند کیوں کر دیا گیا؟

میں یاں میں نے ۱۰۰ سے دہن تھرے نے۔ شروع کی تھی۔ صورت کے بعد دو تین دن شوٹنگ

کمیں نہیں۔ 30 جولائی کو ریلیز ہو گئی ہے۔ اور پاکستانی قلم تحریک۔ 2 جولائی کو ریلیز ہو گئی ہے۔ کام نصرت فتح علی خان کا ایک مقبول گیت مخالف دل نہیں جان بھی یہ ملکا، عشق دی گئی وعی کوئی کوئی لگدا۔ بھی شال ہے یہ دونوں بی گیت مقبول ہوتے۔

سرتیو دنہ کے بعد بادشاہ کارپکاش جماں چلے گئے ہیں قلم والا جب ابے دیوگن سے لئے اس کے دفتر دیو گنز فلمز، پہنچا تو ابے دیوگن کے بجائے والی پرکاش جماں ملاقات ہو گئی۔ پرکاش جماں بتایا کہ آج کل وہ دیو گنز کی قلم سول کیا کرے۔ کی ہدایت دے رہا ہے۔

دل کیا کرے۔ میں ابے دیوگن، کاجول، میسا چودھری چندر چوڑنگو وغیرہ کام کر رہے ہیں جو نام سے یہ ایک رومنٹک پریم ٹکون سماں ہوتی ہے۔ آپ نے اسے پریم ٹکون کیسے سمجھ لیا جب کہ قلم میں چھاڑا دیہ چندر چوڑ بھی ہے۔ دراصل دل کیا کرے۔ ایک ایسی سماں ہے جس کا ہر کردار دل سے مجبور ہے زندگی میں ہر انسان اکثر ایسے حالات اور مجبوریوں میں پہنچ جاتا ہے کہ جب دل کیا کرے جیسے مسلنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے اس نے قلم کا تاشل بھی بھی رکھا ہے۔

قلم دل کیا کرے۔ میں چاروں فن کار کس طرح کے روپ کر رہے ہیں۔

ابے دیوگن قلم میں ایک اور کیمینکسٹر کے روپ میں ہیں۔ کاجول ایکرنسی خاندان کی پڑھی لکھی لوگی ہے۔ میسا چودھری گمراخ بھی کے روپ میں ہے۔ چندر چوڑ بھی ایک روپے خاندان کا لڑکا ہے۔ دل کیا کرے۔ میں چندر چوڑ ایک سروپ اسٹریپیکٹ (چولکا دینے والا کریکٹر) ہے۔

تکپ نے قلم کو بھی شوٹنگ کشیر میں بھی کیے ہے ایسے حالات میں اس کو فیری میں کیہے شوٹنگ کر کرے۔

سم نے جب کشیر میں شوٹنگ کی جب ملالات حکیکتی۔ ہر طرف سیلان بھرے پڑے تھے اور ہوش کے کرے خالی مل پانا بھی ایک منہ تھا۔ ہم نے کشیر میں پندرہ دونوں کا لباس پیدا کیا اور سری نگر کی دل لیک سے گھرگ اور سلکے میں لات تعداد خوب صورت لوکیشنوں رکھوٹنگ کی۔ کشیر میں دو۔ عن قلم یوٹ بھی بھک گئے ہیں لیکن دل بھیں میں کسی



کرشہ کپور کی چھوٹی بھس، ڈبو اور بہتیاک بھی کرنا آرہی ہے ابے دیوگن کے ساتھ چورچوری میں

بات دکھائی ہے، اس بات کو لے کر انہیں قلم پسند نہیں آئی حالاں کہ وہ قلم موجودہ سیاست کو بے نقاب کرتی ہے اور بتاچی ہے کہ ایک ڈاکٹر کو کس طرح سیاسی بھنور میں پھسادیا گیا اور زندگی دینے والے ڈاکٹر کو موت دینے والا یعنی سرتیو داتا بنادیا گیا۔ ایک بھی دور تھی قلم نہ ہم نے ذرا بھی ذرا مرد رکھا۔ تفریخ کو نظر انداز کر دیا تھا۔ قلم، کھرام کے جو چند گانے اور سین دیکھے ہیں اُن میں تو آپ نے مصالو رکھا ہے۔

بھی باس۔ کھرام ایک نر دست ذرا تو ہے جی اُس میں تفریخ بھی ہے۔ دھارک رنگ بھی پوری عصیدت سے دکھایا گیا ہے۔ قلم میں دیشون دیوی میں فلمایا ہوا بھنگ لوگوں کو پسند آئے گا۔ بھی نہیں ہوتے ایک کیرتن بھی رکھا ہے جسے آپ نے اُس روز دیکھا تھا۔ اُس کیرتن کے نے ہم نے استوڈیو میں سیٹ نہیں لگایا بلکہ گوردوارہ میں جا کر اُس کی شوٹنگ کی۔ گر تھی بھی کوئی ایکرنسی تھا بلکہ گوردوارہ کا ہی تھا۔ دیاں کیرتن کرنے والے مرد، عورت اور پہنچنے بھی قلم کے ایکرنسا لوگ نہ تھے بلکہ گوردوارہ میں آنے والے لوگ تھے۔ مسول کارنے بتایا۔

موجودہ پروگرام کے مطابق، کھرام ہوم آزادی کے منق پر 13 اگست کو نمائش کے نئے پیش کی جا رہی ہے۔

ہرچاہا لگنک پانچ کالبم کا گیت، چوڑی، جو کھنکے ہاتھوں میں بھاٹا مقبول ہوا ہے کہ اسے سن دیں اور میسا چودھری کی قلم پیار کوئی کمیں نہیں میں شامل کر دیا گی۔ گیت کی مقبولیت ہندوستان سے پاکستان پہنچی توہا دیت کا رہ سلکتا نے اسے اپنی قلم تحریک میں شامل کر دیا۔ قلم کی سیرہ و میں زیبا بخیار ہے۔ پیار کوئی ڈاکٹر ایسا ہی کر رہا ہے مگر لوگوں نے سمجھا کہ ہم نے غلط

کی۔ دیسے ہماری سماں سماں نہیں ہے اس لئے نہیں خوب صورت وادیوں کی نہیں ایسے پہاڑوں اور جھگوں کی ضرورت تھی جو دلختے ہیں کافی Tough سنت لکس میں سیول کارنے بتایا

۔ موجودہ حالات کے پیش نظر آپ نے کچھ شوٹنگ دوبارہ بھی کی ہو گی؟ قلم والا نے پوچھا

۔ بھی نہیں۔ ہم نے 22 سال میں 35 لکھ بنائیں ہیں 20 بھارتی میں اور 15 بھندی میں جو شوٹنگ کر لی وہ

کر لی۔ کبھی کوئی Re-Shooting نہیں کی، کوئی رد بھل نہیں کیا۔ کھرام میری 16 دنی بھندی قلم سے اس میں بھی کوئی Re-Shooting نہیں کی۔ قلم سے متعلق ایک ڈاہلاگ ہے جو اس نہیں لکھا گی بلکہ سماں اور اسکرن پر لکھتے وقت ہی لکھا گیا تھا۔ میں تو قلم کا نام بھی۔ کارگی تر کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت تک کسی نے بھی کارگی کا نام نہ سنا تھا۔

آپ کی زیادہ تر فلموں نے جو بھی اور گولدن جو بھی کی ہے مگر ایسا بھنگ کی فلموں میں داپسی کی قلم سرتیو داتا نرم بھی نہیں پست زمگنی۔ حالاں کہ اس سے بست اسی داپسی داپسی میں قلم والا نے پوچھا

۔ ستم بھ کو سرتیو داتا کی موت کا دن کہے۔ مسول کارنے بتایا

۔ مگر قلم کے ساتھ ایسا کہیے ہو گیا ہے۔ قلم والا نے پوچھا۔ قلم کا جو بنیادی نکتہ یا خیال تھا وہ پہلک کو پسند نہیں آیا۔ قلم میں ایک ڈاکٹر اپنے غم بھلانے کے نئے شراب میں غرق رہتا ہے اور اسی حالات میں آپریشن کر رہا ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ میں کافی کامیک مشود ڈاکٹر ایسا ہی کر رہا ہے مگر لوگوں نے سمجھا کہ ہم نے غلط



تقبہ ہے شادی کے بعد بھی کا جوں اور ابے دیوگن پوچھ دے ہیں کہ محل کیا کرے۔

اگر اس اسارز مجھ میں یقین رکھتے ہیں اور میرے ساتھ کام کرنے کو تیار ہیں تو آپ بی بنا نہیں کہ میں ان کے ساتھ کام کیوں نہ کروں؟ جان نہک اس اسارز سسٹم میں یقین کرنے کی بات ہے تو اس سسٹم میں کون یقین نہیں کرتا؟ کاروباری سینما میں اس اسارز سسٹم کے بنا آپ جل بھی نہیں سکتے۔

فلم "ول نیا کرے" کب تک ریلیز کر دی جائے گی؟

ایسا ہے 3 ستر کو فلم ریلیز کر دی جائے گی۔ پر کاش جانے بتایا۔

یہ بات کچھ ذاتیات کی ہے جو فلم والا بتانا چاہتا ہے۔ ابے دیوگن کی ذاتی فلم ہندوستان کی قسم ریلیز ہو چکی ہے۔ جیکی شرود فی ذاتی فلم مکر ہے۔ ریلیز کے لئے تیار ہے۔ دیوالی کے موقع پر شاہزاد خان اور جوی چادر کی ذاتی فلم۔ پھر بھی دل ہے ہندوستانی ریلیز ہوگی۔ سلمان خان کی ذاتی فلم "ہیلو برادر" اور اسیل کوور کی ذاتی فلم پکار۔ بھی اس سال ریلیز ہوگی۔ عمر خان کی پہلی ذاتی فلم تکان۔ اس سال کے آخر میں شروع ہوگی۔

چھٹی نہیں کافر نوں سے الگ ہونی کے مصادق دیے آئندہ کے سر سے ادا کاری کا محنت نہیں اُڑتا تو دوسری طرف بُسے بھائی دیو آئندہ بُدایت کاری سے توبہ نہیں کرتے۔ وہ آئندہ برسوں بعد اکھب فلم بنارہے ہیں "جانا دل سے در"

صورت قد ہے کہ جس کی کشش دیکھتے ہی نہیں ہے۔ اس قسمے میں آج تک کسی نے شوٹنگ نہیں کی۔ محل کیا کرے۔ پہلی فلم ہے۔ جس کی شوٹنگ اس قسم میں کی گئی ہے۔

جب آپ نے فلم شروع کی تھی ابے اور کا جوں غیر شادی شدہ تھے لیکن اب دونوں شادی شدے ہیں۔ کیا اس سے فلم پر کوئی اثر ہوئے گا؟

میں نہیں سمجھتا کہ فلم پر اس کا کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔ کیوں کہ فلم جب پردے پر چلتی ہے تو اس وقت فن کاروں کی ذاتی زندگی نہیں ہوتی۔ میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ فن کاروں کی ذاتی زندگی فلم کو متاثر کر سکتی ہے۔

آپ کی فلم "مرتیو دنہ" کو ایوارڈ تو ملے لیکن باس آنس پر اُسے وہ ایوارڈ نہیں ملا جو لمنا چاہئے تھا؟ "مرتیو دنہ" سبج نمائش کے لئے پیش کش کی تھی تو کسی بھی بھی فلم اُس کے مقابلے میں ریلیز ہوئی تھی۔ اس مقابلے کے باوجود "مرتیو دنہ" نے د صرف ایوارڈ جیتے بلکہ بُرنس کے مقابلے میں بھی وہ کم نہیں رہی۔ "مرتیو دنہ" کی کاست اور میلنگ دیکھ کر بی لوگوں کو اُس کا مقابلہ دوسری لٹھوں سے کرنا چاہئے۔ آپ "مرتیو دنہ" جیسی فلم کے کاروبار کو فلم پر شعلے کے کاروبار سے تو نہیں ناپ سکتے۔

ادھر آپ کے بارے میں سمجھا جا رہا ہے کہ آپ بھی "شار سسٹم" کے شکار ہو چکے ہیں اور بنا اس اسارز کے فلم نہیں بن سکتے؟

نے بھی شوٹنگ نہیں کی ہے اس لئے دل جمل کا خوب صورت اور دل کش نثارہ برسوں کے بعد بالآخر پھر سے پہلی بار محل کیا کرے۔ میں ہی دیکھیں گے۔ کشیر کی شوٹنگ کرنے میں ہمارا یونٹ رجع ہجھ خوش قسمت ہے۔ کپوں کہ جس دل ہم نے شوٹنگ پوری کی اور ہمارا یونٹ کشیر سے دالپیں لوٹا دسرے ہی دن کارگی میں لاٹاں چڑھ گئی۔ سری نگر ہواں اُنہوں نے کر دیا گیا۔ اگر ایک دن کی بھی دیر ہوتی تو ہمارا دوسرا ممبر دل کا پورا یونٹ، کشیر میں بھنس جانا؟

کشیر میں شوٹنگ کرنے کی کوئی عاصی وجہ ہے؟

میں تو آپ سب میں جان سکسیں گے جب آپ محل کیا کرے۔ دیکھیں گے۔

کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلم پوری بھی کر لی اور کسی کو کافیں کافی خبر نہ ہوئی؟

میں ہمیشہ سے بھی خاموشی کے ساتھ کام کرنے پر یقین رکھتا ہوں۔ بیکار کا شور شراب اور بڑے بڑے دھوے کرنے کے بجائے میں صرف اپنے کام میں یقین رکھتا ہوں اس لئے میں نے فلم ساز دیو دیو کی سے بھی بھی سمجھا کہ ہم پہلے فلم مکمل کر لیں پھر بھلسی شروع کریں گے۔ ہم نے اپنی طرف سے ابھی تک کمھیں بھی کوئی بھلسی نہیں کی ہے۔ ہم نے ابھی تک اپنی وجہ فلم پورا کرنے میں لگائی ہے اور اس بھی کاتیجہ ہے کہ ہم محل کیا کرے۔ میک آٹھویں میں پورا کر سکے ہیں۔ اگر شوٹنگ پر میسا کے ساتھ حادثہ ہو جاتا تو شاید ہم اور بھی جلد فلم کو پورا کر لیتے۔ میسا کے ساتھ حادثہ ہونے کی وجہ سے فلم ایک مینے لیٹ ہو گئی؟

سونراصل میسا کے حادثے کی خبر دل کے ساتھ

بھی محل کیا کرے۔ پہلی بار لوگوں میں ہڑکرے کا سبب

جس دل لیکن حادثے کو خبر دل میں کالی بڑھا پڑھا کر بتایا

گیا آفریں کی کہا وجہ تھی؟

کیوں کہ تمپے لوگوں کو واقعات کو بڑھا پڑھا کر

پیش کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن مجھے یہ ہے کہ یہ

ایک معمولی سا حادثہ تھا۔ جب میسا اپنے ہوٹل سے

لوگیشن کے لئے آری تھی تو ایک ٹیکسونے نے میسا کی

گاڑی کو ٹکرایا۔ اُس کی ٹانگ میں فرٹھ ہو گیا تھا۔

کشیر کے علاوہ بھی کسی دوسرے لوگیشن پر آپ

نے شوٹنگ کی ہے؟

کنجے اورے نورے 85 کلو میٹر کے فاصلے پر

ایک مقام ہے کنجے گڑھ۔ یہاں ایک ایسا خوب

دوسرا سلیم جعفری انٹر نیشنل ایوارڈ کا اعلان



شاشق حسین زیدی

جعفری انٹر نیشنل ایوارڈ "دہنی" میں مقیم افسانہ نگار نجم الحسن رضوی کو پیش کیا گیا تھا۔

ایوارڈ 28، اکتوبر کو دودھ (قطر) میں عہد فروع اردو ادب ایوارڈ "کی تقریب" کے موقع پر دیا جائے گا۔ اس پاری ایوارڈ پنجابیستان سے کالی داس گپتا رضا اور پاکستان سے منتظر مسعود کو پیش کیا جائے گا جس کی مجموعی مالیت ڈھانی لاکھ روپے ہے۔

نو روٹو (کنادا) میں رہنے والے شاعر اور ادیب اشفاق حسین زیدی کو اس سال کے سلیم جعفری انٹر نیشنل اردو ایوارڈ "کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ نیجے میں ادبی جشنوں اور عالمی شاعروں کے بانی سلیم جعفری کی یاد میں مجلس فروع اردو ادب دودھ (قطر) نے گزشتہ سال جاری کیا۔ ایوارڈ کی مالیت اس سال سے 50 ہزار روپے سے بڑھا کر 55 ہزار روپے کو دی گئی ہے۔ اس ایوارڈ کیمپین کے سربراہ ڈاکٹر محمد علی صدیقی (پاکستان) تھے۔ ڈاکٹر ملکزادہ منظور (پنجابیستان) اور ڈاکٹر حسن رضوی (پاکستان) اس کے سبھ تھے۔ یہ ایوارڈ بر صغیر سے باہر مقام اردو کے تحفیظ کاروں کو اردو کے لئے نمایاں خدمات کے اعتراف میں اُن کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سال پلا سلیم

فلم کے بیرو و تو دیو آنسد ہیں گردبے آنسد کی ڈاتی فلم ہو اور وہ اس میں نظر نہ آئیں بھلا کی کیسے ممکن ہے لہذا آپ دیے آنسد کو اس فلم میں ایک قول کے روپ میں دیکھیں گے۔

دیو آنسد نے سپریم پکاری "سے ڈاز کشن کے سیدان میں قدم رکھا تھا۔ سپریم پکاری" 1970 میں آئی تھی جب سے اب تک دیو آنسد تقریباً ایک درجن فلمیں ڈاز یکٹ کر چکے ہیں کام بابی صرف دو فلموں "بیرے رام" اور "دیس پر دیس" کوئی۔ آج بھی دیو آنسد تقریباً ایک درجن ستاروں کے ساتھ منسرت کی ڈاز کشن میں مصروف ہیں شی کپور، ہزادہ اس فلم کی کاست میں شامل کئے گئے ہیں۔

ڈے بے آنسد نے 1957 میں "نود گیارہ" ڈاز یکٹ کی تھی، جس کے بیرو دیو آنسد تھے۔ اس کے بعد وہ بے آنسد نے دیو آنسد کے ساتھ کالا بازار، گاہیں، سترے سیرے سپتے۔ جسی یادگار فلمیں ڈاز یکٹ ہیں۔ اسی دوران میں آنسد کو اداکاری کا شوق چرا یا انسوں نے اپنی پوری توجہ ایکٹ پر کوڑ کر دی تھیں ایک اشتہانی قابل اور باصلاحیت بدایت کا ایکٹ کی سول پر چڑھ کر ختم ہوا اور دیو آنسد جو بکلی پھکلی تھریکی فلموں کے کام یا ب

بیرو ہوتے تھے بڑکش اور ڈاز کشن کے جملیوں میں ڈے کا پنے کام یا بیکٹ کیر بیڑ کوتاہ کر پیٹھے۔ ہزاری ہو تو کاجول جسی۔ پھلے دنوں کاجول اپنے شوہر ابے دیو گن کی فلم "ہل کیا کرے" کی ڈینگ کرا رہی تھی اور دوسرے ہال میں سماش تھی کی کی فلم "تال" کی ڈینگ جل رہی تھی ایک انداز نر کی آواز کے لئے سماش تھا اساف پریشان تھا ان کی نظر کاجول پر پہنچی انسوں نے کاجول سے درخواست کی کہ اگر آپ د منٹ کے لئے اسٹوڈیو میں آکر ڈینگ دیکارڈ کر دیں تو بھی نوازش ہوگی۔ کاجول نے اساف کی پریشانی کو محسوس کیا اور ڈینگ کے لئے تیار ہو گئی۔ آپ کاجول کی آواز فلم "تال" میں کلامکس سے ڈے پہنچنے سکیں گے۔

سمنی دیویں را ہول دیو، نزل پانڈے اور لکھیں رشی بروڈیو سر رنہب آریہ کی فلم "سکندر" کے لئے سائی کئے گئے ہیں۔ سمنی بوہرہ کی بدایت میں بننے والی اس فلم کے لئے دو بیرو انسوں کا انتہاب کیا جا رہا ہے۔ ہزار سلطان "ستھن" پکر درتی کی نئی فلم کا نام ہے ایں ایں دی پرساد کی بدایت میں بننے والی اس فلم کا آغاز پھلے دنوں سبھی میں ہوا۔

ہزار جادیدا خڑا دراؤں کی پہلی بیوی ہی ایساں سے چیدا ہونے والا بیٹا فرحان اشتہاری فلموں میں ڈاز کشن دینے کے بعد اب فیپر فلموں کی ڈاز کشن دے گا 2000، کے وسط میں شروع ہونے والی فلم کا بیرو دھار غان ہو گا۔ فلم کی بیرو دنیں پریٹی زینتی ہے۔

ڈاز فیپر دھار غان کے بیٹے فردیں غان کی جنی فلم میں دیکھو ہو گئے لارنس ڈیوزا بناۓ گا۔ اس فلم کی بیرو دنیں کے لئے میسا چودھری سے بات چیت جل رہی ہے۔ خود فیپر دھار غان کی اپنی فلم دوڑھے بیرو دے کے ساتھ بنائی جائے گی جس میں ایک فالبا آجے دیو گن ہو گا۔

ڈاکٹر پرودیو سر دھار غان کی فلم "لگان" میں شپا شیئی کی چھوٹی بیٹی شیخا متعارف کرائی جاری ہے فلم کی دوسری بیرو دنیں ملائیں والی نسندیتا داس ہو گئے۔ فلمی حلقوں میں پھیلنے والی خبروں پر یقین کرایا جائے تو پرودیو سر لیش چوپڑہ کی نئی فلم "مجھتی" میں ایسا بھجی کے مقابل سری دیوی اور شاہزاد غان کے مقابل ایشوریہ رائے پیش کی جائیں گی۔ فلم والا نے جب خود پیش ہی سے اس خبر کی توبہ پا قصہ بیت چاہی تو اسے بتایا گیا کہ پیش ہی اس فلم کے گھنٹوں کی روکارڈنگ میں مصروف ہیں لہذا بیٹی سے بات چیت نہیں ہو سکی۔

ڈاکٹر پرودیو سر لیش چوپڑہ کی نئی فلم "مجھتی" میں آدھی کی پہلی پہنڈ کاجول تمی جسے شاہزاد غان کے مقابل ہیرو دنیں کاروں کرنا تھا مگر کاجول کے شوہر ابے دیو گن کو شاید یہ پہنڈ نہ تھا کہ اس کی شریک حیات شاہزاد کے ساتھ کام کرے لہذا اب اس فلم میں کاجول کاروں ایشوریارائے کو مل گیا ہے۔ ڈاکٹر پرودیو سر بونی کپور اور ڈاکٹر پریٹی سٹیشن کوٹک نے اپنی نئی فلم کی 16 روزہ شوٹنگ حیدر آباد کے پہاڑی اسٹوڈیو میں شروع کر دی ہے اس شوٹنگ میں ایں کپور، ایشوریارائے اور میسا چودھری حصہ لے رہے ہیں فلم کے گیت جادیدا خڑا تکہدے ہیں اور موسمی سنجھو دش کی ہے۔

ڈاکٹر پرودیو سر سلیم اشتہری زیر نگمیں "پادل" میں فلم "دشمن" میں دیلیں کاروں کر کے شہرت اور اعزازات پانے والا آشو تو شرانا ایک ایسے بزرگ کا رول کر رہا ہے کہ امریش پوری بھی اس کے سامنے کم عمر لے گا۔



فناک کا پھلا فناک بن گیا۔ راجندر کمار کے جسد فناک کو آگ لگاتے ہوئے بھٹا کمار گرو، پوتا اور سرمی سلیل دت اور دوسرے دوست رشتہ دار

فلموں میں کام کیا تھا۔ ان کی ابتداء ایک مسول ایکٹر کے طور پر فلم میڈ (دلب کار، زگس) سے ہوئی۔ پھر جو گن (دلپ کار، زگس) میں بھی ایکٹر اب تھے مگر اتنی دیر سکریں پڑتے کہ لوگ پچان سکے۔ وہ تو انہوں نے سوچن۔ سطوفان اور دیا میں بھی کام کیا مگر شہرت مدد اندھیا سے ملی۔ پھر اس کمال و شنی کمال "مدھل کا پھول"۔ "گونج اسکی شناسی"۔ "قانون"۔ "آس کا پھی"۔ "سرال"۔ "پول ایک مندر"۔ "گراونڈ"۔ آئی ملن کی بیلاسزندگی۔ "ستکم"۔ آرزد سیرے محبوب سے جو بلی فلموں کا دور شروع ہوا تو وہ راجندر کمار کی بجائے جو بلی کمار کھلاتے جانے لگے۔

بطور فلم ساز ملواسوری "قانون"۔ "جرامت" اور "پھول" بنائیں۔ دوئی دوی سیریز میں بھی کام کیا۔

* شریمان شریعتی۔ یتیرے گھر کے مامنے۔

مودو اور دوپانچ "مسز ماڈھوری" ڈکھت۔ سہم سب ایک ہیں۔ "تماں ہے تو تمل ہے۔" جینا اسی کا نام ہے۔ اور پڑوسن۔ جیسے کامیڈی سیریز میں نام کرانے والے جن کا نام کیا 18 جولائی کو سبھی میں انتقال ہو گیا۔ 42 سال جن کا نام کیا کیسی کیسی میں بتلاتے انسوں نے اپنا ایکٹنگ کیریئر بگرانی اسی سے شروع کیا تھا۔ جن کی آنے والی ہندی قصیں۔ خوب صورت۔ اور سہم ساتھ ساتھ ہیں۔

* جندر کے 84 سالہ والدامر ناتھ کپور کا 29 جولائی کو سبھی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

مگر یہ ادھوری فلم اب ادھوری بی رہے گی۔ نہ جانے کیا سچ کردہ یہ سب کم فلم والا کو بتا رہے تھے۔ پھر خود بی کھنے لے خدا نے تمہی بست دیا ہے۔ بست نواز ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ ذہ کو آنکھ بنا دیا۔ نہ جانے وہ اتناب کیوں کہ رہے تھے۔ ہماری برسوں پرانی دوست تھی۔ نہیں مذاق تھا۔ جھیڑ جھڑ تھی پر بھی ایسی سمجھیدہ باش انسوں نے نہیں کیں۔ کمیں اندھی اندھوہ جان تو نہیں گئے تھے کہ ان کا بلا دا اب آگتا ہے۔ کاش فلم والا یہ سمجھ پاتا تو گھنڈ بھر کی بجائے گھنٹوں ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ زندگی کو تو کوئی نہیں بڑھا سکتا مگر کچھ لمحات تو بڑھ سکتے تھے۔ کاش یہ پڑتے ہوئے کہ یہ ملاقات آخری ملاقات ہے۔ اب جو خبر لے لی وہ موت کی ہی خبر لے لی اور وہ اپنے باتوں کی درد کار از جانے کے لئے خود بی کا بی تھریر کے پاس پڑے جائیں گے۔ راجندر بی کافی عرصہ سے ہمارے ان کے جسم عی خون نہیں بتتا تھا۔ اس کے لئے تھوڑے تھوڑے و قد کے بعد انسن خون دیا جاتا تھا۔ وہ آئندہ نہ میںے امریکہ میں اپنی بھی دوپل کے پاس بغرض علیخ رہے مگر کوئی خاص افادہ نہیں ہوا۔ سبھی میں آخری بار جوں کے آخریں جب انسن خون دیا گیا تو وہ کا سا بارٹ ایک ہوا جس کو انسوں نے منتے منتے قصلیں لیا مگر 12 جولائی کی رات 3 جنگ کر 30 مت پر ہونوں پر سکان نے سب کو رو ہما چھوڑ گئے۔

راجندر بی نے لگ بھگ ڈریو سو سے زیادہ

350 میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

ملا ٹیوں سے ملے کا وقت شام 5 بجے سے 7 بجے تک ہوتا ہے۔ فلم والا ان کے پاس سائزے پانچ بجے کے قریب پہنچا تو وہ کمرے میں اکیلے تھے اور لیٹے ہوئے اور دو کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔

راجندر بی کافی عرصہ سے ہمارا پلے آرہے تھے مگر اس روز انسن دیکھ کر کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ وہ ہماری ہیں۔ چہرے پر دو نقش تھی۔ ہماری کوئی نام و نشان بھی نہ تھا بس گالوں پر دراسی سو جوں تھی۔

کون کھتا ہے آپ ہمارا ہیں! الجھے ملے تو ہیں۔ پھر ہستال میں کیوں بستر لگایا ہوا ہے؟ فلم والا نے کہا تو وہ مسکراتے اور بولے سماں کڑوں نے دو ایک روز میں گھر جانے کے لئے کہا ہے۔

پھر گھنڈ بھر سے زائد راجندر بی فلم والا سے باشیں کرتے رہے۔ سیال کوٹ (اب پاکستان) اک جان 20 جولائی 1929 کو پیدا ہوئے تھے۔ کھنے لے ہجوم کے تعزیوں میں آگے کے چلتا تھا اور اتم کرتے ہوئے سن کوئی کہتا تھا۔ گھر والے بھی عمر ہکا پورا پورا احترام کرتے تھے۔ شرپت کی سبیلیں لگاتے تھے۔

پھر اپاٹکی ملک کے ہوارے کی بات تھی۔ میں آنے کی باش نہیں اور پھر انہوں نے شروع شامری کا دور شروع کر دیا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ راجندر بی اردو کے ایک اچھے شاعر ہیں۔ مگر اپنا کلام وہ کو کو کو اپنے پاس ہی رکھتے رہے ہیں۔ راجندر بی نے کماش رو شامری کا شوق شروع سے ہی ہے۔ پہلے وقت ہی نہیں لھاتا تھا۔ اب وقت ہی وقت ہے اس لئے خوب لکھا ہے اور اب بھی لکھ رہا ہوں۔ یہاں ہسپتال میں بھی ایک فلم باتوں کی لکیریں۔ لکھی ہے مگر ادھوری ہے۔ اس کا آخری حصہ گھر جا کر لکھوں گا۔

راجندر بی نے جو فلم سنائی اُس میں انسوں نے کچھ یہ کہا تھا کہ ہاتھ میرا ہے۔ لکیری میری ہیں مگر میں انسن پڑھ نہیں سکتا۔ تو نے جب چاہیجئے دنیا میں بھیج دیا۔ اور تو جب چاہے گا مجھے بلائے گا۔ میری مردمی تو کچھ بھی نہیں۔ دغیرہ دغیرہ۔



ٹریک کی فلمیں ڈائریکٹ کی ہیں۔ ایکشن کے ساتھ فیلی سو شل فلمیں بھی بنائی ہیں۔ مہماں ساگن "سندور" اور "انگ بھروسہ بھانا" جسکی جذباتی گھر لڑکیوں میں بھی بنائی ہیں۔ میرے لئے فیملی ڈرامہ ہمیشہ سے پر کشش موضوع بابا ہے۔

"فلم" دل کی دھڑکن۔ جیسے گھر لڑکے اور جذباتی گردار کے کیا گودنا ان فٹ نہیں ہے؟۔ بالکل نہیں، گوندا نے میری کی فلموں میں ایسے جذباتی رول پلے بھی کہے ہیں۔ گودنا تو دراصل ایک ایسا آل راذنڈ فن کار ہے کہ آپ اُسی سے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

"لیکن آج کل گودنا کی ایک ایک چھل کو دکرنے والے کامیڈیں جسیں ہے اور تافرین اسے سنبھالہ اور جذباتی رول میں پسند نہیں کرتے۔"

"فلم" دل کی دھڑکن۔ بھی ایک فیملی کامیڈی ہے، میں دیسے بھی سنبھالہ موصوع کو کامیڈی کے ساتھ بنانا پسند کرتا ہوں تاکہ تافرین کو فلم بوجوہ نہ لے۔ یعنکہ ہے کہ گودنا پر ڈیوڈ ہون اسٹائل کی چاہب زیادہ ہے اور میری فلم میں گوندا سے اس قسم کی اچھی گودنا نہیں کرائی جاسکتی۔ اس فلم میں گوندا نے کامیڈی کرتے وقت خاندانی روایت اور تہذیب و تمدن کا پورا دھیان رکھا ہے۔ ہم نے اُسے فلم میں سمجھیں بھی اور ایکٹنگ نہیں کرنے دی ہے۔

"فلم" دل کی دھڑکن" کے علاوہ آپ کی کون کون سی لمحہ سیست پر ہیں؟

"فلم" دل کی دھڑکن" کے علاوہ میری دو اور فلمی بھی پوری ہو چکی ہیں۔ سوتیلے "اور" بلندی "یہ فلمیں بھی جلد ہی ریلیز ہوں گی۔ سیست پر اب تاچ گانا اور شور شراپا پھر شروع ہو گیا تھا۔ گودنا رہما کے سامنے کھر منکار تاچ رہا تھا تو باقی سارے فن کار ان دونوں کے چاروں طرف تاچ رہے تھے۔

نچے منڈے دی تانی
نچے منڈے دانانا

گنید کے تانی اچھل رہا ہے ہو کد دیوانہ
مھنل ہیں بھری۔"

اس طرح تاچتے تاچتے گھتے ہوئے گوندا نے ازو نا ایرانی کو میرے کے اندر پھیلایا اور گائے لگا
نچے منڈے دی دادی
دوا دھول بجائے

پروڈیوسر ناظم رضوی نے چوری چوری جکے جکے نہیں نہ دھوڑے اپنی فلم "چوری چوری جکے جکے" شروع کر دی ہے۔ فلم کے ایک گیت کی ریکارڈنگ پر لئے گئے فوٹو میں ہیں دیس کے گھنیش میں، پہاڑ کا راستا، فلم کی ایک بہرہ نیمیں پریزیا زیٹا دہدایت کار عباس، ہیر و سلماں خاں، بھرت شاہ، موسیقار انولک، گودکارہ الکا یاگنگ، پروڈیوسر ناظم رضوی اور دیس ریکارڈنگ کمپنی کے رتن جیں۔ فلم کی دوسری بہرہ نیمیں رانی کرچی ہے جو تصویریں نہیں ہے۔

آج بھی لڑکے کی پیدائش پر خوشی کے شادی میں بھائے جاتے ہیں اور خوشیاں منانی جاتی ہیں۔ لیکن ہیں کی پیدائش پر ما تم منایا جاتا ہے۔ مکیا یہ خاندان میں بھی ایسا ہے۔

بھی باں اس خاندان میں بھی اسی اندھے عقیدے نے پاڑاں جاری کیے ہیں۔ پریم چوپڑہ اس خاندان میں دادا اور ارونا ایرانی دادی ہیں۔ دادی کا دھرم اسی ہے کہ بھوؤں سے خاندان میں اولاد فریض پیدا نہیں ہوتی۔ لڑکیاں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے بیٹے اشوك صراف نے بیٹے کے چکڑ میں ایک ایک کر کے چھ بیٹیاں پیدا کر لی ہیں اور اسی کو شش میں چھوٹا بیٹا لکھنی کا نتیجہ برداشت کیا ہے۔ چار بھوؤں کا باپ بن گیا ہے سب سے چھوٹا بھیا گودنا جس رہما سے شادی کر لیتا ہے تو دادی ارونا ایرانی ہمیشہ گوندا سے چیڑا پیدا ہونے کی امدادی کرتی ہے اس بات کو لے کر خاندان کے لوگوں میں گمراہ بھی رہتا ہے دراصل ہماری تھیم انگریزی کی اس کھاوات پر بھی ہے۔

Son is only son till he gets wife,
but daughter is daughter for
whole life

آپ نے تازبادہ تو مقابلہ "جتگ" اپر ادمی۔ ایکشن فلمی بنائی ہیں۔ فیملی ڈرامہ بنائے کا خیال کیے گیا ہے۔ سچے سوال شاید آپ اس لئے کر رہے ہیں کیوں کہ آج کل فیملی ڈرامے کا اپنیہ جھل پڑا ہے۔ لیکن میرے لئے یہ کوئی شی بات نہیں ہے۔ میں نے اب تک ہر

آنہوں نے کی فلمیں پروڈیویس کی تھیں اور وہ فلموں کے تھیم کا بھی تھے۔

ہم فلم والا جب فلم ساز راجو کارک فلم "دل کی دھڑکن" سے سیٹ پر پہنچا تو دبی درجن بھر فن کاروں کی بھیڑ تاہمی گاتی نظر آئی۔ ان اداکاروں میں گودنا رہما، پریم چوپڑہ، ارونا ایرانی، جانی یور، رائکش بیدی، اشوک صراف، لکھنی کائنات، برداشت رام موهن گذلی مادوتی اور اوار گنگ و غیرہ شامل تھے۔

"دل کی دھڑکن" کی یہ شوٹنگ سمجھی کے ایک کلب میں کی جا رہی تھی۔ جس کے بال کو بھل کے آئتوں اور بھولوں سے سجا یا گیا تھا اور بال کے اندر اس وقت فن کاروں کے علاوہ ڈینہ سو ڈانس اور جو نیزہ فن کار بھی موجود تھے۔ شوٹنگ کا ماحول کسی جسٹیشن کا منفر پیش کر رہا تھا۔ بال میں بچے کا پانا دیکھ کر لگتا تھا کہ کسی نو مولوں کے جنم کی خوشی میں یہ تقریب منعقد کی گئی ہو۔ فلم والا نے جب فلم کے پہاڑ کا رانی راما راؤ سے بات چیت کی تو آنہوں نے کہا۔

"آپ نے بالکل تھیک سمجھا۔ یہ تقریب بچے کی پیدائش کی خوشی میں بھی منانی جا رہی ہے۔ یہ بچہ گودنا اور رہما کا ہے۔ دراصل "دل کی دھڑکن" ایک فیملی فلم ہے اور فلم کی کمائی کی بہیاد یہ ہے کہ ہر باپ کے لئے ہی ہی "دل کی دھڑکن" ہوتی ہے۔ آپ تو جاتے ہیں کہ ہمارے ہندوستانی سماں میں ایک اندھا عقیدہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے کہ بھیوں کے مقابلے ہمیں کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ تو دیگرانوںی ہندوستانی خاندانوں میں



فیلم مول کی دھڑکن۔ کے لئے پوری فیصلی تلاج کرنے کی تیاریوں میں



رمبھا اور گودنہ اسول کی دھڑکن۔ کے سمت پر

ہوتی ہے لیلیں ہمارے ملک میں ہیں کو وہ پیار اور درجہ نہیں دیا جاتا جو ایک بھائی کو دیا جاتا ہے۔ یہی نظر یہ مجھے متاثر کر گیا۔ اور میں نے یہ فلم بنانے کا فیصلہ کیا۔ کیا۔ دل کی دھڑکن۔ جنوبی ہندوستان کی کسی فلم کا ریکارڈ ہے؟“
”بالکل نہیں۔ یہ ایک اور بھیں کھانی ہے۔“

”نسیں۔ ربھانے ساتھ کی کئی فلموں میں: س مرح کے ایموشنل فیصل روں کے ہیں۔ حال بی میں سلمان خان کے ساتھ اس کی ”بندھن“ آتی تھی۔ وہ فلم بھی فیصلی ڈرامہ تھی اور ربھانے ویسا ہی روں کیا تھا وہ کام یاب رہی۔ ”دل کی دھڑکن“ میں بھی ربھانے کی کامنی کا مرکزی کریکٹر ہے۔ کیوں کہ بیٹھی ہی ”دل کی دھڑکن“ ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے ساری کامنی بیٹھی یعنی ربھانے کے ارادہ کر دی گھومتی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ربھانے کے لئے ”دل کی دھڑکن“ کی کام یابی زبردست کم بیک ہو سکتی ہے۔ ہندی میں آج ”دل کی دھڑکن“ میں ایک فلم اس کے پاس ہے اس کی کام یابی کے بعد ملکن ہے ربھانے کے پاس ایک درجن نہیں ہوں۔“

گودنہ نے کہا اور بدایت کارنی راما را ذائقے اسے اگھے شات کے لئے یکھرے کے سامنے بلالیا۔

”دل کی دھڑکن۔ کے فلم ساز راجیو کپور نے بتایا کہ یہ ان کی بارہویں فلم ہے۔ فلم سازی میں قدم رکھنے سے پہلے وہ فوج میں تھے اور 1971 کی بھگدیش میں لاہی جی لوڑی تھی۔ گولیاں بھی کھانی تھیں۔ خون بھی لکھ کے لئے بھایا تھا۔

”کیا آپ بدلتے ہوئے کو دیکھ کر ہی فیصل ڈرامہ نہیں بناتے ہیں۔ کیوں کہ ہم آپ کے میں کون“ سے فیصل فلموں کا روئینڈ شروع ہو گا ہے۔“

”مجھے روئینڈ کا تو پہ نہیں لیکن ایک خیال جو اگل اور اچھا لگا ہے ہے ہی کی اہمیت۔ ہیٹھی ہیٹھی کی ہے۔ نسبت بایں اور خاندان کے لئے وفادار اور ایمان دار

”محفل ہیں مجددی۔“
”ارونا ایرانی کو ملک ملک کرنا پڑتے دیکھ کر سب لوگ خوش ہو گئے اور زور زور سے ہتھیا بجائے گئے۔ شات کے بعد فلم والا گودنہ کے ساتھ بالوں میں صرف ہو گیا۔

”آپ کی حسید مان جائے گی۔ کام یاب ہو گئی ہے؟“

”سب اور پردازے کی مہربانی ہے۔ میں قبول لکھ کر محبت کرتا ہوں اور بھل اور پردازے پر چھوڑ دیتا ہوں۔“

”کچھ دلبے دکھانی دے رہے ہیں؟“

”میرے نے جسم کو ایک سلسلہ پر کھا مشکل ہو گیا ہے۔ پہلے سال میں کافی موٹا ہو گیا تھا۔ میرے بھی ڈاکٹر پر پیشان ہو گئے تھے۔ بھی کہتے تھے کہ میں وزن کم کروں تو میں نے تو کلوڈن کم کر لیا۔ اس سے میری کئی فلموں کا سلسلہ بگڑا۔ اب میں پہلی فلموں کا سلسلہ بنانے رکھنے کے لئے بھی چار پانچ کلوڈن بڑھاتا ہوں تو بھی کم کر لیا ہوں۔ ”دل کی دھڑکن“ کے لئے بھی مجھے کئی کلوڈن کم کرنا پڑا ہے اسی لئے آپ کو دبائلہ دیا ہوں۔“

”فلم ”دل کی دھڑکن“ میں بھی کامیڈی روں ہے؟“

”ہاں۔ لیکن یہ ڈیوڈ ہون اسٹائل کی کامیڈی نہیں ہے۔ ”دل کی دھڑکن“ اصل میں ”دے راجہ“ اور ”حسید مان جائے گی“ نہیں ہے۔ اس فلم میں جس مرح کار روں ہے وہ ذرا سبجدیدہ اور گھر بخو قسم کا ہے۔ اسی لئے مجھے اس میں اصل کامیڈی سے کام چلانا پڑا ہے۔“

”کیا آپ کو لگتا ہے کہ گھر بخو فلموں کا دور لوٹ رہا ہے؟“

”لوٹ نہیں رہا بلکہ لوٹ چکا ہے۔ نافرین فالتو کے ایکش اور تشدید سے بچنے کی اکٹا لکھے ہیں۔ ہم ایکٹ لوگ تو ایکش سے کافی پہلے سے اکٹا جھٹے تھے۔ میں نے تو اسی لئے پانچ سال پہلے ہی کامیڈی روکیک پڑھ لیا تھا۔

”نافرین نے بھی مجھے اسی بدلتے ہوئے روکیک میں پسند کیا۔“
”سچ پچ معنیوں میں دیں۔“ تو ”حسید مان جائے گی“ ایک فیصل کامیڈی ہے۔ کوئی بے ہو گی نہیں ہے۔“

”اس لئے اس فلم میں بھی مجھے خوب پسند کیا جا رہا ہے۔“
”رمبھا۔ دل کی دھڑکن“ میں آپ کی بیرون میں

”لیکن ربھا کی ایسی تو چنانچہ جن جنگل کی ہے اور وہ اس مرح کے فیصلی ڈرامے کے لئے ان فٹ نہیں

TopTen

شوگ کے نئے ہج کی سوتھر لینڈ گیا ہوا ہے۔

ہزار پروڈیوسر ڈاڑھکنگل نورانی نے اپنی نئی فلم "جو رو کاغلام" کا پبلیکیشن روزہ شوگ شیڈل مبینی میں مکمل کیا۔ گودنا، ٹوٹکل کم، جانی نور، آشیں دیدار تھی، رزاق خان، اشوك صراف، شنتی کپور اور قادر خان فلم کے اہم ستارے ہیں۔

"شٹے" والے ریش پری نے اپنی پچھلی فلم نژاد دیوان "شاہ رخ خان اور روزہ شندر" کے ساتھ بنائی تھی اب انہوں نے نئی فلم کے لئے گودنا کو سائیں کر لیا ہے یہ دہیرہ دز کی کمائی ہے جس کے لئے ایک اور بیرد سے بات چیت چل رہی ہے۔

ہزار میں باس "اور پھر بھی دل نہیں ہندوستانی" کے بدایت کا دریز مرزا مستبل میں اپنے بیٹے بارون کو بھیثت بیرد پیش کریں گے۔ فی الحال بارون اپنے والد کی پھر بھی دل ہے ہندوستانی میں معاونت کر رہا ہے۔ ہزار نو چوپڑہ کی نئی فلم "مشن کشیر" کی کامیٹ ہے کہ ہو کے نہیں دیتی فلم کے بیرد بیٹے دت کے مقابل کام کرنے کے لئے ڈپل کیا تھا جو بھی چاول اور سرفی مشراب کے ناموں پر خور کیا گیا تھا۔ تینوں میں سے کسی ایک نے یہ رول قبول نہیں کیا وجہ یہ کہ فلم کی کمائی کے مطابق ان کو روپیک روپیک کی ماں بھی بننا تھا لہذا تینوں نے کوئی نہ کوئی بجا د کر کے آفر قبول نہیں کی۔

سلامان خان، گودنا ہے سخت ناراضی ہے وجہ یہ کہ گودنا نے اپنی ایک فلم میں سلامان کے چھوٹے بھائی ارباز خان کی جگہ کسی دوسرے اداکار کے نام کی سفارش کی۔ پروڈیوسر نے گودنا کی بات مانتے ہوئے ارباز کو فلم سے نکال دیا۔ یہ بات سلامان خان کو اتنی بُری لگی اتنی ناگوار گزرا کہ اس نے آئندہ بھی گودنا کے ساتھ کام نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے کی زندگی جو پہلی فلم آئی وہ بے جلکی شروع کیا۔ راجرام "جو تریباً ایک سال پہلے شروع ہوئی تھی"۔

سیل خان اور سونن بر جائی کا سابق اسٹینٹ بھوکار را جو جس نے اپنی پہلی فلم میں تم پر مرتے ہیں" (گودنا اور ارملاتا لینڈ کرا) حال یہ میں مکمل کیا ہے۔ ستر اکتوبر میں اپنی نئی فلم "چڑیا پڑیا اڑ" شروع کر رہا ہے فلم کے لئے ابھی نہیں پائیں سائیں کیا گیا ہے ایک نئی بیرد میں کی خلاش کی جا رہی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق اس بارے کے میں مقبول ترین فلمیں یہ بھی جا رہی ہیں۔

بیوی نمبر ۱

ہم دل سے چکے صنم

حسینہ مان جائے گی

ہندوستان کی قسم

من

سرف دش

پیار کوئی کھیل نہیں

انارڈی نمبر ۱

راجہ جی

صرف تم

امیٹیک بھن اور ایشوریہ رائے کی جوڑی پیش کی جا رہی ہے۔

ہمارا کام یا ب فلم سون کھی "پر بنائی جانے والی ہندی فلم میں سن دیوال اور کرشمہ کپور کی جوڑی پیش کی جا رہی ہے۔ فلم کے مصنف و بدایت کار کے ایسے ادیتیہ میں ہیں۔

ستبر میں عامر خان، اکٹھ کھد روانی مکری اور ایشوریہ رائے امریک، کنادا اور الگنڈا میں ایسی شووز کرنے جا رہے ہیں۔

جی بھن بچپنے دلوں امریکہ سے آگئیں جہاں انہوں نے درام میں رہا تو ہوتی ہے۔ کے 24 شووز میں حصہ لیا۔

فلم "سو اسٹو" (سینے دت، نرماتا شردار کرا) کا یونٹ پندرہ روزہ آٹھ ڈور شوگ شیڈل سوتھر لینڈ میں مکمل کر کے مہنی اوت آیا۔ فلم "کٹکٹش" (سینی شیڈی، جو بھی چاول) کا یونٹ 35 روزہ آٹھ ڈور

لہ ساز رہ جو کارنے ہوا دیا۔

ہزار پروڈیوسر ڈاڑھکنگل نورانی نے اپنی نئی فلم "سیل" کا کام یا ب سے کتنا فرق پڑتا ہے اس کی تازہ ترین مثال ہم دل سے چکے صنم کے بدایت کا رسنے لیا بھسال کی دی جا سکتی ہے۔ بھسال کی خاموشی "ست خاوشی سے آئی گئی ہوئی تواگ بھی خاوش ہو گئے گر جب سے تی فلم سپرہٹ ہوئی ہے سنبھل کو ایک سے ہڑہ کر ایک آفر اگر بھی ہیں ایک ایسی ہی آفر امتا بھج کی بھی ہے وہ بھی اس باصلاحیت نوجوان بدایت کا رکھ کے ساتھ کام کرنے کے خواہش مند ہیں۔

ہزار پروڈیوسر ڈاڑھکنگل راج کنور (حالية فلم داع دی فائز) کی نئی فلم "ڈھانی اکثر پیغم کے" میں

سرحد کے قریب

حالات حاضرہ کے پس منظر میں ایک

غزل

گھن گرج توپوں کی، سرحد کے قریب
پارشیں شعلوں کی، سرحد کے قریب
قتل پھر کر دی گئی لمحات میں
دوستی صدیوں کی، سرحد کے قریب
پھوٹ لکھی ہیں گلابوں کی جگہ
کو تپیں زخموں کی، سرحد کے قریب
دھمیاں تم نے اڑائیں، دشمنوں
آمن کے رشوق کی، سرحد کے قریب
کتنی مانگیں ہو، کسی سونی اوس
و جہاں گھنی چکنوں کی، سرحد کے قریب
گو بھتی ہیں رات کے سنائے میں
آہمیں قدموں کی، سرحد کے قریب
خوف کے سائے میں کاٹل ہے گھری
زندگی لوگوں کی، سرحد کے قریب
کامل حیدر آبادی

Qr. No. 388/III-B
H.A.L Township
OJHAR (Dist. Nasik)- 422207

59 کی تفتیش



ٹھہر لے لیں

کام کرنے والوں میں الوک ناتھر نجیت، آستن مودون، راجو کھیر، شین کپز، دریش دیاس، للت یار میو، کمن درما، اور پاپیا سین گھٹا ہیں۔ مبیرا، بنتے کو رات ساڑھے آٹھ بجے دکھایا جاتا ہے۔

☆☆ انکنی چکر کی ڈائریکشن اسٹریٹریو اور سلنا سیٹھوکی سے۔ ان کا ارادہ اس سیئل میں اپنی پیش تی ہوئی جرام کی کمانیوں سے حمام میں جرم کے متعلق آگئی اور بحث و مباحثہ شروع کرنا ہے۔ سیئل کی پروڈیوسر و نظارتی کے کہنا ہے۔ سیئل جرام کے واقعات اور عرکات کے علاوہ بھی کمپ دیافت کرنا چاہتا ہے۔ صارا شریں بچوں کا قتل۔ میل فون کے بوتوں میں جھرا مارنے کی وارداستہ بخاب کے ایک خاندان میں دوسرے قتل اور روپیہ دھول کرنے والے نوجوان لاکوں کے گروہ ایک پر تھدا اور سنگ دل معاشرہ کی چند نشانیاں ہیں۔ جہاں ایک قتل کرنا ممیوب ہے مگر کوئی قتل، طاقت، شہرت، اور شاید عزت کا پرواد ہیں۔ انکنی چکر میں حل شدہ اور غیر حل شدہ دونوں قسم کے جرام کو حقیقی اور کو منظری ذرا سر انداز میں ہر منگل کو رات دس بجے پیش کیا جا رہا ہے۔

جز روی رائے کا سیئل "جنم" ہر ہر رات ساڑھے فوبجے دکھایا جاتا ہے۔ یہ یقین خانے میں رہنے والی چار لاکوں کی کھانی ہے جہاں "ایک دسرے کے لئے محبت کا سارا عنی ہوئیں جسیں تاکہ وہ باعزت اور دمسدار شری بن سکیں۔ ان لاکوں یعنی داسووا، شلپا، نیبا، اور سنگتیا کا ہرم تھا کہ اس قسم کا سارا ادھ آشرم میں رہنے والی دوسرا لاکوں کے لئے بھی ہیں۔ پاکیاں اب اپنے خاندانوں میں گرجتی ہیں جو اسے داسووا کے جو ایک ڈاکٹر ہے اور آشرم میں رہتی ہے اور اسے چلاتی ہے۔

شلپا، ایک اور لیکٹک (Architect)

شخصی زندگی کی خوشیاں زیادہ اہم ہیں۔ ان دو قسمی عورتوں کے درمیان بینہ و فرق بنا سیئل کا مرد ہے۔

ہر قلی دنیا فیض میں بھی بست آگے ہے۔ روی کا سیئل سونی پر تو شروع ہوا بی تھا کہ زی نے بھی روی کا سیئل "جنم" شروع کیا ہے۔ یہ ہر کی رات کو ساڑھے فوبجے دکھایا جاتا ہے۔ اور جو لالی میں زی پر شروع ہونے والے سیر بلوز پر دیوپرنسیش بیس کے مبیرا، دخانشہ کے انکنی چکر، راجیش کار سنگوکے میازمانہ اور سنبھلے چند ناکے سر تیو دنڈ میں سے ہے۔

ڈائریکٹر چند بہل کا سیئل مبیرا، مشترک خاندان یا میاں بھی بچوں کے اکیلے خاندان کی پرانی بحث پر بھی سیئل سے شیوانی اور رادھیکا دو دوست ہیں۔ شیوانی شادی کر کے اپنے شوہر بچوں کے ساتھ خاندان کے دوسرے لوگوں سے علیحدہ رہتا پسند کرتی ہے لیکن رادھیکا ایک چوت کے نیچے پورے خاندان کے ساتھ شادی شدہ زندگی بسرا کرنا چاہتی ہے۔ اب قست کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ دونوں کی شادی ایک بی دن ہوتی ہے۔

گمراہ دھیکا کو پڑتے چلتا ہے کہ اس کا شوہر اور وہ خاندان سے جدا اکیلے رہیں گے۔ اور شیوانی اپنے ہی سون سے والی پر خود کو اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنے پر مجبور پاتا ہے۔ دونوں سیلیاں مل کر لے کرتی ہیں کہ رادھیکا اپنے شوہر کے سارے خاندان کو ایک چوت کے نیچے جمع کرے گی اور شیوانی اپنے شوہر کے مشترک خاندان کے چمگل سے نکل کر شوہر کے ساتھ اکیلی رہے گی۔ سیئل کی کھانی یہ ہے کہ کس طرح یہ دونوں خواتین اپنے شوہروں کو اپنی مریضی پورا کرنے پر آمادہ کر لیتی ہیں۔

ڈائریکٹر کس طرح اس کھانی میں باگری کے لئے تفریق کے حصہ بھاگتا ہے یہ تو وہی جانے گر مبیرا میں

رسنی میل دلن نے روی رائے کے لئے سیئل سپر شیڈ کا بڑے دھوم دھڑکے سے آغاز کیا۔ یہ سیئل ہر جھرات کو شام 5 بجے دکھایا جاتا ہے۔ روی رائے جو رشوں کے جذباتی اندھر چڑھا دالے سیئل بنانے میں ممتاز ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک عظیم الشان سیئل ہے۔

کھانی محبت کی تکون پر ہی ہے۔ یہیں ایک مرد (مسٹش خاکر) اور دو عورتوں (دیویا سیٹھ اور مرنال گلرنی) کے گرد گھومتی ہے۔ سیئل کا آغاز شوہر اور بھوی کے درمیان اختلاف سے ہوتا ہے۔ مسٹش خاکر اور دیویا سیٹھ شادی سے پہلے اچھے دوست تھے مگر اب ان کی شادی طلاق کی جانب گھشت رہی ہے۔ کوئی کہ دیویا کا دھیان اپنے کیری کی طرف ہے۔ لہذا اس کے پاس گمراہ شوہر کے لئے وقت نہیں ہے اور زی وہ ابgi بچوں کے بھجھٹ میں پڑتا چاہتی ہے۔ دیویا دراصل طلاق حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن مسٹش اپنی شادی کو قرار دکھانا چاہتا ہے جس میں وہ ناکام رہتا ہے۔ مایوس اور حالات سے تنفس ہو کر مسٹش ایک پیاری مقام کا رخ کرتا ہے جہاں اس کا ارادہ ایک دوست کے گمراہ کو دن سکون سے گزارنے کا ہے۔ دہاں اس کی ملاقات مرنال گلرنی سے ہوتی ہے جو ڈاکٹر ہے اور ایک فوبی افسر کی منگیر ہے۔ مرنال اپنے پیشے اور ذاتی زندگی کی ذمہ داریوں کو جس توازن سے بجااتی ہے مسٹش اس کا ہاتھیں ہو کر مرنال کا ماحی بن جاتا ہے۔ محبت کا یونیورسٹی پیار کی رویان خیز لفڑا میں دن دوں رات چو گنی نشود نہ حاصل کرتا ہے اور پھر شادی کے پودے کی ٹھیک میں میل دلن کے پردے پر رونما ہوتا ہے۔

روی رائے کا کھانا ہے کہ سپر شیڈ ایک مرد سے زیادہ دراصل دو عورتوں کی کھانی ہے۔ دیویا سیٹھ ایک موڈرن عورت ہے جو اپنے پیشے میں منہج روی تھواہ پانے والی اعلیٰ مدیدار ہے جس کے لئے اپنا کیری بی سب کچھ ہے۔ اس کے مقابلے میں مرنال گلرنی ایک متوازن دلخیز روایتی عورت ہے۔ جس کے لئے اپنے پیشے میں غیر معمول کام بیال سے زیادہ ذاتی اور

ہر رات بھیں کار سنگو کا نام میل ورثن کی دنیا میں
نیا نہیں ہے۔ ہندوستان کے سطھے گرد بڑے
شانی اور حکیم شوہر میرودھار کی تین سو قسطیں
لکھنے والا راجشی ہی ہے۔ اب سیریل میازادہ کے
مصنف ہونے کے ساتھ اس نے ڈائریکشن میں بھی قدما رکھا
ہے۔ یہ پہلے کل دفاتر نو بجے زی پر دکھایا جا رہا ہے۔
میازادہ میں کام کرنے والوں میں زیرینہ دہاب، امر تلوار، کوتا کپور، سعدیہ صدیقی، روی
گوسین، مونالی پنڈت، سواتی چٹنی، اشوک
لوکھانڈے اور سلیم شاہ ہیں۔ میازادہ کی کمائی عام
اور غیر معمول ہندوستانیوں کی کمائی ہے۔ اس میں ان
سائل، سوالات اور اخلاقی تحقیقیں کے متعلق بتایا گیا
ہے جو بدلتے ہوئے سیاسی، تمدن، سماجی، معاشی اور
علمیں، احوال کی پیداوار ہیں اور لاکھال جن کا اثر ہماری
روزمرہ زندگی پر پڑتا ہے۔ چونکہ غلطیاں صحیح یہ سمجھا جائے
ہے کہ خاندان ہی سماج پریز کا یعنی ہے لہذا سیریل کی
کمائی شرکے اور پری در میانہ طبقے کے ایک دیسے خاندان
کے اگر دی کہی ہے جس کا تعلق دیبات سے تھا اور جس کی
جدوجہد بدلتے ہوئے موجودہ زمانے سے ہے۔ اس خاندان
میں زیرینہ دہاب، امر تلوار اور ان کی دلائلیں شامل ہیں۔
زیرینہ ایک پرنسپل ہے جو دہن پر زور دیتی ہے۔ اور امر
تلوار کلے دہن کا ایک دکیل ہے ان دونوں کے ساتھ
 مختلف دگر دوپ کے اور بست سے دگار کارکار ہیں جو
مان کے مختلف طبقوں اور حصوں کی خاندگی کرتے
ہیں خصوصاً نو جوان طبقے کے۔ راجشیں کار کا کھانا ہے
سیریل بست سے سائل کو مانتے لاتا ہے جسے حیراب
بھیکنے کے واقعات پر ہندوستانگ، نہ بھی نار داداری اور
کارداروں کے نقطہ نظر سے ان کو جانپھا ہے۔
مولو پر ایک دن کا منصوبہ 52 قسطیں کا ہے۔
اس کی کمائی دو ایسے انسانوں کے گرد گھومتی ہے
جسیں محبت اس وقت ملتی ہے جب انسن اس کا
غیال دگان بھی نہیں ہوتا۔ ریاضگو اور رہبر شیخادت
ایک دوسرے کے لئے ان جانے ہیں مگر جب ان کی
ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے تو ان کی زندگی
ایک بالکل غیر متعین اور طبیعت خیز مودعے لیتی ہے۔

میں کام کرنے والوں میں دیویا کار تیکار انسینے، اونپ
سوئی اشیا، سیریل چڑا، تالا میہد اور روئی بات کا ذمی
ہیں۔

ہر سدھارہ میں گپتا کا سیریل سر تو دڑا۔
منگل نو بجے شام کو دکھایا جا رہا ہے۔ تین بھائی بسون
کی کمائی ہے جن کے حال اور مستقبل پر دقا فوتا
ان کے اپنی کے ساتے چاہاتے ہیں۔ اس سیریل
کے بنیادی کردار روئی بات کپور، شودم کپور، سنتا
کپور اور اوم کپور ہیں۔

روی بات کپور ایک کام یا بہر اور روئی
بانٹ اٹھ رہی کا چلانے والا ہے وہ 1971 کی جنگ
کے گھوٹائے ہیں موت ہو گیا تھا اور اس کو محلا پر
انہیں سپاہوں کی موت کا ذمہ دار تھا ریا گیا۔ اس پر
اس نے خود کشی کر لی۔ اس کی بیوی پاگل خانے میں
اور چھوٹے بچے دہرہ دون کی سڑکوں پر ہنگے گئے تھے۔ ان
بچوں میں سب سے ہم شودم کپور اب تیس سال کا
ہے اور سول انجمنتر ہے۔ وہ اس سیریل کا مرکزی کردار
ہے۔ بھی تسلی اور سختی سے لرز کر کے اور بعض
وقایت سڑک کی روشنی میں پڑھ کر اس نے اپنی تعلیم
کھمل کی ہے۔ اس کی بیس سنتا کپور دکیل ہے جو

مختلف مزاج اور خیالات کے دونوں بھائیوں کے
در میان ایک مل ہے سب سے چھوٹا بھائی اوم کپور
خاندان کا باغی ہے اور چھوٹے چھوٹے لڑائی جگڑوں
میں موت رہتا ہے۔

بھائی ایک دوسرے کی صد میں اوم جگرو
اور تیز رد عمل والا ہے جس کے شودم بربار اور معتدل
مزاج کا ہے جسے لڑائی جگڑے سے سخت کرابت
بھیں ان سب سے الگ ابھی تک پاگل خانے میں
پڑی ہے۔



کار تیکا اور اونپ، جنم کے دو ستارے



میازادہ کے سلیم شاہ اور کوئیتا

ہے۔ وہ شادی شدہ اور دو بچوں کی ماں ہے۔ نیما مصور
ہے اس کے بچے نہیں، گوشادی ہو چکی ہے۔ سنگیتا
دکیل ہے۔ یہ لاکیاں محسوس کرتی ہیں۔ ناجائزہ
حورت کا رشتہ ہو سکتا ہے مگر پیدا ہونے والا بہر پچ
مکمل طور پر قانونی ہے اور یوں وہ جائز ناجائز بچوں کے
نچے کو تبدیل کرنا چاہتی ہیں کہ معاشرہ میں شادی سے
باہر پیدا ہوں کو کوئی حادثت سے نہ دیکھے۔ سیریل





اول اٹھارہویں دنیا بھر کانفرنس کے اداکمیں کو ذریعہ علم اور مددی و اچانی نے اپنی ربانی گھوپھر صدر دیا۔ اس موقع پر (اداکمی سے باہمی) کانفرنس کے نائب صدر احمد سعید ملٹ آبادی (مدیر آزاد پندت) جمل سیکریٹری پوسٹ ملٹی (مدیریتی) اور دو اخبارات کی ڈائرکٹی کے تھب کار مودود صدیقی ذریعہ علم سے ڈائرکٹی پر سختا لے رہے ہیں۔



لندن میں رہنے والی محلی نسرين میں کبیر سعیدی آئیں تو انہوں نے بندی ٹلوں کے مشہور مصنف اور گیت کار جادوی اختر سے اتنا طویل انٹرویو کیا کہ اختر ہی عہ "Talking Films" کے ٹالش سے کتاب ساتھ پھر ہوا ہے۔ دیوالی کی فلم کے گیت نیز نے لگھے ہے۔ 30 سال بعد دیوالی کی فلم کے پلے گیت کی روکاڈ ایگر (اداکمی سے باہمی) اوسیہد جھن، گیت کا زیرخ دیوالی اور موسمیات لکھتے۔



برکامب سے جدا کرنے والی اکٹریں کارناٹاکا بھی کیا اور 15 دن تک بندہستانِ نوجوان کے ساتھ رہا۔



پارلیمنٹ ہاؤس انگلیس (تی دی) میں 29 اور 30 جولائی کو اول اٹھارہویں دنیا بھر کانفرنس کا جلسہ برائی میں پورے بندہستان سے تحریک 400 اردو اخبارات کے ایجینریٹوں کی جانب میں ہوتے۔ کانفرنس کے اعلانی ایلاس میں صدر، صدور، ممالی حکاب کے اہل بندہستان نے روز کے اخبارات درست کی پہلی اور کٹی کا بھی ابراہ کیا۔ (اور پر کی تصویر عہ، داہمی سے باہمی) سابق وزیر شہری ہوا باڑی خلام نبی آزاد اور زیر اطلاعات و نشریات پر مود سماجی، سابق وزیر اعظم اندر کار بھول، صدر، صدور، کانفرنس کے صدر۔ افضل دیر ماخبار لو۔ اور پہلے کے سابق وزیر اعلیٰ لاؤ برشاد یادو۔ کانفرنس کے اس ایلاس میں سابق سرکری وزیر مارف گرد خان اور دلی کی وزیر اعلیٰ شیخادشت نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے مددوں میں کوئی کانفرنس کی صدر سویڈیا گاندھی نے اور اسے روز دیر اعلیٰ شیخادشت نے دعویٰ کیے۔



دیوالی نے 1949ء میں اپنی فلم کپنی نوکٹن کی بنیاد رکھی تھی پہلی فلم ہالسٹر۔ تھی جس میں دیوالی اور ٹریاک روانی جزوی کو جیتن آئی۔ نوکٹن نے ڈریکٹ کیا تھا۔ 1970ء میں پہلی بارہ بیانیت کارڈ کے طور سے دیوالی نے فلم پر ہم بھاری۔ بنائی تھی۔ نوکٹن نصف صدی کمکل کر چکی ہے اور دیوالی آئندہ سا بھی نی فلم سسٹر بنائے ہیں۔ پریم بھاری۔ کے گیت نیز نے لگھے ہے۔ 30 سال بعد دیوالی نے لگھے ہے۔ اس فلم کے پلے گیت کی روکاڈ ایگر (اداکمی سے باہمی) اوسیہد جھن، گیت کا زیرخ دیوالی اور موسمیات لکھتے۔



سرھان (کیفس) ایسی موہری بھاری ہے جس کا کوئی عالم ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔ کیفس کے مریض بچوں کی زندگی عہ تھوڑی سی خوشی ملتے کے لئے بھیں کی ایک لالا۔ بھیں نے ان بچوں کو ایک باری دی، جس اور اکار سلمان خان نے کئی گھنے ان بچوں کے ساتھ منہ بھانے میں کارے۔

عشرہ عتقر بھائی۔ اسی صفحہ پر مکمل



جو گنڈریاں

204, Mandakini Enclave,
NEW DELHI-110019

پہنچیوں کی ایک کھوٹ میں دلائشوں پر نظر پڑنے پر عبدالدے پاؤں ان کے قریب چلا آیا۔ ایک ہندوستانی فوجی تھا اور دوسرا پاکستانی مجاہد۔ دونوں کی بندوقیں ان کے درمیانی فاصلے میں گری پڑی تھیں۔ مگر عبدال کو بندوقوں سے کیا غرض؟ بندوقوں سمیت کبھی پکڑ دھکڑا میں آ جاتا تو فوج اُسے بھی کوئی مجاہد سمجھ کر دھر لیتی۔ سب لوگ گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مگر عبدال نے وہیں کھیس پہاڑوں کے اندر کسی مخفی شکاف میں آپناہی تھی۔ موقع لئنے پر لاشوں کی جیسوں سے کام کی جو شے بھی اُس کے ہاتھ لوگ جاتی۔ اللہ کا شکر ادا کر کے اُسے اپنی جیب میں محفوظ کر لیتا۔ مجاہد کی اندر فی جیب سے اُسے کسی بیچ کی تحریر میں ایک چشمی مل۔ مختصر سی، میر جی میر جی طفلانہ تحریر پر مسکرا کر دہ اسے پڑھنے لگا۔

٩٩ - السلام عليكم أبوٌ

"کل میری سال گرہ تھی۔ مگر کیا پتہ آپ کہاں
چلے گئے؟ اس لئے میں اور رامی سارا دن روتوں رہیں۔"

برفیلی ہوا کی سائیں سائیں پس ٹھٹھر محسوس کر کے عبدال ہندوستانی فوجی کی جیبوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ فوجی کی باہری جیب میں ہی اُسے ایک منی سی نہایت خوب صورت پچی کی تصویر ملی۔

بھولے بھالے چور کو حیرت ہونے لگی کہ محاکمہ کی بیٹی کی تصور پر ہندوستانی فوجی کی جسپ میں کیے آگئی۔

بند ریاضیاں

نہ قطع

آئینے پر اعتبار مت کیجئے گا
اس دوست پر انحصار مت کیجئے گا
یقین کا نہیں قائل یہ پڑانا پالی
یقین بات کا انتصار مت کیجئے گا



جوں میں کوئی رنگ نائک لینا اچھا
یمتحا سا کوئی زہر بچانک لینا اچھا
آئینے کی بینائی بھی جھوٹی ہو اگر
تب اندر ہے کنویں میں جانک لینا اچھا



واعظ کی، محبت سے اگر دوری ہے
یہ چیز بی اہلِ دل کی مجبوری ہے
آتی ہے کسی کسی کو خوبشہ اس کی
نافعہ میں چھپی ہوئی یہ کستوری ہے

دل میں بے شک حسرتوں کا رقص دیکھا کیجئے
اپنے چہرے کے بھی لیکن نقش دیکھا کیجئے
یوں نہ ہو، خوش فرمیاں شرمندہ کر دیں آپ کو
آئینے میں روز اپنا عکس دیکھا کیجئے



یقین بتاتا نہیں کچھ دن سے مرا عکس مجھے
نظر آتا نہیں کوئی بھی مرا نقش مجھے
ہاں گر آئینے دل کا جو کسی بھی دیکھتا ہوں
ٹھنے دیتا ہوا ہتا ہے کوئی شخص مجھے



ٹبویں کیوں ہے جدائی کا فاصلہ اتنا؟
ہماری راہ میں حائل کوئی صدی بھی نہیں
جو پاٹ دے ہمیں دو مختلف کناروں میں
ہمارے یقین میں ایسی کوئی نہیں بھی نہیں



رہے ہمیشہ وہ اس گھر میں حکمراں بن کر
قیام اس کا مرے دل میں مصل کر دے
کھیسیں نہ جائے کم از کم مری حیات تلک
مرے خدا، اسے اتنا فراخ دل کر دے



گئے دنوں میں یہ طرزِ عمل بہاؤں کا
ٹنکل گیا تھا وہ جور و جھٹا سے بھی آگے
گر اب اس نے تلائی کی انتبا کر دی
قدم بڑھایا ہے اس نے دفے سے بھی آگے



نہیں ہے ایک بھی ایسا جو غم کا ہو منظر
کسی کے پیار کی بخشش ہیں سب مرے آنسو
قیل ان میں ہے روشن کسی کی یاد کا نور
خوارے بن کے چکتے ہیں اب مرے آنسو

قتبل شفائی

Qateel Shifai Street
Ghalib colony
Samanabad
LAHORE - (Pakistan)



مختصری یونس صاحب، تبلیغات

رسول بعد، فتحار تم صاحب کے ساتھ میں بھی کے دفتر پہنچا اور آپ سے یاد مانسل کر کے ہمشکی طرح خوشی ہوئی۔ آپ نے نہایت غلوص سے مجھے یاد دلایا کہ ایک مرصد سے علیٰ کوئی مکمل نہیں لگی۔ پھر آپ نے اسی میں "e-mail" پر بھی مجھے اپنا دعہ یاد دلایا۔ ایک تارہ اور آپ کی فراش پر بھی ہوئی ہمانی۔ انہوں کے دم پر بھروسہ کیا۔

چالیس دری پہنچے علیٰ پہلی بار بزم بھی حاضر ہوا تھا۔ وہ بلا عنوان "مسلسل کی پہلی مکمل تھی اور قابلِ کرتا پڑا کہ آپ نے اب تک 480 شارے اعزازی (complimentary) بیجے ہیں اور دیس بیشتر بھی ہے۔ علیٰ ممنون ہوں۔

کی قیمت اس شارہ سے آٹھ آنے سے بڑھا کر بارہ آنے کی تھی۔ جس بھی کاہذہ شارہ ملائی تھے حساب میں۔ یہ بھی اپنی جگہ شاید ایک دیکڑی ہے۔ ایسی خوب صورتِ ردایت کو رقراء کا نادر اصل آپ بی کا حصہ ملے مدد و رُگوں پر تحقیق اور اسی موضع پر لُوی سیریل بنانے علیٰ مصروف ہوں۔

علیٰ باقر

دو نو، یادو کھو تھیں ادب بناتے ہے۔ ایک اچھا ادیب بھیر ہوتا ہے۔ لا ابال، سُکھی اور کھنڈ رانہیں۔ سریش نے مجھے بھجا تھا۔ وہ دو پھر مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ دھوپ ہر طرف بھری ہوئی تھی اور وہ ہمشکی طرح ساہ ماس پینے ہوئے تھیں۔ ان کی گردی رنگت کپڑے زیادہ نکر گئی تھی۔ سریش سے تھوڑی دیر بھی بات کرنے سے دل کی دھڑکنوں میں م HARAT بڑھ جاتی تھی اور آنے والا غیر تھیں کی، غیر محفوظاً نہیں لگتا تھا۔ وہ ایک خاور درخت کی طرح اپنی جڑوں سے مضمونی سے بندھی ہوئی تھیں اور ان کے قریب گھر سے رہ کر درخت

کے رقص کو یاد کرتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ شارکے ہزار مکھے ہوتے پھول آنکھوں کے سامنے ہیں۔ مگر آنہ زین سے اترتے ہی مجھے لگا کہ یہاں سب کچھ بدل گیا ہے یا شاید پھر کئی سوار پرانی یونیورسی والاشسر پہلے جیسا ہی بدل گیا ہوں۔

پہلے سمسی اس شہر کو کیا کہ کپکارا جائے۔۔۔ یہ درس گاہ سے یا یہ فانقاہ ہے جہاں اولیٰ بادا پہنچنے ہوئے رہا۔ گراں گھر دوں میں خدا کی تعریف میں حد گاتے تھے۔ گھنٹیاں بجاتے تھے۔ یا یہ وہ پناہ گاہ ہے جہاں ہم جیسے بے شمار لوگ زندگی کی تحریر دھوپ سے بچنے کے لئے آجائے ہیں یا پھر یہ شہر دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر

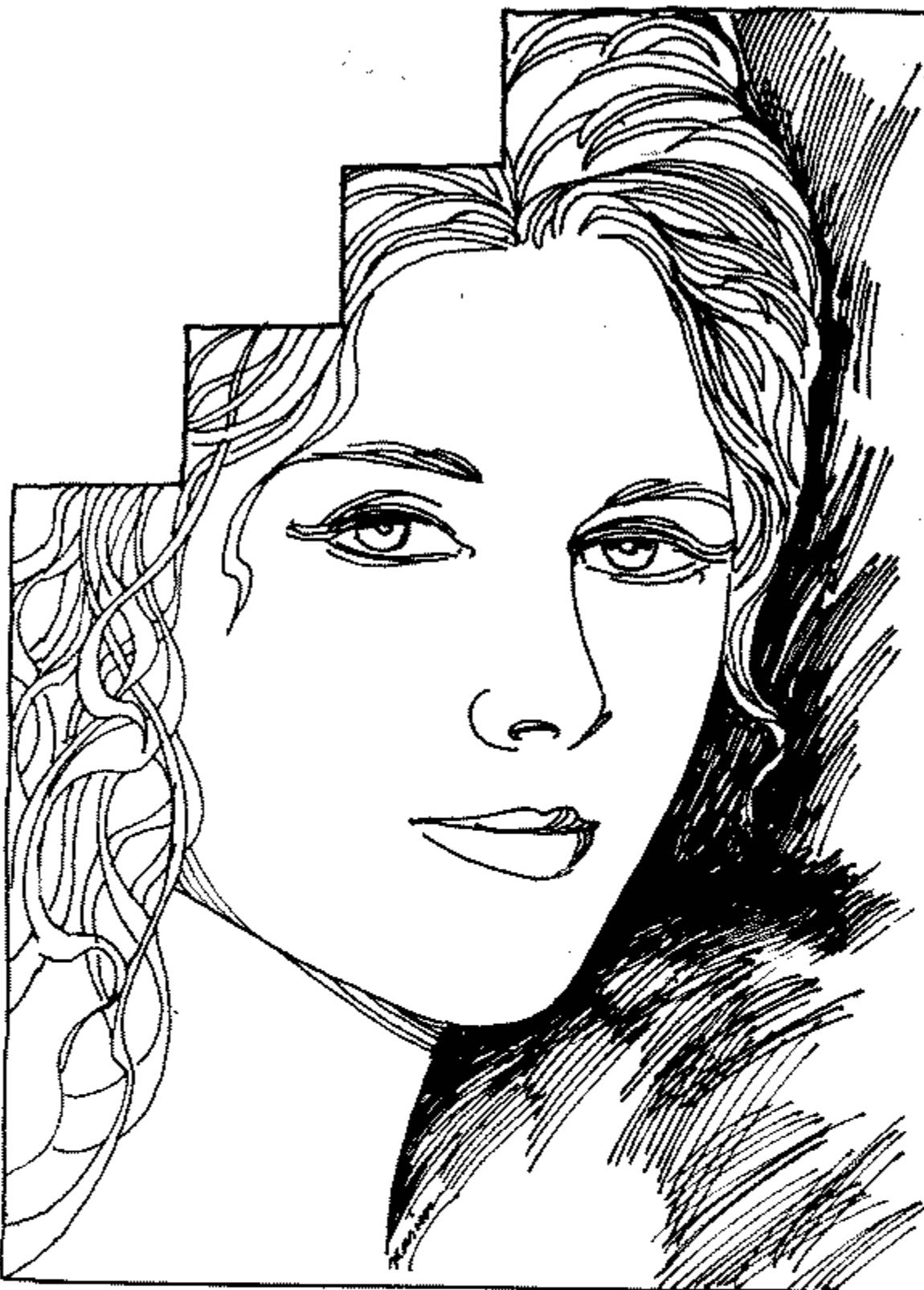


علیٰ باقر

6,Dakshinapuram,
Jawaharlal Nehru University,
NEW DELHI - 110067

آج میں بستہ رہوں بعد آکسنورڈ اپس آیا ہوں۔ اس شہر میں میں نے اپنی جوانی کے پورے پانچ سو لزارے ہیں۔ آج میں پھر ان سڑکوں، گھویں، پارکوں، کالموں کو دیکھنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے جب تک میں یہاں رہا مجھے خوشی اور سرست کا تھیں رہا اور آج بھی جب یہاں کے موسموں اور روشنی اور سایوں

کی بھیلی ہوئی شاخوں پر لگے ہوئے ہرے ہتوں کی فرشت۔ عیش خلکی کو محسوس کیا جا سکتا تھا۔ دس بارہ دوسرے مسافروں کے ساتھ ہوئے اتر کر ویران سے پلیٹ فارم پر پڑتے ہوئے میں آکسنورڈ اسٹیشن کے باہر آگئی اور ٹکسیوں اور سرخ دو مزلاں بس سے نظریں پڑا تاہم اسیں اسی تدریک پل کے نیچے فٹ پاؤ پر سے گر گیا جس کے اوپر سے تھوڑی دیر پڑتے سیری ہوئی دھڑ دھڑا تی ہوئی گردی تھی اور پھر میں بائیں باتوں کی طرف رک گیا پس سوچتا ہوا کہ جانے سریش نے مجھے پہچان بھی سکیں گی یا نہیں، اور اگر انہوں نے مجھے پہچان لیا تو پہلے کی طرح شاید دلیر پر ہی رُوک دیں گی۔ میں اپنے آپ میں لمحے دار ہوا کرتی تھیں۔



کھانیوں کا سرایہ ہوتی ہیں۔ لیکن میں اپنا نکد ک گی۔ شاید میں اس بجھ کھڑا تھا جاپ وہ دلیر تھی جس سے اُنگے پرستے کی نجہ کو اجازت نہ تھی۔ اب نہ دلیر تھی۔ مسٹر میل کا شراب خاد دے، بھی جس کے آخری نکو پرو ڈو مزد مکان تھا جس میں میں تین دوستوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ دبائی کی سب عمارتیں توڑ دال گئی تھیں اور بیہہ بہا کر ایک سپاٹ میدان بنادیا گیا تھا۔ کسی تھی تیرہ کے لئے بندیاں ڈال جاری تھیں۔ چند روپی روپی مقینیں تھیں جن کی کرخت آوازوں کو بند کر کے کام کرنے والے اپنے اپنے گھروں کو داپس لوٹ رہے تھے۔ اگر وہ شراب خاد جس کی لینڈ لینڈی مسٹر میل تھیں اب ایک کھنڈ بن گیا ہوتا تو شاید میں اس کے نوٹے ہوئے دروازوں اور کھڑکی کے شیشیں سے جانک کر ان چروں کو پہچانتے کی کوشش کرتا جو روز یہاں شراب پینے آتے تھے اور جن سے باری باری مسٹر میل بھس کر باتیں کیا کرتی تھیں اور چکتی ہوئی لکڑی کے چوڑے بارے کے یخچے کھڑی رہتی تھیں اور ان کے یخچے لگے ہوئے رہے آئینے میں ان کے کانوں پر جھولتے ہوئے سترے بال نکلا رہتے رہتے تھے۔ یہ خطر میں نے بارہا دیکھا تھا مگر صرف دلیر پر کھوس کھڑے۔ مسٹر میل نے مجھے پہايت کر کی تھی کہ میں کبھی ان کے شراب خاد کے اندر نہ آؤں۔

مگر مسٹر میل میں بالغ ہو چکا ہوں۔ دوست دے سکتا ہوں! ایک دن میں نے ان سے ہمت کر کے کہ بی دیا تھا۔ یہ بات کہنے کے لئے مجھے پریکش کرنا پڑی۔

ہوئے مسٹر میل کے شراب خاد آیا کرتے۔ کبھی کبھی کسی سکندری اسکول کے بچے اپنی یونیفارم پہنے فٹ پال ڈھونڈنے کے بعد اس احاطہ میں آجاتے اور اپنی کرسیوں پر بیٹھ کر اپنی لگلی ہوئی نائس تیزی سے بلاتے اور اس طرح غالباً تمہوں کو اپنے ہونٹوں تک لے جاتے جیسے گلاں اٹھا کر شراب پل رہے ہوں۔ اور پھر مسٹر میل کی دادت سن کر بنتے ہوئے بھاگ جاتے۔

مارے شیطانو، اپنی فٹ پال تو لیتے جاؤ، بعد میں نہیں ملے گی۔ وہ اد پنی آواز میں کھٹکتی۔ مگر آواز اور پنجی ہو جانے کے باوجود اس کی سخاں برقرار رہتی۔

شراب خاد جس بھی کے ایک نکو پر تھا اس کے دوسرے حصہ پر اندر کی طرف وہ دو مزدگر تھا جس

بڑا احاطہ تھا جس کی انٹوں سے ہی چھوٹی دیواروں سے گھری ہوئی مولیِ دن دار لکڑی کی کھردی کھردی تیچپیں اور میزیں پڑی رہتیں۔ ایک جانب ایک چھوٹی ہی خربستی رہتی تھی، جس کی گرانی کا اندازہ ہمیں اس دن ہوا جب ہمارے ایک پڑوی کا چھ سات سال کا لڑکا اس میں گرگی اور بغیر دکے کھڑا ہو گیا۔ پانی اس کے لگنے تک بھی نہ آیا تھا۔ مگر مٹھدا بست ہو گا چونکہ اس لڑکے کو کچپی گئی تھی۔

کسی دن اگر دھوپ نکلی ہوئی ہوتی تھی تو قریب کے کسی کھلی کے دوچار دوست آکر بیٹھ جاتے اور شراب کے گلاں میز پر چلکاتے ہوئے۔ دوسرے گراہکوں کا مودھ رکب کرتے جو اپنی عنہاں سے چھپتے

تھی۔ دراصل میں مسٹر میل کو ان کے بارے کے سامنے دوسرے مردوں سے انسیں سکراتے نہیں پھیڑ چڑھتے۔ کرتے ہوئے شراب کے گلاں ان کی طرف بڑھاتے قریب سے دلکھنا چاہتا تھا یا شاید میں کسی نہ کسی بسا نے ان کے قریب رہنا چاہتا تھا۔

سیرے شراب خاد میں کوئی ایک منہ شیش ہو رہا ہے دنودکہ تم اپنی عمر کی دھوٹیں مجھ پر جلا رہے ہو۔ مسٹر میل نے اپنی نیلی آنکھوں اور معنوی حصے سے گھوڑا جیسے کہ ری ہوں کہ میں تمہارے دہارادے بھی جاتی ہوں جو تم خود اپنے سے بھی کہ نہیں پاتے۔ مجھ نہیں پاتے۔ میں نے ان آنکھوں کی نیلی ہدشی سے نکری پرالی تھیں۔ اس شراب خاد کے چاروں طرف ایک خاصہ

بہت دیر تک رہ جو اونچ سے کپڑے نہیں مجاہد تھا۔
ویسے بھی سرٹیل کے بارے میں بھی کچھ دیکھتا تھا۔
تم نے جو کپڑے کھانے پے سب کو اس سے دنودھم
شراب کے لئے غم بالکل بے سر و پا باتیں کر دے گئی۔
ہمیں ڈیوڈ کے حصہ شراب بچا کر کمی چاہئے تھی۔
روجہ نے کہا جس کے بیٹھ روم میں داخل ہوتے ہی ایک
انسانی دھانپی جو دروازہ سے ایک ڈوری سے ہندھا ہوا
تھا، ابھی آہستہ سسلے لگتا تھا۔
روجہ، تم کو پست کھو تو چاہے۔ تھاری صارت
تو مخصوص لوگوں کو ڈرانا۔ چونکا انہوں نے پریشان کرنا ہے۔

میں نے رو جہر کو جواب دیتے ہوئے گلاں انھا کر پھی
ہوئی شراب ایک گوشت میں پی دالی تھی۔
دنودھم، تم ادیب کب سے بن گئے؟ رو جہر نے
سیری بات سنی اُن سی کردی تھی۔ تم نے ابھی بھک
ایک کھانی بھی نہیں لکھی۔ ہاں تم دنیا کے شامروں اور
ادبیوں کی طرح شراب کی بولی اپنے سامنے ضرور رکھے
رہنا چاہئے ہو۔۔۔ اور ادبیک سیریوں میں سرٹیل کے
شراب خاد کی دلمیز سے شروع نہیں ہوتیں، دنودھم
میرے دوست بات کچھ جی نہیں۔

وہ سب لوگ جو پہنچ ہے لٹکائے ہوئے سرٹیل
کے شراب خاد بآکر جام پر جام لٹھاتے ہیں صرف
اپنی خود مزہ نہیں کرنے دیا جاتے ہیں۔ آج یا کسی دہ
اس بجک کو اس شراب خاد کو سرٹیل کی خوش اخلاقی
کو بھول جائیں گے۔۔۔ مگر میں جو باہر دلمیز پر گھرے
ہوئے، کھلے ہوئے دروازے کو مظبوطی سے ٹکرے
ہوئے اندکی بھر جیز کا جائزہ لیتا ہوں، اس ماحل کو بھی
نہیں بھولوں گا۔ سیریاچھرہ گرم ہو گیا تھا اور میں نے اپنا
گلاں انھا یا آؤ دنیا ہو چکا تھا۔

اس بولی کی باتی شراب تھاری ہے دنودھم۔
آن پہلی بار مجھے یہ عسوی ہو رہا ہے کہ تم میں کہیں
ایک ادیب تھا ہوا ہے۔ رو جہر نے میری طرف سیری
بوجی رُخاتے ہوئے کہا تھا۔ اونچ نے اٹھ کر مجھے
گلاں میں سونف کی شراب اٹھیں اور اس میں فریج سے
لاکر بوف کے چند ٹکڑے اور پانی دلیں دیا۔ سونف کے
مرق کارنگ دودھیا ہو گیا تھا۔

شام نے اپنی روشنی کی بھی بھی لامبی دنودھم
کے ہاتھوں میں ٹاؤٹی سے سوچ دی تھی۔ سونھرہ دب

دلمیز سے اس نے آگے نہیں رُختے دینی کہ دنودھم کارنگ
گندی ہے بلکہ اس موٹی کے لئے تو دنودھم کالا ہی ہے۔
ڈیوڈ نے اپنی بھاری آواز میں ایک رات اعلان کیا، وہ
ایسی باتیں نہیں جھک کے کہا کر تھا۔

پہلی بات تو یہ کہ سرٹیل موٹی نہیں ہے «وسی
یہ کہ میں گندی یا کالا نہیں ہوں» دوپار دن تم لوگ بھی
دھمپ میں گھوڑہ پر جو تھارنگ بھی سیری بی میں
خوب صورت لگنے لگے گا اور تیسری اور آخری بات یہ
کہ سرٹیل کے شراب خانے میں انگریز پنڈوستانی اور
دست انڈیں سب بی نسلوں کے گاہک آتے ہیں، بلکہ
میں نے کالے سوٹ پہنچے ہوئے جا پانی مرد بھی وباں دیکھے
ہیں۔ میں نے پر جوش آواز میں سرٹیل کی حیات کی
تھی، حالانکہ سرٹیل کی زیادتی کا نشانہ صرف میں تھا۔
اور پھر ایک سینیک شام جب ڈیوڈ اپنے ماں باپ
سے ملنے پر فوراً گھا ہوا تھا اور سونف کی شراب اس
کے لئے بچا کر دیکھنے کی سیری تجویز کو رو جہر اور اونچ
نے نہیں کسی مزاحمت کے مان لیا تھا، مجھے اپنے جذبات
کی گھرائی اور شدت کا اندازہ ہوا۔ سرٹیل کو پست
پست کی میں ہوئی کوئی عام عورت نہیں تھیں وہ بہت

غیر معمول خاتون تھیں اور انہیں اپنے دل کی بات اس
طریقہ کھینچ کا سلیقہ تھا کہ ایسی کے بعد کسی صلح صفائی کی
ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔ شراب خاد کے باہر
انہوں نے جلی حروف میں لکھوا کر لگادیا تھا۔ بھرا ایک کو
اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اس اعلان سے
میرے تینوں دوست جوان درجاتے تھے ناداعی تھے اور
میں جو باہر دلمیز پر گھرا رہتا، سرٹیل سے ملنے کا متنی
رہتا۔ سرٹیل نے جیسے کہ دیا تھا کہ یہ پابندی کا معاملہ۔
جو صرف میرے اور ان کے درمیان تھا، کوئی خیری اور

پراسرار از تھا اور کسی کو کچھ کھینچنے کی ضرورت نہیں تھی۔
تم دنوں میں نے رو جہر اور اونچ کو شراب
خاد کے اندر آنے سے بھی نہ رکھتی۔ یہ پابندی
صرف میرے لئے تھی اور اس پر وہ بست سختی سے عمل
کر رہی۔ ہم چاروں دوست سینیک شام کو سونف کی میں
ہوئی فرائسی شراب پیرنڈیک ایک منگی بولی ملتے اور
ملکوں ملکوں کے بھیب اور غریب ناہوں کے کہانے
باری باری پکلتے اور دنیا کے ہر آسان سلسلہ کا ویچیدہ
حل دعویٰ کرتے۔
یہ سرٹیل ہمارے دنودھم کے شراب خاد کی

ہر اساتھ نہ چھوڑ
ذندگی کا وسیلہ ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
تو بھی اک مر رکا ماحصل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
لوگ ملتے ہیں سر را۔ گزر جاتے ہیں

تو بھی اک مسخر دل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
تو نے سوچا ہے مجھے، تو نے سنوارا ہے مجھے
تو میرا ذہن، میرا دل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
تو نہ ہو گا، تو کھان جا کے جلوں گاشب بھر
تجھے سے بھی گرمی، محفل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
میں کہ بھرے ہوئے طوفان میں ہوں لبروں لبروں
تو کہ آسودہ ساحل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
اس رفتاقت کو سر اپنی بنالیں، جی لیں
شہر کا شہری قائل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
ایک میں نے بھی اگاہے نہیں خوابوں کے گلاب
تو بھی اس جرم میں شامل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ
اب کسی راہ پر جلتے نہیں چاہتے کے چراغ
تو میری آخری منزل ہے، میرا تھا نہ چھوڑ

مظہر امام

176-B, Pocket I,
Mayur Vihar, Phase I,
DELHI-110091

یعنی ان دنوں تین انگریز دوستوں کے ساتھ رہا کر تھا۔
تیوب کی بات یہ تھی کہ سرٹیل ان تینوں کو شراب
خاد کے اندر آنے سے بھی نہ رکھتی۔ یہ پابندی
صرف میرے لئے تھی اور اس پر وہ بست سختی سے عمل
کر رہی۔ ہم چاروں دوست سینیک شام کو سونف کی میں
ہوئی فرائسی شراب پیرنڈیک ایک منگی بولی ملتے اور
ملکوں ملکوں کے بھیب اور غریب ناہوں کے کہانے
باری باری پکلتے اور دنیا کے ہر آسان سلسلہ کا ویچیدہ
حل دعویٰ کرتے۔

یہ سرٹیل ہمارے دنودھم کے شراب خاد کی

حُزْل

اس دور کے بشر کی ہر اچھائی لے گیا
شہرت کا شوق۔ جانبِ رسوائی لے گیا
میرے ہن میں نکست در عنانی، اس سے تم
وہ کیا گیا، کہ نکست در عنانی لے گیا
لے جاتا تھا سے تیرا شناسا بھی اور کیا
بس یہ کہ دل پر داعِ شناسانی لے گیا
کیا دل تھے وہ، کہ ہم تھے جانے دکان دل
اور جو بھی چیز جس کو پسند آئی۔ لے گیا
کیا دمکھیں آئیں، بھی کہ وہ آئیں جاں
ہم سے ہمارا ذوقِ خود آرائی لے گیا
آنکھوں کے طاق، چہرے پر چسپاں ہیں ان بھی
رونا مگر یہ ہے، کوئی بینائی لے گیا
دل کو سکونِ حسین نہ ملا مگر چاہے وقار
سو محظلوں میں اک فمِ تنہائی لے گیا

وقارِ مانوی

1681, First Floor,
Gali Takhht Wali, Sui Wala,
Darya ganj, NEW DELHI - 110002.

ہے، مگر آج پہلی بار تم سے یہ ذکر کیا ہے وہ دن ماں کے
پہنچنے والات بھی سنائے۔ مجھے افسوس ہوا کہ ان دونوں بھی
ماں کی شنگ دستی کا ذرہ، رابر بھی اندرازِ نفس تھا۔
وہ بہت غیرِ معمولی خاتون تھیں۔ میں نے اپنی
آواز کو بہت سمجھیا اور سمجھیا تھا۔

سادر وہ ہر ہفت کی شام کو جو سونف کی شراب کی
سنگی بوئی ہم لوگ پیا کرتے تھے۔ وہ دن نے اپنی
رازداری جاری رکھی۔ وہ بوئی بھی مسڑل دیا کرتی
تھیں۔ سخت تھیں شوق، رکھو تو اعلیٰ، شراب پیو تو عمدہ۔
گمراہی پھول لکاڑ تو پلاسٹ کے جعلِ نفس بلکہ اصلی۔
کروے پہنچ تو صاف تحریرے، اچھی اسٹری کئے ہوئے۔
وہ تماری مثال دیتیں۔۔۔ دلخواہِ خود کو، کتنا اسلامت

پوچھ رہا تھا۔ آپ کہیں دنود کپور تو نہیں؟۔

میں نے اسے پوچھاں لیا۔ ماں ماں میرے پرانے
دوسٹ میں دنود بی ہوں۔ مگر تم بیان کیا کر رہے ہو؟۔
اپنی پرانی میں عجیب جان اب یادیں ڈھونڈنے سے بھی
نہیں ملتیں۔ میں نے ماں کا باتحاد پنے دنوں پا تھوں
سے پکڑ کر خاصہ جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

بیان پر جو ایک بست شان دار ہوئی بن رہا ہے
اس کا آر کیمیکٹ میں بی ہوں اور میں نے خاص طور پر
پوچھیک اس شراب خانہ کی وجہ سے لیا ہے جان
تھیں اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ماں نے کہا
“اور پھر تم انگریز لوگ بدنام ہو کر جذبات سے
غایل ہوتے ہو۔۔۔ مگر مجھے یاد ہے، ماں، ہر ہفت کی
رات کو جب ہم چاروں دوست بیٹھ کر طرحِ طرح کے
کھانے کھاتے اور پیر نوکی چسکیاں لیتے ہوئے لوڑی دینا
کی گھیاں سمجھاتے تم خاموش رہتے۔ مسڑل کے
بادے میں کپڑے رکھتے۔

باہل وہ دنود تھیں سب تھیک یاد ہے۔ میں بھی
تساری طرح مسڑل کو بے حد پسند کرتا تھا۔ وہ ان لوگوں
میں سے تھیں جو دس سو چھانٹے کی ضرورت نہ محسوس
کرتیں۔ وہ شراب بیٹھنی تھیں مگر بیوپاریوں جسی کوئی
گردی ان میں نہ تھی، حالانکہ نیپولین نے ہم پر الام
یسی لگایا تھا کہ انگریز دو کان داروں کی قوم ہے۔ ماں کے
آوازِ خاصی دھیکی ہو گئی تھی۔ ہم دونوں کی بستی
عادتیں ملتی جاتی تھیں۔

مگر تم نے اپنی محبت کا کبھی ذکر نہیں کیا۔ میں
نے ماں سے سوال کیا اور رہاث بکی ایک تحریر کرم نہ
میرے بینے میں دوڑنے لی۔

تم اور روجہ اور ڈیوڈ تھیں اسکارا شپ پر گرا را
کرتے۔ اور تم دنود، تم تو ہم چاروں میں زیادہ اہمیت تھے۔ تم
لوگ آسکنورڈ یونیورسٹی میں رہتے تھے اور عمر پال
میلنک مکان میں کسی طرح گزارا کر لیتا۔ میں نے بھی
مسڑل سے اپنی حالت کا ذکر نہیں کیا حالانکہ دل چاہتا
تھا کہ اسی بہانے ان کی ہمدردی حاصل کر دوں اور ان
کے قریب آجائیں مگر میرا حال وہ جانتی تھیں۔ ہر ہو مواد
کو وہ بھی ایک بند لفاذ دیتیں اور پورے جذہ میرا خرفا
ہیں جاتا تھا۔ ان کا حکم تھا کہ اس لفاذ کا ذکر میں کبھی
کسی سے نہ کروں۔ میں نے اپنی بیوی کو بھی یہ بات
کہ بھی نہ۔ مثلاً حالانکہ وہ میری اچھی دوست اور راز داں

ہونے کا ہو رہا تھا۔ آپ کہیں دنود کپور تو نہیں؟۔

میں کہاں۔ میں نے اپنی کتابی پر بند جی ہوئی گمراہی میں
دست دیکھا۔ لندن و اپنی لوٹتے میں مجھے دیر د کرنی پا تھے۔
میں نے سوچا اور افسوس کر جا رہا کہ میں اسے رسول نک
اکسٹرول اسٹر اسٹ کر کیوں نہیں آیا اور خاص طور پر جب
میری بھائیاں اپنے رسالی میں چھپھنے لگی تھیں۔ ان
کے جھوٹے شاخ ہونے لگے تھے۔ میں دیر میں پر ان کی
بجاد پر سریل اور شلی مطمینت لگے تھے۔ مجھے بیان آکر
سریل کا ٹکری ادا کرنے میں بنت دی ہو گئی۔ کیا مجھے
یہ دھماکہ میں بیان آکر دلیز پا کر کے ان کے سامنے
اوٹھے اسلوں پر بیٹھ کر کھتا کہ مجھے سونف کی شراب
ایک ٹھیک میں ڈال کر بست سارا برف اور پانی ملا کر پینے
کے لئے دین تو میری لافِ تجہب سے دیکھتی کہ یہ اعلیٰ
شراب کی قیمت میرے شراب خاد میں کر رہے ہو؟۔۔۔
میں تو وہ لوگ آتے ہیں جو زندگی سے ٹھکنگے ہیں۔
یہ لوگ میں جن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ عورتی اور
نامکمل کی تصویریں ہیں، اور دنود اسیں تم مدد سوت پہنچے
میرے سامنے بیٹھ گئی۔ پیر نوکی فرائش کر رہے ہو۔ یا پھر
مجھے یہ دھماکہ کامیابی اور شہرت اور دولت حاصل
کرنے کے بعد وہ نظر اٹھا کر مجھے دیکھتی اور اونچی آواز میں
دیکھتی ہو، دنود تھوڑی دلیز پر کجا کر سب کو اندر آنے کی
اجازت آج بھی نہیں ہے۔

میں لیکن اسی بیان پہنچا تو یہ جگہ ایک خواب
بن چکی تھی۔ اسی میں اسی دلیز کو اپنے ٹھوڈنے لئے دھکتا
محوس کر رہا تھا جو اب بیان نہیں تھی اور آج میری
نگاہیں مسڑل کے پیچے شیل پور کے چک دار
گلاسیں اور بوٹلیں سے پرے کر میں کے ایک نہایت
خوب صورت میں دلان میں رنگیں پھول بھی ہوئے دیکھے
رہی تھیں۔ یہ میں دلان میں نے پلے کبھی بیان نہیں دیکھا تھا
مسڑل نے ہر رنگ کو اپنے اندر جذب کر کے ہم تک
چھایا تھا۔ کالا بیس پسند ہوئے بھرے جسم کی
دراز دھن مسڑل اس خوشبو دار رات کی طرح تھیں جس کے
اسڑار وقت کے خون کے مرہاں میں ساکت کھڑا
ہی۔ یہ سب رات کی خاموشی میں ساکت کھڑا
سچارا اور بھی لگا کر کوئی کہ رہا ہے کہ میری فٹ بال
اسی بیس کے نیچے رہ گئی ہے۔ مسڑل کیا ہی اس کو
وہ بھی لے لیں؟۔ مگر وہ آواز بھی سے ہا طلب تھی۔ میں
چونک کر گھوم گیا اور اس آدمی کو دیکھنے لگا جو مجھے

حیرت

کیوں تمہیں دوش دل کیوں تم سے ٹھاکیت ہو گئے
آپ ہی جرمِ محبت پر میں شرمندہ ہوں
محب کو شکرا دیا تم نے تو کوئی بات نہیں
بات حیرت کی تو یہ ہے کہ میں کیوں زندہ ہوں

دل کو کیا کھنے کر یہ دل بھی بڑا ناداں ہے
بے دفاوں سے بھی اُس پر دفا کرتا ہے
دشمن دل کو بلا تا ہے رگ جان کے قریب
یعنی خود اپنا ہی وہ قتل کیا کرتا ہے

اور دنیا بھی عجب شے ہے کہ اس دنیا میں
وہ بھی ہوتا ہے کہ جس کا کوئی امکان نہیں
پاس سے دکھو تو انسانوں کی اس بستی میں
سب فرشتے ہیں، یہاں ایک بھی انسان نہیں

میں نے جو خواب سمجھنے تھے، تمہاری خاطر
آج ان خوابوں کی میت پر بہت روئی ہوں
وہ محبت، جو حقیقت میں محبت ہی نہ تھی
اس محبت کی صداقت پر بہت روئی ہوں

سیدہ نصرین بیشاپ

P.O.Box 849,
G.P.O., SRINAGAR - 190001

ماں کی آواز میں خوابوں جسی کیفیت تھی وہ سمجھتی ہیں
کہ تم مجھے چاہتے ہی نہیں تھے، بلکہ آج بھی چاہتے ہو،
ہمیشہ چاہو گے۔

بالکل یہ الفاظ میں بھی ستارہ ہتا ہوں ماں کہ
میں نے اپنا کارڈ ڈال کر ماں کو دیا، مگر کہے تمہارا اس
ہوش کا پروجکٹ بست کام یا بدر ہے۔ بھی مسزِ لش
سے ملا تو کھنکر دنود کپور شور ادیب بن چکا ہے اور
کسی بھی کتابوں کی روپی دو کاں پے میری کھانیوں کا
کوئی بخوبی غریب کرنا نہیں دے دیتا، بلکہ میں پاہوں کا کر
تم وہ بخوبی غریب و جس کا نام "دبلیو" ہے۔ ہم جس سبقتی
کا احترام کرتے ہیں اور جن سے محبت بھی کرتے ہیں
ان کو اچھا سامنہ دینا چاہتے ہیں میں نے چلتے چلتے
ماں کے سے کہا۔

میں تمہارا چنام مسزِ لش کو ضرور پہنچا دیں گا،
جس طرح تمہاری کتاب "دبلیو" ان کے لئے تخدم ہے،
یہ ہوں میرا تحدی ان کے لئے رہے گا۔ ماں کے نے
اندھیرے میں ویران اور سپاٹ پلات کی طرف نظری
دورائیں اور مجھے حسوس ہوا کہ وہ ایک کمی مزدودی عمارت کو
دکھرا رہا ہے، جس کی گھر کیوں اور دروازوں سے رنگ
برنگی روشنیاں اسی اندھیری رات کے اصرار میں
اٹھا دکھرا رہی تھیں۔

میں ان گھریوں کو کھنے رسول سے سمجھانے کی کوشش
کر رہا ہوں۔

"وہ پر اپنے خیالات میں گم کافی دیر تک خاموش رہا۔
شاید ماں کے سر میں تھاں پسند تھیں، اپنے
قریب کسی تو آنے نہیں دیتیں شاید بھرہ بھڑاک بھی
انہیں پسند نہیں تھیں میں نے خود کو کھنے ہوئے سنا۔
مسزِ لش نے یہ جو دوریاں اور فاصلے بنانے
رکھے تھے دنود ان کو بٹانے کے لئے ہزار جن کے۔
بعن تو ایسے کہ اب خود سے شروع آتی ہے۔ کئی بار
انہیں بست بر بھلا بھی کہا گردہ بھی نہ ارض نہیں
ہوئیں، ان کے روپی میں کسی فرق نہ آیا۔ ماں کے نے
محکی محکی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھوں کی نمی دکھی
جا سکتی تھی۔

میں نے بھی ان دس بارہ برسوں میں مسزِ لش
کے بارے میں بست سوچا ہے۔ بھی بھی اکیلے میں ان
سے باخیں کرتا ہوں اور کھتا ہوں۔ مسزِ لش میں ان
دنوں آپ کو بست چاہئے لگا تھا۔۔۔۔۔ میں اپنا جلد
پورا نہ کر سکا۔

میں سلافوں، دنود، کہ تمہارے اس خاموش
محبت کے اہلدار پر مسزِ لش تھیں کیا جواب دیتی ہیں۔
چونکہ یہ جواب میں اکثر ان کی آواز میں سن چکا ہوں۔

لگتا ہے، میں تم سے ان دونوں بست جلتا تھا۔
— مگر مسزِ لش میں کہا؟ میں نے عادتاً ہال کی
گرد کو غمک کیا، جو کسی ہوئے کندھوں کو سیہا کیا اور
اپنے پرانے دوست کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دی۔

میں بست دیر سے سس دیر سے دکھر رہا ہوں
اوہ تھیں پہچان بھی لیا تھا اور یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ تم
نے مسزِ لش کو کسی ایسے ہندوستانی محل میں قید نہیں
کر کرہا ہے جس کے چاروں طرف پانی ہوتا ہے اور
خوف ناک قسم کے گارڈ اس محل کی حفاظت کرتے
ہیں۔۔۔ ماں کے نے ذائق کے لجھ میں خاصی تلخ بات کہ
دی تھی، میں نے سوچا کہ اس سے پوچھوں کہ وہ دبلیو پر
مجھے کیوں دو کہتی تھیں۔ مگر میں اس سوال کو ہال گیا۔
مسزِ لش اور بسندہستان! کیسی باشی کرتے ہو

ماں؟ میں نے کہا اور سوچنے لگا کہ یہ خواہش میرے
دل میں کیوں نہ ہوئی کہ مسزِ لش ہندوستان میں رہیں۔
کھنے لگری جہارے ملک میں رہتے ہیں اور خوش ہیں۔

میں اکڑ رہ بھر اور دیوڑ کے بغیر بھی اس شراب
خاند میں آجائی، شراب کے جھونے لگاں دھونے اور
نہیں خٹک کرنے میں مسزِ لش کی مدد کرتا۔ وہ گاہکوں کو
شراب پینے سے بچ کر تھی۔۔۔۔ شاید ان کے دل میں
بمردی تھی، مٹا تھی، شاید وہ سب پر بھروسہ کرتی تھیں
یا شاید کسی پر بھروسہ نہیں کرتی تھیں۔ کون جانے وہ دنود

ہوتا ہے کہ ہمارا کچھ کروڑ انکم فیکس والے آجائیں گے۔ حالات کے ساتے ہوتے یہ خاندانی رئیس اپنی دل بیگن کے نتے نتے طریقے معمول تر ہتے ہیں۔ عورت شراب، لالج گانے، مذکوب اپنی ہبہت محظی ہیں۔ پرانیوں کے پار بیان، ماڈل اور ڈھنی مرکی فلم اسٹاروں علی گی خاندانی رئیسوں کی دل چیز کم ہوئی جادی ہے۔ لیکن گھنیں کر کت کھلیتے کھلتے یا کب نیٹ کر کت کلندی تک سچن جانے والوں کے لئے یہ اب بھی بست ہے۔ اور بات تھی کہ ہمارا جیت اسی کی ہوتی تھی۔ پردے پر دیکھ کر انہوں نے آفر شو۔ کام سکھا تھا۔ جس بہرہ میں کی فہمی دیکھ دیکھ کر انہوں نے اپنے خوابوں کی دنیا سچائی تھی اور اگر ان سے باخوبی مل لے تو انہیں آسان کے زمین سے ملنے کا گمان ہوتا ہے اور اگر وہ ان کی دیران زندگی کو خوشی کی رات عطا کر دے تو اس کے لئے وہ جان تک دینے کو تیار ہو سکتے ہیں۔ پھر کرکت کے کھلی ہیں۔ آؤت۔ ہو جانا کون سی مشکل ہاتھ ہے؟ زیادہ سے زیادہ سی ہوتا ہے کہ لوگ برا بھلا کتے ہیں، تنقید کرتے ہیں اور شاہزادیوں کے ہوتے رہتے ہیں۔ اور کام کا لیے پس کا سند الگ نہ مانسیں لیکن دوسرے کسی بھی میں حساب برداشت کر کے خواہ کا

کروڑوں کی بیٹھگیں تھیں۔ یعنی کھنگ کے میدان کا ہے پرانا کھلڑی تھا۔ باب دادا کا توہیرے جواہر ات کا دھنہ تھا لیکن امرت شاہ کو بچپن سے کرکت کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ بچپن علی وہ اپنے دوستوں سے ۲۰ سو روپے کی شرطیں لگا کہ تمہارے فلاں قیم جیسے گی فلاں بارے گل۔ فلاں سیخی بنائے گا۔ فلاں جلد آؤت ہو جائے گا، جس لڑکے کو پاک منی میں ہزار روپے ملتے ہوں اس کے لئے سو۔ سو کی شرط لگانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ یہ اور بات تھی کہ ہمارا جیت اسی کی ہوتی تھی۔ کیوں کہ اس کے اندازے بھی غلط نہیں ہوتے تھے۔ جس طرح ریس کے شو قین گھوڑوں کا شہرہ نب اپنی جیب میں رکھتے ہیں اسی طرح کرکت کے شو قین بھی کھلڑیوں کی سات پیشتوں تک سچن جاتے ہیں۔ امرت شاہ کو بچپن علی مفعن شوقی طور پر یہ معلومات جمع کرنے کی باتی تھی۔ رہا ہو کر یہ اس کے پیشے کی صرورت بن گئی۔ باب دادا کا کروڑوں کا دھنہ آرام سے چل رہا تھا اور اس دھنے میں ان بی لوگوں سے لعلق پڑتا ہے جن کے ہینک بیلس بھیٹ۔ اور ٹلو۔ (overflow) ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہر کا لیے پس کا سند الگ نہ مانسیں لیکن کھلکھلنا۔ ادھر امرت شاہ نے اس یعنی کے لئے

قاضی مشتاق احمد

B/6,Ray Venue Society
I.C.S.C colony,Ganesh Khind
PUNE-411007

دنیا میں صرف دو مرض لا علاج ہیں۔ ایک ہے یوز اور دوسرا۔ ایمان داری۔ ایڈز کا مریض تو نایت خاموشی کے ساتھ اپنے مرض کا راز اپنے سینے میں لے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ لیکن ایمان داری کا راز خود مرنا ہے اور دوسرے کو بھیں سے جیسے دیتا ہے۔ کروڑوں کی بیڑا پھیری کرنے والے امرت شاہ کے لئے بھی وہ مسٹر ایمس مزہر کا پیالہ بن گیا تھا۔ وہ جاتا تھا کہ اس انسان کے لئے رہی ہے پس مزہر جواہر، شراب، عورت کوئی معنی نہیں رکھتے۔ وہ تو بس ایک کام جاتا ہے۔ اور وہ ہے ایمان داری کے ساتھ کرکت کھلکھلنا۔ ادھر امرت شاہ نے اس یعنی کے لئے



تقریبہ سوال۔ میں کمل

خوشبو کا خوف

نیشنل بیال میں روشنیوں کا جیسے سندروم آیا تھا۔ میں دیرم کے تقریباً تمام چیزوں کے بیڑے اپنے سامنے بھیٹے ہوئے خوب صورت منظر کو اپنے اندر محفوظ کرنے میں مصروف تھے۔ مختلف مالک سے آئے ہوئے ہیں الاقوایی سطح کے فن کار اور بڑے بڑے سیاسی رہنماؤں کے ساتھ اُس بڑے ملک کے صدر کی تقریب سننے میں محتفہ جو روپی شانست انگریزی عنی کے رہتے ہیں۔

”مودستو، فن میاں حدود، فرتوں یا مکون کی تکیت برگزنس نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایک خوشبو ہے جسے قید نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ہوا ہے جو قسم نہیں ہو سکتی اور مقدس چاندنی ہے جسے ایک جگہ باندھنا ممکن ہے۔ فن کی روشنی کسی بھی ملک سے اُٹھے وہ پوری دنیا کی تکیت ہوتی ہے۔ ایک فن کا کسی شخصیت اُس کے اپنے ملک سے خوب ہو سکتی ہے، مگر اُس کے فن برکڑہ اور من رو بھیٹے ہوئے تمام انسانوں کا حق ہوتا ہے۔ فنون لطفی کی سطح میاں شاز ہوں اور ملکی مسائل سے بھیں اور پھر انکر کرے۔ اسی نظری کے تحت ہمارا ملک نیک نعمت اور ملک دل کے ساتھ مختلف مالک کے فن کاروں کو اپنایا اعزاز پیش کرتا ہے۔ ہماری یادیں دنیا بھر کے فن کاروں کے لئے بلا انتیاز ہمیں ہیں اور کھلی رہیں گی۔“

ہمیں کا شور بلند ہوا اور آہستہ آہستہ خاموشی چاگئی۔ صدر اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دری بعد دانس پر آکر ایک شخص نے اعلان کیا۔

محضرات اسپ سے پہلے میں بندوستان سے آئے ہوئے ہمارے معزز صہان، ناول، لگدر، ذاکر، ڈی کے شوری کو دعوت دیا ہوں کر وہ آئیں اور ہمارے ہمت تاب صدر سے اپنی ادبی خدمات کے لئے اپنا اعزاز حاصل کریں۔

ہمیں کا جیسے ٹوقان اٹھ کھڑا ہوا۔ انتہائی عروغ منظر تھا۔ پورے بال میں بندوستان کے قوی ترانے کی دُمن گونج اُتمی تھی۔ اناڈنسر بندوستان کی عظمت بیان کرتے ہوئے بندوستانیوں کو مبارک باد دے رہا تھا کر ان کا عظیم ملک ذاکر شوری جیسے حساس اور ماہر فن کا پیدا کرتا ہے۔

تمام کیروں کی آنکھوں کا اور حاضرین کی وجہ کام کر بنے ذاکر شوری اپنی شیر و اپنی درست کرتے دے دیجے ایسی کی طرف ہو رہے تھے۔ اچانک ان کے دہن میں ایک کوندا لکھا۔ وہ یہ سون کر لڑائی کے ہیں الاقوایی سیاست کی سطح پر اس بڑے ملک کے ساتھ ہمارے دش کے تعلقات کو اچھے نہیں رہتے۔ خدا کرے اگر یہ ملک بھی کل کو ہمارے لئے دشمن ملک ہے جیسا تو اس عظیم اعزاز کا کیا ہو گا؟

محمد بشیر، مالیر کوٹلیوی

Estate officer
Punjab Wakf Board,
Ram Nagar,
TOHANA MANDI (Haryana) - 126120

(ایکس سے موصول)

ہیکس کرکٹ کل لا میا کارڈ شارہ ہے اس کے بارے میں الیسا سوتھا بھی ظاہر ہے۔ اگر رازِ قاشی ہو گیا تو جتنا تسلیم رہے رچے ازادے گی کارڈ ملکے جیسے لوگ ایسے کام نہیں کرتے۔ شیرے دلچکی خپڑاں سے کرتے ہیں جن سے رازا گواہا کوئی مشکل کام نہیں۔

”بھر ہی کیا کروں؟ بیٹھ کر کروں کی ہو عمل ہے۔ اگر اس بیچے نہیں یہم جیت گئی تو سیرا تو پایا ہمیں ہو جائے گا۔ اتنا پیسے میں کہاں سے لوٹاں گا؟ پاپا پہلے یا اس دھندے کے خلاف ہیں۔“

”تمہارے پاس دوسرا ہے بھی تو مل ریتے ہیں۔ کیا اسی تک تمسیح اس کی کسی کمزوری کا حلم نہیں ہوا؟ تہذیبی ہیں الاقوایی سطح کی، میلینیس کیا کر ری ہے؟“

”میں کی روپورث ہے کہ ایکس پر کسی کا جادو نہیں مل سکتا۔ دوسرا ایکریس یہم وقت کا دیوانہ ہے۔“

”بھر کیا مشکل ہے؟ کیا یہم دلی اُسے رحلتے ہیں کام یا بھنسی ہو سکتی؟“

”وکیل صاحب! ایک کل کہہ رہتیں ریڈ لائسٹ ایسا ہے نہیں آئیں، اچھے گرونوں سے آتی ہیں۔ یہ یہم توی ایک کرڈ پتی گرانے سے آتی ہے۔ اس کا باپ بھی ہمارے بیٹھنی ہے۔“

”جس تو کام بست آسان ہے تو کیل نے کہا۔ تم اپنے پاپا کی سرفت یہم دلی کے باپ کو شیشے میں اُنہوں اور ایکس تک یہ اطلع پہنچانے کا بدوبست کرو کہ یہم دلی اُس پر جان دیتی ہے اور اس سے شادی کے لئے تیار ہے پھر طیکر۔“

”وہاں یہاں دار کا پچہ تیار نہیں ہو گا۔“ امرت نے کہا۔ اس کی توجہ توبت جائے گی۔ بس یہم دلی کو یہ دیکھنے کے لئے رہنی کرلو اور اسے ایک بار ایکس سے محاودہ۔

”لیکن ایکس آڈٹ کیسے ہو گا؟“

”کلین پولٹر ہو جائے گا۔“ دکیل نے کہا۔ حسن کا جادو اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے۔

”کیا یہم دلی اُس بے دوقوف سے شادی کے لئے تیار ہو سکتی ہے؟“

”ہے بھی تو کسی شہرت یا فد شہر کی تلاش ہوگی جو دنگی بھراں کے اشاروں پر ناچار ہے۔“

”سیمیات اُسے بھائے کا کہاں؟“

”کیر کیر ایکریس سر کیما۔ ہو کسی زبانے میں

بھی کی۔ ایک مشورہ جنگل کی سرفت یہ خبر بھی عام کر دی کی کہ دو ایکس پر فدا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ دکیل کے اندرازے کے تھیک مطابق۔

ایکس کھین بولا ہو گیا اور امرت شاہ کے کرڈوں کے تھے۔ یہم توی یہ دیکھنے آئی۔ ایکس سے اُس نے ملاقات دارے نیارے ہو گئے۔

تمہارے پاپا کے دل کی دھڑکن تھی۔

اوپ پھر واقعی امرت شاہ کے پامانے وہ کارنا سا نجام دیا جو بڑے بڑے ڈم غان نہیں کر سکتے تھے۔ یہم توی یہ دیکھنے آئی۔ ایکس سے اُس نے ملاقات دارے نیارے ہو گئے۔

شمارہ ایس

P/44, Teela Jamalpura,
BHOPAL-462001.

مقدمہ بالاکار (صوت دری) کا تھا اور بہت سب سے خیر تھا۔ وہ سنی خیر اس نے نفس تھا کہ وہ بالاکار کا مقدمہ تھا بکہ اس نے تھا کہ بالاکار ایک ذکر نہیں اپنے ایسکی بیوی کے ساتھ کیا تھا۔ ایک تھا، ایک ہوٹل کا ایک موادیے شیام رائے اور فوکر تھا، ایک پرانا اور وکادار نیپال ملزوم بھادر۔

ملزوم پر عدالت میں لگایا ہوا الزام کو اس طرح تھا،
13 اکتوبر کو دن میں قریب دو بجے کہ جب فریدی شوہزادے نے اپنے گھر ہیں اکیلی تھی، اس کے شوہر کا فوکر



سال قبل وہ شادی شدہ نہیں تھی۔ اور یہ کہاں شروع ہوتی ہے دس سال پہلے سے جب وہ اپنی کم سنی کل مر سے خل کر سن بخوبی آگئی تھی۔ اس نے اپنی مر کے اکیس سال پورے کرنے تو اس کے والدین گواں کی شادی کی فلم بھوکی تھی۔

دوسرا سال قبل، اس کے پابھی ایک غریب اور
ایمان دار اسکول میسر تھے۔ لڑکے والے اسے دیکھنے
آئے گے تھے، لیکن چونکہ وہ معمولی شخص و صورت کی
تمی اس نے کچھ تو اسے دیکھ کر جاتے تو پھر باتی
آگے نہ رہاتے اور کچھ اپیسے تھے جو ایکہ بڑی رقم ہے اگر
لڑکی کو انخانے کے لئے تیار تھے، مگر وہ رقم اس کے باپ
کے پاس تھی کہاں۔ ہینک میں بس اتنی بی رقب تھی کہ
شادی کا انتظام ہو جاتا اور تھوڑا بستہ صورت دیا جاتا۔
اور بہت بات وہ لڑکے والوں سے صاف کر دیا کرتے تھے۔
لہلی لوگ خاموش ہو جاتے اور چلے جاتے، عجیب زمان
آگئی تھا۔ لڑکی بڑھنے اور لڑکی کے ساتھ دلت بھی چاہئے۔
دوسرے والوں کی لڑکی کو رقم حاصل کرنے کا دریغہ بنالیا گیا تھا۔
ایسے سماں پر اس کے پتا کو بست خدمت آگئی تھا۔ وہ بخت
کہ لڑکی بھلے ہی کنواری بیٹھی رہے مگر کسی لہلی کو درج
کے نام پر کوئی روپیہ ادھر ادھر سے مانگ کر نہیں دوں
گا، اُدھار رقم لے کر اگر کوئی رقم دے بھی دی جائے تو
کیا گارثی ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے پھر کوئی
مطلوبہ نہ ہو گا، اور وہ لڑکی کو پریشان نہ کریں گے۔ شادی
کے بعد پھر اگر کوئی مطالبہ ہوا اور رقم نہ ملی تو لڑکی کے
ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی کی پان بھی لی جا سکتی ہے۔
انچ کا سماں دوسروں کی بیٹھیوں کے لئے بست قائم
ہو گا ہے۔

ایسے حالات میں وہ قریب آنحضرت بک کنوواری
پہنچی رہی تھی۔ یہاں بک کر اس کی جوانی کے دن
گزرے چلے جا رہے تھے۔ رات کی ہتناجیوں میں اس کے
پتا بھی آنسو بساتے تھے۔ سماج کے لفڑی لوگوں کو اور
غراب نوجوانوں کو کوسا کرتے تھے۔ لیکن پرانی بی
دوں ایک بندہ ایسا آیا کہ جس نے صیریں اس کے پتا بھی
سے کوئی رقم نہیں مانگی اور وہ کوئی سامان بھی طلب کیا رہا
کہا تا پہنچا آدمی تھا۔ کہا تا پہنچا کیا «دولت مدد بی تھا۔ اپنے
خود کے ہوشی سے روزانہ اس کی ڈریٹھ دہ بزار روپیں کی
آمدی تھی۔ شر کے وسط میں اس کا ایک ہوشی تھا جس
میں مخلائی، ملکی، نعمتی، بیوں اور یا نے بھی کو بدلتا

کر سکتی تھی اور بسادر کے خلٹناک ارادوں سے اپنے
اپ کو محفوظاً کر سکتی تھی، مگر اس نے اُس ہمیار کا
استعمال نہیں کیا۔ وہ ہمیار تھا اس کے اپنے دانت،
جن سے اگر دہ اُس وقت بسادر کو کھینچ پر کاث لیتی تو وہ
بلبا اٹھتا اور یقیناً اُسی وقت دہ اُسے چھوڑ دیتا، کیونکہ
دہ تو غذہ تھا اور دبی کوئی خلٹناک آدمی نہ وہ عام
ڈاکروں کی طرح بی ایک مسحول انسان تھا، لیکن بس
ایک نوجوان عورت کو تھاد کیجا تو اس کے دامن میں
شیطان آگیا اور پل کے پل میں بی وہ اپنی راہ سے
بھٹک گیا۔ اج بھی اسے یعنی تھا کہ اگر اُس روز وہ
بسادر کے باتحضر بی کاث لیتی تو یقیناً اس کے دامن سے
سیکس کا بھوت فوراً بی اُتر جاتا۔ تو پھر اس نے بسادر کو
کھانا کیوں نہیں تھا۔ کھینچ کھینچ اس نے تو نہیں
کر بسادر کے ناپاک رادے اسے اُس وقت اتنے ناپاک د
لگے ہوں اور وہ ان چند لمحوں کے اندر بی بسادر کی خواہشات
کی آگ میں خود بھی جل جانا چاہتی ہو۔ شاید۔۔۔
اگر اس تھا تھا کہ وہ تھا کہ کہا۔۔۔

اگر ایسا محاکو ہے تو یوں اس نے وہ سب
ہو جانے دیا۔ کوئی خاص مذاہست نہ کی۔ اور پھر
زنا بالجیہ کا الزام بسادر پر لگوادیا۔ اس فعل میں جیر کا
الزام آتے ہی وہ قصور وار ہو گیا اور اب شاید سزا بھی
پا جائے۔ بسادر کو سزا دلادینا اب اسی کے باقاعدے تو
ہے۔ جو کچھ آج وہ اپنے بیان میں سمجھے گی، وہی تو عدالت
مانے گی۔ بسادر کی بات پر تو کوئی یقین کرے گا ہی نہیں۔
کہوں کر ایسے معاملوں میں مرد کی بات پر تو کہی کوئی
یقین کر جاتی نہیں۔ بسادر کی وجہ سے یہ تو وہ پہنچا ہوئی رہ
اگر تو بسادر بس جیل تک بیٹھ گیا ہے۔ ابھی نہ اس نے
چلی ہنسکی ہے اور نہ وہ پساد پر پھتر رکوانے لے جایا گیا
ہے۔ اگر وہ اس کو قصور وار ضمرا دے تو اسے سات یا
پانچ برس کی قیدی باشقت آسانی سے ہو جائے گی۔
لیکن کیا بسادر کا جرم ایسا تھا کہ اسے قیدی باشقت
کرنا دی جائے۔ یہ تو عدالت میں بیان دینے سے قبل۔
اسے ابھی سوچنا ہو گا اور عدالت کے فحصلے سے قبل یہ
سے کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لینا ہو گا۔ اور یہ فیصلہ کرنے
سے قبل اسے اس بات پر بھی خود کرنا ہو گا کہ وہ کون
سے حالات تھے کہ جن کے باعث وہ بسادر بھی ایک
سمول نوکر کے سامنے ایک بخود عورت میں گئی تھی۔

آج تو وہ ایک شادی شدہ عورت ہے لیکن دس

وکیل، کلرک، نائپٹ اور چرپاںی بھی مقدمہ شروع ہونے اور مقدمے کی کارروائی میں اپنا اپنا رول ادا کرنے کے لئے وہی طور پر تیار تھے۔ مقدمے سے دبپسی رکھنے والے لوگ مقدمہ سنتے اور کارروائی دیکھنے کے لئے عدالت کی بیانوں پر بہترین گوش بیٹھتے تھے۔ بھی کو شو بھنارائے کی آمد کا منظار تھا۔ لوگوں کی نظریں عدالت کے دروازے پر تھیں۔ لیکن بارہج جانے کے بعد بھی وہ نہ آئی تو عدالت نے ایک پولیس والے کا بیان لینا شروع کر دیا، جس سے حاضرین کو کوئی دلچسپی نہ مگی۔ پولیس والے کا بیان شروع ہوتے ہی شو بھنارائے اپنے شوہر کے ساتھ عدالت میں داخل ہوئی تو لوگ اسے اس طرح دیکھنے لگے کہ جیسے انسوں نے عورت ذات کو پہلی بار دیکھا ہو۔ گھر جب وہ اگلی صفحہ کی ایک تینگ پر بیٹھ گئی تو اسے دیکھنے والے اس پر مسلسل نظریں جانے ہوئے اپنے تھیکیات میں کھو گئے اور اپنے دماغ کے پردے پر اپنے اپنے قیاس سے وہ سب منافر بنانے لگے، جو شو بھنارائے کے ساتھ ہوئے ہرم کے لئے وہ بنا سکتے تھے۔ وہ منافر کو کیسے نکر سادہ گھر کے اندر آیا ہو گا اور کیسے اس نے شو بھنارائے کو پکڑ کر اسے بے بس

لہزم بسادر نے کھڑے ہیں کھڑے کھڑے پہلی پار
ایسی نگاہیں اور پنجی کر کے شو بھنارائے کی جانب دیکھا اور
بھجی شو بھنارائے نے بھی نظری انعام کر پہلی پار بسادر کو
دیکھا درد نہیں کی نظریں چار ہوئیں تو پھر شو بھنارائے کو
بھی۔ قلشیں بیک تک ملن دہ مناقر یاد آگئے جن پر یہ پورا
کیس بنی تھا۔
دوائی نے گھر میں تھا، ڈرائیکٹ روم کے صوفے پر
بیٹھی ہوئی تھیں ویران پر ایک فلمی گیت کے منافر دیکھو
رہی تھی کہ بھی بسادر گھر میں آیا۔ اس نے اپنے مالک
رادھے شیام کے لئے اپنے سے کھانا مانگا۔ وہ کھین میں گئی
اور دیاں سے کھانے کا لئن لے کر واپس ڈرائیکٹ روم
میں آئی۔ پھر جیسے بی اس نے کھانے کا وہ لئن بسادر کے
باتھ میں دینا چاہا تو بسادر نے شو بھنارائے کا باہم تو پکڑا۔
شو بھنارائے نے اپنا باہم پھرا نے کی کوشش کی تھی
گردد کام یا بند ہو سکی تھی۔ جیسے سکن نکر آئے والا
اور خاموش خاموش سارہنے والا بسادر اُس وقت یا کیک
جنونی ہو گیا تھا۔ شو بھنارائے کے پاس پھر بھی ایک بخید
تھا، جس کے استعمال سے وہ بسادر کو اپنے سے علیحدہ

سکھنی

ایک تو یہ رِم و حجم کا موسم، دو جے سُلنوں سال
جینا ہو انجمال

سلگ رہا ہے انگ، انگ، نس نس میں جاگ پیاس
مجھے دکھانے دن میں تارے پیا ملن کی آس
کسی کا رستہ دیکھے جوانی روپ کے جھوٹے ڈال
جینا ہو انجمال

خواب کئی آنکھوں میں چھپائے مل میں چھپائے راز
ادھر ادھر یوں بھکلوں، جیسے بن میں کوئی آواز
ہوا ہے بے کھلتا یوں باغی، برا ہے میرا حال
جینا ہو انجمال

جو لا کمھی سلگائے تن میں، محنڈی محنڈی پھوار
جہاں پڑے پر چاہیں میری، دبک اُنھے انگار
رنگ مری دھانی چڑی کا ہونے لگا ہے لال
جینا ہو انجمال

پیا بنا سونے سی جوانی، ہوتی جائے راکھ
پیا کی باہوں میں ہو جس کی قیمت لاکھوں لاکھ
جیوتی کلس سی کایا میری، ہونے لگی کنگال
جینا ہو انجمال

اُنھے ہو کی ایسی سینے میں مانس مری رُک جائے
کمر پر چوٹی رستہ بھولی ناگن سی لراۓ
مجھے مار ڈالے گا ساون، چل کر کوئی چال
جینا ہو انجمال

نیاز ہے راج پوری

Shubra Enterprises,
90 Feet Road, Tilak Nagar,
Sakinaka, MUMBAI - 400 072

کسی خالی کے کوئی ہے تو کبھی قست سے تھوڑا
پست پانی سے مل جاتا ہے۔

پیار کی پیاس کسی چاہتا کو نہیں ہوتی۔ لیکن شوبر
سے پیار یا اچاسکو اسے کبھی نہ ملدا۔ اسے پیار دینے کے
جائے وہ موما اسے نکاڑ دیا کر جا۔ بُڑے کرت خاتا
ہیں ایک بار اس نے کھاتا ہے، کیا رہیوں کی طرح مجھے سے
اکر جو تم جاتی ہے سال۔ سونے بی شہی دیتی۔۔۔۔۔

اوہ اس دن جب بہادر نے اس کے ساتھ زور
زورستی کی تھی تو وہ اسے دانتوں سے کاٹ کر الگ
کر سکتی تھی، مگر اس نے بہادر کو اس طریقے سے الگ
نہیں کیا تھا۔ جیسے ریاستان میں بست دنوں تک پیاسا
چلتے رہنے کے بعد یہاں ایک کسی کے سامنے مانی سے بھرا
کنوں آجائے تو جو مالت اُس کی ہوتی ہے کوہ دیسی ہی
مالت اُس وقت اس کی بہادر کے اسے پکڑ لینے کے بعد
ہوئی تھی۔ بہادر کنوں تھا۔ شوبھنا کو سیراب کیا تھا اس
نے۔ جب پھر وہ اسے دانتوں سے کیوں کاٹتی اور کیوں
اے اپنے سے الگ کرتی؟ ہوا یہ تھا کہ ایک بست بک
بک کرنے والی سندھی پڑوں نے اچاہک ہی گھر میں
اور پھر اس کے کرے میں داخل ہو کر اسے دکھلایا تھا تو وہ
بھجاو بچاؤ کہ کر پلا پڑی تھی۔ فوراً ہی پڑوں کے اور بھی
کچھ لوگ آگئے تو سب کے سامنے وہ معلوم ہی گئی تھی
اور وہنے لگی تھی۔ پڑوں نے بہادر کو پکڑ کر بارا تھا
اور میلیجن کر کے پولیس کو بھی بلوایا تھا۔ پولیس بہادر
کو لالدی میں بٹا کر لے گئی تھی۔ اور اب اس پر مقدار
چل رہا تھا۔ بلاتکار کا۔ حصت دری کا۔ عورت کی رضا
مندی کے خلاف جنسی فعل کے جرم کے ارجح کاب کا۔
اگر وہ پڑوں اچاہک ہی اس دن اس کے گھر میں
آ جاتی تو اس کی حرمت بھی داڑ پڑ لگتی اور یہ مقدس بھی
نہ چلتا۔

پھر کچھ دیر بدھی پولیس کے دو گواہان کے بیانات
لئے جا پڑے تو شوبھنا کو گواہوں کے کھڑے میں بلا یا گیا۔
تھنچ نے شوبھنا کو بدایت دی۔ کہنے جو کچھ کسی لئے
مع نہیں گی؟

ہر یعنی کھوں گی اور یعنی کے سوا۔۔۔۔۔

ترے کب کی بات ہے۔۔۔۔۔ میدم شوبھنا اسے۔۔۔۔۔

سر کاری دسیل نے پوچھا۔۔۔۔۔

میں 31 اکتوبر کے دن کے قریب دیکھ کی بات ہے۔۔۔۔۔

تحا۔ رادے شایام تھا اس کا۔ جیش و آرام کا ہر
ساں اسے سیر تھا کہ ایک بی خانی اسی میں کہ اس
کی سرگزی زیادہ تھی۔ جی کوئی بچا سال۔ مگر یہ کچھ
زیادہ بھی ہو، لیکن رادے شایام نے بچا سبی بتائی تھی۔
پاکی بنتے کھاتھا کہ بچا کی سرگزی آدمی بڑھا نہیں
ہوتا، اور حیرت ہوتا ہے اور اور حیرت آدمی اگر صحت مند ہو تو
ست معتبر ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اچھی سماں والا لپی

لارڈ ہے۔ اس کے گھر میں بی شوبھنا سکی رہے گے
وہ اب سے دو ماں قبل رادے شایام کے گھر جا کر
وہ سکھی تو پری لیکن بس روپے ہیے اور گھر کے جیش
و آرام کا سکھی ہو، پاکی۔ زندگی کا چاصکو اسے نہیں ملا۔

راوے شایام اپنی جوانی کی دولت نہ جانے کھان سکھاں
لورڈ جانے کس کس کو دے آیا تھا۔ کوئی جوان عورت
اب اس کے لئے ایسی ہی تھی کہ جیسے کسی بوڑھے کے
پوپلے مونہ میں سب کی قاش۔ ان معاملات میں تو

رادے شایام ایک مغلیہ تھا جس کے گھر میں وہ
بھڑکے کی میا بن گرد گئی تھی۔ اور وہ اس دھرتی کی طرح
تھی جہاں سے تھوڑی بست بارش بس کبھی کھمار ہی
گزرتے۔ پاکی نے اسے کس کے پلے پاندھ دیا تھا۔
انہوں نے تو بس اپنے سر سے بلا تال دی تھی۔ اگر پاکی
کے گھر میں رہتی تو ایک خوش نہایت فی کی رہتی۔
رادے شایام جیسے کوکلے انسان کے گھر ایک ادھ کھلے
اور بے رونق بھول کی طرح نہ ہوتی اور اپنی شادی کے
سکر کے لیے پیش تھی۔

وہ پڑوں کے دیگر شادی شدہ جوڑوں کو دیکھتی تو
کبھی کبھی ایک سرد آہ اس کے مونہ سے نکل جایا
کرتی۔ ان کے چہوں پر گلاب کے خوش رنگ بھولیں
جسکی رہ عنانی چھکلی پڑتی تھی۔ ان میں آپس میں کتنا چار
تھا۔ کئی زیادہ دری تک وہ ایک ساتھ رہتے تھے اور ان
کے چہوں پر سکراہت ہمیشہ بی کھیلا کرتی تھی۔ یہ
رادے شایام تو سچ اٹھتے تھی اپنے ہوش کو جہاگا تھا۔ سچ
کو جہاگا تو پھر وہ اس کے قریب بارہ یا ایک بجے نہیں
دھت آتا۔ رات کا کھانا بھی موما کھیں سے کھا کر یہ
آتا اور آتے ہی بستر پر گر جاتا۔ شوبھنا اس کے پاس جاتی
تو پھر کچھ دیر میں گاؤں کی اس گردی کی طرح واپس لوٹی
جو ہوم گرا کے کسی سوکتے ہوئے کنویں سے اپنی گاڑ



ہم جس پرستوں کے نئے بدنای کی حد تک مشور تھا۔
اسے آج ان کی ایک میٹنگ میں شریک ہونا تھا۔ اس
گروہ کے دو ایک لوگوں سے تو وہ پہلے بھی مل چکا تھا۔
لیکن آج کی اس میٹنگ میں سب جمع ہونے والے تھے
اور نلسن نے اسے بھادیا تھا کہ خوب بن سنو کر آنا۔
یہاں اس شہر میں کسی بات کا خدش نہیں تھا۔ د
اسے کوئی جانتے والا تھا اور نہ پہچانتے والا۔ وہ اپنی زندگی
اپنی مرضی سے بھی سکتا تھا۔ جو چاہے پہنچے۔ جس طرح
چاہے رہے۔ یہاں کے معاشرے نے یوں بھی بہتر قسم
کی آزادی دی۔ کمھی تھی۔ اور اس شہر کی تو باتی کچھ
اور تھی۔ کوئی کسی بات کا توہنس بھی نہیں لیتا تھا۔ کسی
بات پر توہنے نہیں دی جاتی تھی۔

جب سے اے اپنی ادھوری شخصیت کا احساس ہوا تھا، اس کے ذہن میں ایک بسجان اور طوفان پیا رہتا تھا۔ اس طوفان کو دبانا اس کے بس عین تھا۔ اے

اپنے چہرے کو نظر بھر کے دیکھتا تو اسے خود اپنے آپ پر
بیمار آئے لگا۔ آخری مرحلہ ہونٹوں پر لب اسک لگانے
کا تھا۔ ب پ اسک کے چار رنگ سامنے رکھ کر وہ سوچنے
لگا کہ اس کے لئے کوئی سارے رنگ موزوں ہو گا۔ الل، گلابی،
گمراخ ری یا گبرا جامنی۔ کچو دیر کے لئے وہ ہر ہی الجھن عیش
بیتلاریا اور وہ سوچنے لگا کہ مرد سے عورت ہن جانا آسان
ہے۔ لیکن عورت کی پسند اور انتقام میں جن نفسیاتی
باقتوں کا داخل ہے ان سے والف ہونا مشکل ہے۔ اس
کی ذات کی تکمیل یوں بھی ادھوری رہ گئی تھی۔ دوہو
پورا مرد تھا اور نہ پوری عورت۔ اپنے آدمی سے مرد کو تو وہ
پورا مرد نہ بنایا لیکن اپنے اندر کی چیزیں ادھوری عورت
کی تکمیل اس نے باہر کے رنگ درد غم سے کری۔

ابھی اس شہر میں آئے ہوئے جی کو چند بی
میں ہوئے تھے۔ لیکن اس نے کھون لگا کر ہم جس
پستوں کی ایک جماعت کا پتہ لگالیا۔ ویسے بھائی شہر

آنحضرت اور پوری حکومت

2528, W. Bertea,
CHICAGO, Illinois 60618
(U.S.A.)

جب جس مرد جی نے اپنے چہرے پر میک
اں کی تھوڑی تینیں جائیں اور پھر غازہ میں کر آئیں۔

خوبیوں نے لگائی تھی ابھی تک آرہی تھی اور باقی روم سے نلسن کے گلگھائے کی آواز گزری شب کا فساد دہرا رہی تھی۔

ایک مہینہ دیکھتے ہیں گز گیا اور
اس مرسم میں نلسن سے اس کے تعلقات اتنے گھرے ہو گئے کہ دونوں نے آہس میں شادی کا فیصلہ کر لیا۔ گے کمبوٹی کے سارے ارکان اسی کی شہرت سے یوں بھی متأثر تھے پھر اس کی لالی فریب شخصیت سب سے نیپے کر دیا تھا سے یہ گے کمبوٹی کا صدر منتخب کیا جائے۔ میٹنگ کے دن وہ پھر سے پہلے جی نے نلسن سے اس شہر کے قانون کے مطابق شادی رجسٹر کروائی اور شام میں وہ دونوں میٹنگ میں پہنچے اور اپنی شادی کا اعلان کیا تو سب نے دونوں کا بڑی بیگم جوشی سے استقبال کیا اور گے کمبوٹی کی طرف سے شادی کے تحد کے طور پر گے کمبوٹی کی صدارت پلام تا بلد بھی کے خواہ گردی۔

” دوسرے دن اخبارات نے جلی سرخیوں اور شادی شدہ بوزے کی تصویر کے ساتھ یہ خبر شائع کر دی۔ اس واقعہ کے نتیجے نیزے دن اخبارات نے ایک اور خبر شائع کی اور وہ تھی سوزی کی خود کشی کہ خبر کی تفصیلات میں بتایا گیا تھا کہ سوزی آرنٹھ تھی سے بے پناہ محبت کرتی تھی اور جب اسے جی کے گے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے نید کی گولیاں بڑی مقدار میں کاکر خود کشی کر لیں اس کے گھر سے علی چاروں طرف جی کی پیٹنگس بھی بھی ہوئی تھیں۔ اور جی کی ایک بڑی تصویر کے نیچے وہ اخبار کھلاڑا تھا جس میں جی کے گے ہونے اور نلسن سے اس کی شادی کی خبر چھپی تھی۔ وہی ایک ڈبے میں دھیر سارے محبت بھرے خلوط تھے جو سوزی نے جی کو لکھتے تھے۔ لیکن اس کا پتہ معلوم نہ ہونے سے مجھے نہ جاسکے۔ آخری خط، جو میر پر آدم کھا پڑا تھا وہ یوں تھا:

” جی

تو جس ساہ پر نکلن گیا وہ میری ساہ نہیں۔ یہ سالگتا ہے کہ میرا سفر یہیں ختم ہو گیا اور میری ساہ یہیں تک تھی۔ مثبل پر پہنچ کر خدا نے پوچھوں گی کہ تیری کمنزوں کی سزا سننے مچھے کیوں دی؟ ”

میں پہنچا تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں گھرے کالے براذن اور یہی سمجھی موجود ہیں۔ جب نلسن کی نظر اس پر پڑی تو وہ ایک لمحے کے لئے جی کو حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر بے اختیار اپ کر اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ جادئے۔ اس نے نلسن کو آہستہ سے الگ کر دیا کہ کمیں اس طرح اس کا میک اپ نہ فراب ہو جائے۔ پھر اس نے نلسن سے کامپیار سے یہاں تو برد نگہ در دب اور بہر جگ کے لوگ نہ آ رہے ہیں جیسا کہ یہ انٹرنیشنل کمبوٹی ہے۔

نلسن نے مسکرا کر کہا۔ ” بیری جان ” اسی نے توہم نے اس کا نام ” انٹرنیشنل ” کے کمبوٹی (International Gay Community) کا دھان کیا۔

اس روز میٹنگ میں گے کمبوٹی (Am جنسوں Gay community) کے حقوق حکومت ہے۔ مونا نے کی قرارداد پاس کی گئی اور انسوں نے ریاستی قانون میں مرد سے مرد اور عورت سے عورت کی شادی کی گنجائش نکالنے پر حکومت کی سانش کی اور کماکر ملک کی دیگر تمام ریاستوں میں بھی اس پر عمل در آمد ہوتا چاہئے۔ وہاں موجود لوگوں سے جب اس کا تعارف ہوا تو جی نے اسے ہاتھوں ہاتھوں یا کیونکہ ایک آرنٹھ کی حیثیت سے پہنچا تھا۔ اس کی شہرت ہو چکی تھی۔ لوگ اسے نام سے جانتے تھے اور اب انسوں نے اسے اپنے ” رہ میان گے“ تک حیثیت سے دیکھا تو ان کی خوشی دو بالا ہو گئی۔ میٹنگ کے بعد تو دبی بے راہ روی کا دور شروع ہو گیا۔ شراب کے جام انٹھنے لگے اور ڈس کے مرغونوں سے سارا بال دھوپاں دھار ہو گیا۔ جی نے دو تین پیک سے زیادہ نہیں لے کیونکہ اسے ڈرائیور کے واپس گھر پہنچا تھا۔ وہ بھروسی لوت گیا اور نلسن کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ راست میں نلسن نے بتایا کہ آندہ میٹنے ایک اور میٹنگ ہونے والی ہے جس میں تے صدر کا انتخاب ہو گا جس کے لئے لوگ اس کا نام پیش کرنے کی بابت سوچ رہے ہیں۔ جی یوں ہی کھنے کے لئے تو دب د کر ہر بار ایکن اس کے دل کے کسی گوشے سے یہ آواز برادر آری تھی کہ۔ جی اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ انٹرنیشنل کے کمبوٹی کی صدارت کوئی مسولی پڑھنے نہیں!

جی رات بھر نلسن کے ساتھ ایک بی بستر پر ہوا۔ ربا۔ دوسرے دن جب اس کی آنکھوں کھلی تو دن کافی چڑھا آیا تھا۔ اسی نے انگوٹھی لے کر رات کی ٹھنک اندر نے کی کوشش کی اور کو دست بجلی تو بتر سے کولون کی

اپنے جذبات کے افہار کے لئے ایک میڈیم یا دامتھ چاہئے تھا۔ اپنی طبیعت کے میلان کے مطابق پینٹنگ کو اس نے یہاں کے طور پر اپنالیا اور کمیونس کے پردے پر مختلف رنگوں سے اپنے اندر رچیے ہوئے طوفان کو باہر تو ضرور لا جائیں اسے کچھے والے کھا تھے۔ سمجھنے والے اسے ” تجویزی آرٹ “ (Abstract Art) کہ کر تجویزیوں کے پل باندھ دیتے۔ اس کے فن کو پسند کرنے والے بہت تھے۔ آہستہ آہستہ جب اس کے فن میں پھنگ پیدا ہو گئی تو اس کی شہرت آرٹ کے قدر داون میں لکھ کے اندر اور لکھ کے باہر بھی ہونے لگی۔ اس کے فن کو پسند کرنے والے مرد بھی تھے اور عورتیں بھی سوزی تو اس کی دیوانی تھی۔ سوزی بھی نے پہلی بار اس کی پیٹنگ کی نمائش کروائی تھا۔ نہ جانے جی کی ذات میں کون سی چیز پسند آگئی۔ اس کی ذات میں چھپا اس کا آدمیاعورت پن یا باطابر نظر آنے والا مرد ادا پن۔ دراصل جی کے اس راز سے وہ واقع بیان تھا۔ نے جی کو ایک آرنٹھ کی حیثیت سے پسند کیا تھا۔ آہستہ آہستہ اس پسند نے ایک لگاؤ کی کیفیت اختیار کر لی اور پھر یہ لگاؤ محبت میں تبدیل ہو گیا۔

جی جس میاپ کا آدمی تھا اس کے لئے یہ سب فضول تھا۔ اور وہ سوچتا تھا کہ سوزی خواہنواہ ہی اس کے پیچے اپنے وقت صانع کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے کسی کام نہیں آسکتا تھا۔ لیکن وہ سوزی کے سامنے کھل کر آتا بھی نہیں تھا۔ اور یہ سلسلہ اس کے لئے انتہائی تھن تھا کیونکہ کسی مرد سے اس کا یہ کھنا کر دہر دنسی، آسان تھا لیکن کسی عورت سے یہ کھنا کر دہر دنسی ایک بست بی مشکل کام تھا۔

سوزی کو اس نے زیادہ ملقاتوں کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔ بھی کسی دزیائی میں ساتھ ہوا اور وہ پھر کوئی بہانہ کر کے اس سے الگ ہو گیا۔ جی کے اس انداز کو سوزی نے ہمیشہ ایک آرنٹھ کے طبیعت کی لامباں پن یا الارڈا بھی پر گھوول کیا۔ اب تک اس نے درجن بھت سے بھر پور خط بھی کو لکھو ڈالے تھے۔ جنسی۔ جی نے کسی در خود اعتمان نہ بھا۔ سوزی کی دن بدن بڑھتی ہوئی دار غصی نے جی کو پریشان کر کھاتھا اور آخر کا اس نے فیصلہ کرایا کہ وہ شہر بھی چھوڑ دے اور پھر وہ اس شہر میں آہستہ تھا جہاں اسی کے ہم مذاق لوگوں کی غاصی تھا اور آزادی سے رہ رہی تھی۔

نلسن کے بتائے ہوئے مقام پر جب وہ میٹنگ

ستمہ غزلہ

اک بی زمیں میں تین غزلیں

ہر اک سکون مجھے ، دل مجھے ، قرار مجھے
یہ تم ملے ، کہ ملے سارے فم گسار مجھے ؟
گھوں میں اتنے ملے نوک دار خار مجھے
خراں سا چھٹے لگا موسم بساد مجھے
بلا وہ سوز ، وہ جذبہ ، وہ سر بساد مجھے
بنادیا مرے دل نے ، غزل نگار مجھے
میں نیکیوں کی علامت بنا ، نشان ہوا
برائیوں نے کیا انتا شرمسار مجھے
فم زمانہ سے دل اس قدر ہوا مانوس
خوشی ملی بھی ، تو آئی نہ سازگار مجھے
جیا پسند ، وفا دوست ، معطل انسان
چتا گیا پر فطرت کا شاہکار مجھے
اگر رُکوں تو گروں ، اور چلوں تو چکروں
ملا ہے خیر سے وہ مرکز دار مجھے
میں جم کے بیختا ہوں ، حق پست روحوں میں
سجا کے دیکھیں سردن پر صلیب دار مجھے
وفا کی دھوپ نے سائے سے بے نیاز کیا
نہ راس آئے تھے پتے ، نہ شاشار مجھے
غدر زیور فرعون ہے تو ہو ، ارشد !
خدا نے بخشنا ہے اعزاز انصار مجھے

گھوں میں اتنے ملے نوک دار خار مجھے
خراں سا چھٹے لگا موسم بساد مجھے
خراں گئی ہے ، اور آئی نہ جانے والی بساد
بساد بخشی گئی ، جنت بساد مجھے !
مری طرح جو ہے غنچوں ، گھوں ، بہاروں سے شاد
وہ حق شناس لگا ہے سدا بساد مجھے
میں گلنگنا تا ہوں گاتا ہوں ، رقص کرتا ہوں
ہے راس ازل سے پراغان مجھے ، بساد مجھے
میں ہوش میں بھی ہوں ، بد ہوش بھی ہوں ، سرخوش بھی
شکفت بخت ملا ، صورت بساد مجھے
میں دل کے خون سے جنت کھلانے والا تھا
ملی زمیں میں نہ گنجائش بساد مجھے
میں زخم زخم بھی ہوں ، داع داع بھی ، دل بھی
ازل سے بخشی گئی ہے ہر اک بساد مجھے
ترس ترس کے گزاری ہے کتنی لمبی عمر !
الی ! اب تو دکھا صورت بساد مجھے
مرا وطن وہ چمن ہے ، وہ خلد ہے ، ارشد !
کہ جس کے آگے گلی یقین ہر بساد مجھے

کسی نے دے کے محبت کا ہر نکھار مجھے
بنا دیا ہے وہ عالم کا شاہکار مجھے
نگاہ ناز مجھے ، حسن سر کار مجھے
کبھی تو ہوش میں اٹنے دے ہوشیار مجھے
ہمیشہ اتنی ربی ہے سفر کی در بدوی
عطایا ہوئے نہ ہوں جیسے در دیار مجھے
سنا تھاروں سے دھل جاتے ہیں تمام گناہ
عطایا مری آنکھوں نے آبشار مجھے
سکون جو ترے قدموں میں ہے کھیں بھی نہیں
میں خاکسار ہوں ، درہنے دے خاکسار مجھے
تمام داغنوں نے دل کو وہ روشنی بخشی
بنادیا ہے پراغوں نے شاہکار مجھے
بناتا رہتا ہے آئینہ ، جلال د جمال
سنوارتا ہے بست حسن انکار مجھے
ہے جس پر آج بھی گنجائش بہار د صبا
عطایا ہوا وہ چمن خیز ریگزار مجھے
ربا ہوں قبر نما زندگی میں قید ، ارشد !
نفر بی آئی ہے میں تالی کار مجھے

ہارون الرشید ارشد

11, Westin Court,
PITTSFORD, N.Y., 14534
(U.S.A.)

یہ بھی ہے گھر ہمارا، وہ بھی ہے گھر ہمارا

دلی عزیز ہم کو ۔ لاہور بھی ہے پیارا
یہ بھی ہے گھر ہمارا، وہ بھی ہے گھر ہمارا
ہم بھی ادھر سے لکھیں، تم بھی ادھر سے آؤ
شانے سے آکے شاداں اک بار پھر ملاوا
ہم تم کو دیں سسما را، تم ہم کو دس سسما را
دیوار نفرتوں کی، دھاتے ہیں دونوں مل کر
الفت کے آسمان پر چھاتے ہیں دونوں مل کر
پیغام دستی کا ۔ ہر سو ہو آشکارا
معشوق اس طرف ہے، عاشق ادھر ہے پاگل
غم کی ادھر ہے، بر کھا دکھ کے ادھر ہیں باطل
دیکھیں گی آنکھیں کب تک، فرقت کا یہ نظارا
ملاؤں ۔ پڑتوں نے کیا یہ ظلم ذھایا
نفرت کے بیچ بوکر ۔ ہم کو سدا لڑایا
آپس کی خون ریزی ۔ ہم کو نہیں گوارا
ہم پھول لے کے آئیں، تم جام لے کے آؤ
پھر سے بھتوں کا پیغام لے کے آؤ
چکے گا پھر متور ۔ انسانیت کا تارا

منور کانپوری

Audio Visual Library Department,
Kuwait University,
KHALDIYA - 72452
KUWAIT (Arabian Gulf)



بھائی ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کے
لئے ملک ہتھیار جمع کر رہے تھے۔ فوجوں نسل ہر
وقت جدا ہاٹ سے لیس رہتی۔

کچھ دنوں کے نئے ایک بھائی کو اپنے خاندان کے
ساتھ دوسرے شہر جانا پڑا۔ جب وہ والیں آیا تو اسی
نے گھر کا دوسرا بی مظفر دیکھا۔ لان کے دیسان لگی
کاشٹے دار ہدوں کی باڑ ہنادی کی تھی اور دوسرے
بھائی کے بنی پورے لان پر قابض تھے۔

یہ دیکھ کر اسے بست خصہ آیا مگر اس نے ضبط
سے کام لے کر انہیں اپنے حصے میں جانے کو کہا۔ مگر
خصہ اور نا تجربہ کارپئے وہی ڈالے رہے۔ اب پہلے
بھائی کو بھی حصہ آگیا۔ دو دنوں بھائی ایک دوسرے
کے آئنے سامنے آگئے۔ پاس پڑوں کے لوگوں نے
مالیے کی نزاکت دیکھی تو انہیں سمجھانے کی بست
کوشش کی، مگر وہ نہ مانے۔ انہیں اپنے بیٹھن اور
ہتھاروں پر بھروسہ تھا۔ وہ دو دنوں بھائی اپنی جگہ
یہی گھجتے تھے کہ یہینا جیت ہماری ہوگی۔

اور ۔۔۔ آخر دبی ہوا، جس کا ذر تھا۔
دو دنوں میں خونی تصادم ہوا۔ بے دریخ ہتھیار
استعمال ہوئے۔ چند گھنٹوں کی لڑائی کے بعد دو دنوں
بھائیوں کے خاندان میں کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔

وہ لان جس کے لئے دو دنوں بھائیوں نے اپنے
پورے خاندان کو قربان کر دیا تھا، خون میں ڈوبایا
تھا۔ ویرانی اور دہشت دیاں رقصیں کربی تھیں۔
کچھ دن بعد لوگوں نے دیکھا۔۔۔ اسی لان میں پڑوں میں
کے جانور بندھے ہوئے تھے۔

اور لان ایک نئی کھانی کر رہا تھا۔

محقر، محقر سکانی۔۔۔ اسی صورت پر سکن

ایک تھی کہانی

خسر و متنی

K-52, Batla House,
Okhla, New Delhi-110025.

بنوارہ ہو چکا تھا۔
لیکن ۔۔۔ دو دنوں بھائیوں کو بردقت پر احساس
شناختہ تھا کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ مجھے میرے
حق کے برادر حصہ نہیں ملا۔ اگر گھر کا پورا لان مجھے مل
جاتا تو میرے بیچے آزادی سے کھل کو دیکھتے تھے۔ میں
اپنی پسند کے مطابق اس کو جاتا بنوارہ تھا۔

اس بات کو لے کر دو دنوں بھائیوں میں آپس میں
کمی مرتبہ جھپٹ بھی ہو چکی تھی۔ پڑوں اور بزرگوں
کے سمجھانے پر وہ کچھ دنوں کے لئے غاموش ہو جاتے۔ مگر
اندر بی اندر ایک دوسرے کے خلاف لا اپک رہا تھا۔
پڑوں میں کچھ لوگ اپسے بھی تھے جو ان کی آپسی
رنگیں کا اٹھ ف نہ ملتے تھے۔ موقع ملتے ہی ایک
دوسرے کو ہاسٹے۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ ان کے
درجن میں غمراہ آگیا تھا۔ اب وہ کافی ضبط سے کام لیتے۔
اب ان کے بیچے جوان ہونے لگے تھے۔ جسم میں
گرم اور سیا خون دوڑ رہا تھا۔ وہ اپنے والدین سے اس
مسئلہ کا حل طاقت کے ذریعہ چاہتے تھے۔

مگر ۔۔۔ پورے اور تجربہ کار والدین خاموش رہتے۔
وہ کسی منابع میں متعارف نہیں تھے۔ در پر دو دنوں

بلک اینڈ واسٹ

اقبال انصاری

F-176, Pandav Nagar,
DELHI - 110091

میں نے اُسے دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئی۔
اُب لملی کے سیاہ قام جنوں اور اُس عین فرق
صرف یہ تھا کہ اُب لملی کے جن بست بد صورت
ہوتے ہیں، گماں پسے پناہ خوب صورت تھا۔ سائے
چوپٹ قہ، گرا سلیں کچو جامنی سارنگ، جسم کے ملز
جیسے کار غانے عین دھال کر الگ سے اُس کی بڑیوں پر
فٹ کئے گئے ہوں۔ بھرا ہوا چہہ، گلابی آنکھوں عین
محنگ کھری سیاہ ہمیں، ہونٹ دھست ہونے دے
بست کالے اور دے باہر کو اُبھرے ہوتے۔ رواز کے
سندھ جھکلیے دانت۔۔۔ مسکرا ہتا تو ہی چاہتا تھا کہ
سکرا ہاتی رہے۔ ٹھہرے ہونے لجئے ہیں، دھیسی آواز
عین بات کرتا تھا۔ انداز ہیں ایسی اپناست جیسے جمیش
کی واقفیت ہو۔ بدن سے لہسی سور کن ملک آتی تھی
کہ جی چاہتا تھا کہ فوراً باہوں عین سیٹ لیا جائے۔
گماں گماں کے نیمور پر وفارست عین گائیڈ تھا۔
اُسے دیکھتے ہی بدن کی زیسوں ہی سرسر اہست رکھنے
لگی۔ کھنٹے ہی مردوں کا مجھے تجربہ تھا۔۔۔ کھنٹے ہی ملکوں
کے مردوں کا تجربہ تھا۔ افریقہ کے مردوں کا تجربہ بھی
تھا۔۔۔ تجیریا، تھیجیریا، اورے۔۔۔ افریقی مردوں سے بخاری۔
بے حد طوفانی اور بست چٹائی ہوتے ہیں۔ لگ گماں
جیسا کوئی مرد دے بھی نظر سے گزرا تھا۔ دہن سے اُس
کے جسم کو حاصل کرنا سیری زندگی کا وقتنی مقصد بن گیا۔
افریقہ بے حد خوب صورت ہے، نادا م۔ اُس
نے شہر انگریزی میں سما۔ لفظ "نادا م" کو اُس نے
باکل فرانسیسیوں کی طرح ادا کیا تھا۔

"محبتوں کا خارجی اظہار۔ کشت
میں فرنگیسی مردوں کا جواب
نہیں بوتا۔" میں نے سوچا
۔۔۔ اُب امریکی لوگ افریقہ کو ہر کبڑا عظم کے
نام سے لپکتے ہیں۔ مگر افریقہ تدریک نہیں ہے۔۔۔

یہ گامان نہیں بتایا۔

"مہما اور کو رے مادام دُور بنا پا ہے۔ کو را بھی جلاوجہ حل کرتا ہے۔ ناجا اور نیماشیں سامنے والے کی آنکھوں کو نشانہ بن کر تھوکتے ہیں۔ دونوں کا تھوک زبریا ہوتا ہے۔ اگر کسی کھلے زخم پر چائے تو آدمی سر جاتا ہے۔ آنکھوں میں پڑجائے تو آنکھوں کی روشنی جاتی ہے۔"

"یہ سانپوں کی دنیا تو بت دل چسپ ہوتی ہے۔ عین نے کہا۔

"جگل کی ہر چیز بست دل چسپ ہوتی ہے۔ مادام، گمان بولا۔ جگل کی دل چسپیاں بسا بمار ہیں۔ مستقل ہیں، متواتر ہیں۔"

"گھر سے سلیں رنگ کا پار فٹ لہا ایک سانپ دکھاتے ہوئے۔ جس کے جسم پر زرد چھاریاں تھیں۔ گمان نے بتایا۔ وہ پف ایڈ ہے۔ مادام۔ پھنکاراں کو جھکے سے آگے بڑھا ہے۔ بست زیادہ زبریا نہیں ہوتا۔ لیکن بمارے جگلوں میں اصل خطرہ پھر دن ہے۔ خاص کر انزو فلیز، جن کے کاتے سے لمیریا ہو جاتا ہے۔ اور ایڈ یہ، جن کے کاتے سے زرد بکار ہو جاتا ہے۔ دنوں بی جان لیوا ہماریاں ہیں۔ گھب سے زیادہ خطرناک ہے جسی محی جو آخر جنکے سے کات لیتی ہے۔ اس کے کاتے سے موٹی تو فروٹی مر جاتے ہیں۔ آدمی سلیپنگ مک نس کاٹکار ہو جاتا ہے۔ یہ بست مودی سرض ہے۔ ان چھوٹے جانوروں سے بچاؤ کا انتظام کئے بغیر جگل میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ اسی نے آپ کے چہرے اور پا تھول۔۔۔ یعنی جسم کے کھلے حصوں پر ہی نے آئی پی ایل کی ماش کروائی ہے۔"

"افریقہ کا سب سے خطرناک جانور کون سا ہے۔ گمان؟" میں نے پوچھا۔

"دلاپردا بی سے بولا۔ افریقہ کیا مداری دنیا کا سب سے خطرناک جانور انسان ہے۔۔۔ صرف خطرناک ہی نہیں۔ مادام سب سے زیادہ خود سرض سب سے بڑا دھوکے باز سب سے بڑا عیار سب سے بڑا گھینٹا اور سب سے زیادہ زبریا جانور بھی انسان ہی ہے۔"

"عن بور ہو گئی چھتا چھپ میں نے موضوع بدل دیا۔ تقریباً ستر قوت اونچے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے۔ جس کی شاخوں کا رخ آسان کی طرف تھا، میں نے پوچھا۔ یہ درخت ہے؟"

"یہ درخت مادام، باذب کھلاتا ہے۔ اس کا

پہنچنگل میں الک کی فکر میں تھی۔

"بڑے جانور میرے لئے کبھی خطرہ نہیں رہے مادام۔ تانگر، لیپر، رہا، بور، جیکال، دوالف، باتا میب مجھے دست لگتے ہیں۔ جم جیزی تو سبی کا دوست ہوتا ہے۔۔۔"

"میرے ایک سوال کے جواب میں اُس نے کہا۔ نہیں مادام۔ گوریا جہارے جگلوں میں نہیں پایا جاتا۔

"وہ گاند اکے بارانی جگلوں میں پایا جاتا ہے۔ باں جھگی تھیں اور باتھی بمارے جگلوں میں خوب پائے جاتے ہیں۔ خطرناک ہوتے ہیں، اُس سے بچنا چاہئے باتھی کی نگاہ کرو رہو ہوتی ہے۔ مگر اُس کی ہونگئے کی قوت زبردست ہوتی ہے۔ لیکن وہ آپ کی بُو تھی پا کے کا جب ہوا کارٹن آپ کی طرف سے اُس کی طرف ہو۔ اگر ہوا کا بسا اُس کی طرف سے آپ کی طرف ہے تو آپ اُس سے محفوظ ہیں۔ چاہے آپ کی چند گز کے فاسٹے پر بی کیوں نہ ہوں۔"

"تمہیں اب تک میری بو ملی کہ

نہیں۔ میں تو تمہارے نزدیک بھی ہوں اور ہے حد تر دیکھ بھی۔" میں نے آنکھوں میں اس سے سوال کرنا چاہیا۔

سانپوں میں کو را سب سے زبریا ہوتا ہے۔ اُس کے کاتے سے آنکھوں کی روشنی تقریباً فوراً ہی چل جاتی ہے، مومنہ میں جاگ بھر جاتا ہے، جسم فوراً ہی سیا پڑ جاتا ہے اور آدمی مٹوں میں مر جاتا ہے۔ کو را سب بعد مادام سب سے زبریا مبارہ ہوتا ہے۔ مبارد طرح کے ہوتے ہیں۔ سبز مبارد ختوں کی تھیں شاخوں پر لپا ہوتا ہے اور سبز پتوں میں نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی اس شاخ کے نیچے سے کڑے تو اُس کی پیٹھانی یا گال پر بست خطرناک ہیں۔۔۔ کچھ حصوں میں تو سون کی ایک کرن تک کا لگر نہیں۔ لیکن یہاں گمان کے جگل بست تاریک اور بارش ہوتی ہے جتنی زارے میں ہوتی ہے۔ اسے زارے کے جگل بست تاریک اور اور یو گارا جتنی اُس۔ ہم خط استوائے تقریباً چو سو چالیس کلو میٹر اور پر ہیں، اور بمارے ملک کی جنوبی سرحد طیج گئی پر ختم ہوتی ہے۔ اس نے بمارے پورے ملک میں کھس بھی درج۔ مارلت 29 ڈگری سے اور پر نہیں جاتا۔ دن تو تھوڑا گرم ضرور ہوتا ہے۔ اگر بماری راتیں بے حد خوش گوار ہوتی ہیں۔۔۔"

"تم کتنے خطرناک پوسن کاہ ظاہرہ تم نے اب تک کیوں نہیں کیا؟" میں سوچ رہی تھی۔

ایک پا تھن دکھاتے ہوئے گمان بتا رہا تھا۔ پا تھن کی لمبائی مادام نہیں فٹ تک ہوتی ہے۔ زبریا نہیں ہوئے، مگر اپنے شکار کو اپنے ہلوں میں بلکہ اتنی زور سے بھینٹا ہے کہ شکار کا دم تک جاتا ہے۔"

"تم کتنی زور سے بھینٹتے ہو؟"

حدود شہر سے۔

"امریکہ کے مرد کھلنگرے۔ لاپرواہ اور وقتی بسوتے ہیں۔" میں نہ دل ہی دل میں کھلے۔

"افریقہ میں مادام آپ کو شانسگی بھی ملے گی۔" وہ کہ رہا تھا۔

"شانسگی میں تو دنگری میں مردؤں کا جواب نہیں بتوتا۔ مختہ تک شانسگی سے کہتے ہیں اور پھر دنی شانسگی کا۔ ظاہرہ کہتے ہیں کہ میں بہت کہہ سے ہیں جا کر سوچاتے ہیں۔" میں نے بسوٹ بلکہ بغیر گویا سے جواب دیا۔ "افریقہ بست دولت مند بھی ہے۔ حالانکہ افریقہ کی دولت....."

"دولت مند تو بہت سے مرد بسوتے ہیں۔ بہت قیمتی تحفے دیتے ہیں۔ کافی مرد بھی بسوتے ہیں۔ مگر صحیح چارجے لئے کہ رہا ہاگ جاتے ہیں۔"

"جہاں تک بسادری کا سوال ہے، مادام، تو افریقہ کے جیسے بسادر....."

"بسادر تو پہنے کو پاکستانی مرد سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کے جیسا دنیا میں نہ کوئی بسادر ہے۔ نہ ان سے زیادہ کوئی مرد۔"

گمان کہ رہا تھا سیرا باب پہنے بچپن سے بی اپنے ساتھ جگل میں لے جاتا تھا۔ میں تو مادام یو گاند، کینیا، تزانیہ اور زارے تک کے تمام جگلوں سے واقف ہوں۔ زارے کے جگل بست تاریک اور بست خطرناک ہیں۔۔۔ کچھ حصوں میں تو سون کی ایک کرن تک کا لگر نہیں۔ لیکن یہاں گمان کے جگل بست اچھے ہیں۔ سب سے بھی بات یہ کہ یہاں نہ اتنی بارش ہوتی ہے جتنی زارے میں ہوتی ہے۔ اسے زارے اور یو گارا جتنی اُس۔ ہم خط استوائے تقریباً چو سو چالیس کلو میٹر اور پر ہیں، اور بمارے ملک کی جنوبی سرحد طیج گئی پر ختم ہوتی ہے۔ اس نے بمارے پورے ملک میں کھس بھی درج۔ مارلت 29 ڈگری سے اور پر نہیں جاتا۔ دن تو تھوڑا گرم ضرور ہوتا ہے۔ اگر بماری راتیں بے حد خوش گوار ہوتی ہیں۔۔۔"

"فکر نہ کرو ونمہاری چارچہ رہوں کوہ میں مزید خوش گوار بنا دوں گئی۔"

"میں اسے کسی طرح چنگل سے نکال کر

خزل

روز اذل کو یاد کریں۔ یا روزِ اجل کو یاد کریں
ہم پر ہر صورت ہے لازم، اپنے عمل کو یاد کریں
دن بھر دھوپ کی چادر اڈھے، آنے والا کل ڈھونڈیں
راتوں کو جب تھک کر لئیں، بیتے کل کو یاد کریں
ہم اس کو پانے کی خالی، جس پل خود سے بچڑے تھے
وہ پل اب بھی دکھ دیتا ہے، کیا اس پل کو یاد کریں
جس کی باتوں کو بے معنی کر کے بھلا دیتے ہیں لوگ
کل شاید یہ دنیا والے، اس پاگل کو یاد کریں
شر اگر سخنا ہے وامن تو پھر سچے، شر کھو
بات توجہ ہے سن کے غزل سب در غزل کو یاد کریں

آخر وافق

106-B, Idgah Hills,
Near Shabistan Kothi,
BHOPAL - 462001,

یا جو عام طور سے مہر زندگی فام خواتین افریقی مردوں کو دیتی رہتی ہیں سیرا اشارہ آپ سفید فاموں کی اُس بڑگرداری کی طرف ہے جو ایشیا، افریقا اور لاطینی امریکہ میں صدیوں تک پھیلی رہی ہے۔ تھیں آپ لوگ سوداگر بن کر گئے اور حکمراں بن بیٹھے۔ تھیں دوست بن کر گئے اور آتا بن گئے۔ اسے آپ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے رہبائیت کو، کیسا کو اتحصال کا ذریعہ بنایا ہے راہب بن کر گئے اور فرمائزدا بن بیٹھے تین سو تین سو سال تک آپ سفید فاموں نے افریقہ کو غلاموں کی منڈی (Slave Trade) کے لئے سپلائی کا مرکز بنانے رکھا ہے۔ آپ اپنے کوں کو گود میں بخاکر کلک کھلاتے تھے اور ہم افریقیوں کو جمارے یی ملک میں، ہماری یہی زمین پر جمارے یہی آسمان کے پیٹھے بستر کوٹے اور بوٹ کی خوکریں نکانے کو دیتے تھے یہاں سے لے جا کر آپ نے ہمیں تین سو سال تک یوروب میں فروخت کیا ہے۔ آپ نے ہمارا سوتا نوتا یوروب لے گئے۔ آپ نے ہمارے بھرپر لوٹنے یوروب لے گئے ہماری زمینیں کی تقدیر تما

بڑے اہم ایک بات ہے کہ ایک سفید قام عورت
تمسیں دعوت دے رہی ہے۔
گمان آئنے آئنے تھے رہ گلا، اور اپنے ٹھہرے ہوئے
زخم بچے میں بولا۔ ماں کے رو عکس "ہادام" میرے لئے
اس سے زیادہ بہت آہنیات اور کوئی جو ہی نہیں سکتی کہ
ایک سفید قام عورت بچے دعوت دے رہی ہے۔
میں نے ایک بھرپور چاٹا اُس کے گال پر رسی
کیا..... گیث آؤٹ میں پوری توت سے چلا۔
وہ انھما اور بڑے الہمینان سے بولا۔ آپ کے
ستارے اچھے ہیں۔ ہادام والٹ کروں۔ کہ آپ
عورت ہیں۔ یہ چاٹا اگر کسی سفید قام مرد نے مارا ہو تو
تواب تک میں اُس سے اُس کے ہاتھ سے خودم کر چکا
ہوں۔۔۔ اُس نے ایک حکارت بھری لفڑی مجوہ پر ڈالی
اور چلا گیا۔
رات بھر میں کھولتی رہی۔

پانچ ہن میں گماں نے مجھے چھوٹے بڑے
تمام جنگل جاند رکھا۔ دھیر دل پرندے کھیرے
کھوئے، چپکلیاں، گرگت۔ سمجھ کر دیکھ دال تقریباً
سارے ہمیں موڑو کیسی۔ موڑو کیسی نہیں یہی آئی
تمی کہ یہی میرا پیش تھا۔ گماں بست اچھا کا گیڈ تھا۔ بو
سو گلک کر بتا دیا تھا کہ آس پاس بیس گز کے اندر اندر
کلن ساجانور درختوں یا جھاڑیوں میں چھاپے
وہ پانچوں شام تھی۔ ہم لوگ ابھی کچھ دیر قبیل
پی جنگل سے واپس آتے تھے۔ میں باہر روم عصی
اور وہ دھیرے کھرے میں بیٹھا کسی کو فون کر رہا تھا۔ میں
نے دھیرے سے سر بلایا، تو یہ سے جسم خشک کیا اور
صرف باریک کھرے کی ایک چالی دار ناتھی جسم پر
ڈال کر کھرے میں آگئی۔ وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔ میں
جا کر اس کے پاس بیٹھ گئی اور بغیر کسی تسدیق کے میں
نے کہا۔ گماں مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔

اُس نے کوئی نہیں کہا۔ بس میری آنکھوں میں
دیکھنے لگا۔ چہرے پر گولی ہٹا رہی تھیں تھا۔
پانی ڈار لگ۔ ان پانچ دنوں میں مجھے محسوس ہوا
کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں اُس کے کچھ
اور نزدیک آگئی۔

وہ چپ چاپ میری آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ اس
کا حجم وہ اب بھی کم، ہٹا رہے تھا۔

تھے کیا دلکھ رہے ہو؟ آدمی تھس اپنی
محبت کا ثبوت دوں۔ مگر کڑی نے اُس کے شانے پر
باتحیر کر دیا۔ اُس نے دھیر سے سیرا باتھا پہنچانے
سے بٹا دیا اور بڑی فری سے بولا۔ آپ آرام کیجئے
ہوامیں صبح آؤں گا۔
صحیح گئی جنمیں! میں جنملا کر بولی۔ تم یہ

رات میرے ساتھ کزاروں کے کہ میں نے پھر اُس کے شانے پر باتھور کھنا پایا۔ مگر اُس نے میرا باتوں پر کڈ کر میری گود میں رکھ دیا۔

پری لوہنی اور علی اپنی لوہنی بروائے
نمیں کر پاتی۔ پھر جبکہ علی نے ضبط کیا اور سکما۔ گامان۔
علی نے سکما۔ آپ آرام کیجئے۔۔۔ علی سچ
آؤں گا۔ کہ کروہ صوفی سے اٹھنے لگا۔

میں پہت پڑی۔ کالے آدھی، تمہارے لئے یہ

ہوں گے۔

اس منصوبے کے ساتھ می اُس کے ساتھ جگلیں گئی۔ ایک بجڑوں کے اثر کر سرمنگ کے افرادی توتوں کی تصویریں مجھے آگئی۔ گماں پر فاصلے پر ایک چوٹے سے درخت کے بیچے جا کر پکون کی زپ کھوئے لگا۔ اُس کی رائل دین عزیزی اُنکی سیٹ پر کمی تھی۔

میں نے رائل انحصاری، میگری چیک کیا۔ جب گماں درخت کے بیچے سے واپس آیا تو رائل کا کندہ میں نے شانے پر کما اور نال کاش گماں کی طرف کر دیا۔ وہ چونک پڑا۔۔۔ لیکن اس سے بخوبی کہ میں فائز کرتی وہ چلا یا۔۔۔ بیچے۔۔۔ مبارک!

جس درخت کے بیچے میں کھڑی تھی اُس کی ایک نیئی شاخ سے پتلا سا ایک سبز مبارپا ہوا تھا۔۔۔ اور اُن گماں نے مجھے ہوشیار نہ کر دیا ہوتا تو اُس طریقے ساتھ نے میرے بائیں گال پر دس یا ہو۔۔۔ اُس نے حذر کر دیا تھا۔۔۔ ایک میٹر کا فاصلہ اُس کے پہنچنے اور میرے گال کے درمیان رہ گیا ہو گا۔۔۔ میں بوکھلا کر جھکے سے بیچے ہی۔۔۔ اور زمین سے ابھری ہوئی کسی درخت کی جڑ سے لکڑا کر کوئے کے ملی زمین پر گری۔ گماں جھٹ کر میرے خود کی آیا اور میری پلنگوں میں باقاعدہ انگریزی ایک لٹکے ہٹکے کھلونے کی طرح زمین سے انحاڈیا اور بے انتہا میں پہنچنے سے بھیجا گیا۔ اُس کی لمبی مخفیوں بایسیں میرے گرد تھیں۔

یہ جگل بہ۔۔۔ اس نے کما۔۔۔ یہاں ہر قدم پر ہوتا ہے۔۔۔ بت مختار ہے کی ضرورت ہوتی ہے جگل میں۔ اگر میں آپ کو ہوشیار نہ کر دیتا تو وہ سبز مبارپ کو دیتا۔۔۔ اور اگر ابھی زمین سے انحصار لجتا تو۔۔۔ اور مرد تھے۔۔۔ اُس نے میرے بیچے کی فرف اشارہ کیا۔

میں نے سر گما کر دیکھا۔۔۔ تحریریہ ماتفت لہا۔۔۔ ایک کو رامن انحصارے آدمیے دھرے۔۔۔ وہی پر کھڑا تھا جیاں میں گری تھی۔ اُس کی بدیکیں میں دوشاو نیلی زبان بڑے اشتعال کے ساتھ بار بار موئی سے تکل رہی تھیں۔

گ۔۔۔ آپ امریکی لوگ خود کو مسادات کا علم بردار کہتے ہیں۔۔۔ لیکن آپ صرف مارٹن اور نگ کوی گول نہیں بار دیتے۔۔۔ اپنے لکھن اور اپنے کینیڈی کو بھی گول بار دیتے ہیں۔۔۔ ایک نہیں۔۔۔ کہنے بی تکساں آج بھی عام سفید قام ذمیت میں سے ہوئے ہیں۔ آباد ہیں۔۔۔ اس ذمیت سے ہر تکساں کو محروم تھیں کہنے۔۔۔ افرادی ذمیت سے نفرت لکھ جائے گی۔۔۔ ہمیں انسانیت اور محبت کے سبق پڑھانے کے بجائے یہ سبق خود پڑھ لیجئے۔۔۔

دولت سے آپ نے یوروب کے خزانے پر کہے۔۔۔ کیا نہیں کیا ہے آپ سفید فاموں نے؟؟

۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔ جو کچھ تم نے کہا ہے۔۔۔ لیکن اسی ہرگز کی تعلق کے ہے۔۔۔ وہ جدید ہے۔۔۔ لیکن اسی ہرگز کی تعلق کے ہے۔۔۔ جو مارٹن سفید قام نہیں ہیں۔۔۔ کوچھ لوگ تھے جوں نے یہ سب کیا تھا۔۔۔ سفید فاموں ہیں بھی اچھے لوگ ہوئے ہیں۔۔۔ یاد کرو۔۔۔ 1807ء میں انگریزوں نے ہی کھلاموں کی پڑھ اور خرید فروخت کو افریدے سے فرم کیا تھا۔۔۔

اور پھر میں تو امریکی ہوں۔۔۔ امریکیوں نے تو یہاں افریدے میں آگر کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھ سے تماری یہ نفرت جاؤ نہیں ہے۔۔۔ یاد کرو۔۔۔ امریکہ نے دنیا کو ابراہام لکھن دیا ہے۔۔۔ اور امریکہ نے ہی دنیا کو ہشم بھی دیا ہے۔۔۔

گماں نے وجدت کہا۔۔۔ اور میں لا جواب ہو گئی۔

کچھ دیر بعد اُس نے کما۔۔۔ بہت سے کوئی حاصل نہیں۔۔۔ میں نفرت کر رہا ہوں دنیا کے تمام سفید فاموں سے۔۔۔ میرا بس پلے تو روئے زمین سے سفید فاموں کا نام دشان مٹا دوں۔۔۔ میں کیا کر دوں؟ سفید فاموں سے نفرت کے سامنے کچھ کر کری نہیں سکتا۔۔۔ میں صدیاں ہر افرادی کے ذہن میں خود کو دہراتی رہتی ہیں۔۔۔ لیکن میں شام سے پلے تو تم نے اپنی نفرت کا افلاد نہیں کیا تھا۔۔۔ میں نے کہا۔

وہ میری شانگی۔۔۔ شرافت۔۔۔ تندیب اور اخلاق تھا۔۔۔ گماں نے کہا۔۔۔ آپ سفید قام سی۔۔۔ لیکن ہماری سماں ہیں۔۔۔

آفر تماری یہ نفرت کس سلسلے کا حصہ ہے۔۔۔ یا اس سلسلے کا حصہ بن سکتی ہے؟۔۔۔ میں نے کچھ دیر پڑھ کے بعد پوچھا۔۔۔ مادام میری یہ نفرت د کسی سلسلے کا حصہ ہے۔۔۔ کسی سلسلے کا حصہ بن سکتی ہے۔۔۔ نفرت ترجیح ملک بھی بھی د کسی سلسلے کا حصہ بن سکتی ہے۔۔۔ بھی بن سکتے گی۔۔۔ گماں نے لارواہی کے ساتھ جواب دیا۔۔۔ پھر اس نفرت کو ختم کیوں نہیں کر دیتے؟۔۔۔ میں نے پوچھا۔

یہ نفرت ختم ہو سکتی ہے۔۔۔ گماں نے کما۔۔۔ کا جواز ختم ہو جائے تو یہ نفرت ختم ہو جائے گی۔۔۔ اور جواز ختم کرنا آپ سفید فاموں کا کام ہے۔۔۔ آپ خود کو برتر اور ہم سیاہ فاموں کو کم آ کر جانا بند کر دیجئے۔۔۔ ہمیں بھی انسان کہنے لگے۔۔۔ یہ نفرت ختم ہو جائے



”وہ پہلے سنیل شدھی اب سلمان خاں ۲۰۰۰ آگے آگے دیکھنے ہوتا ہے کیا“ ایشوریہ رائے

”اب لوٹ چلیں“ میں ناش کے بعد ایک بات پکی ہو گئی تھی کہ فلم کے بیرون اکٹھے کمڈی قسم بدلتے یاد بدلتے لیکن ایشوریہ رائے کے نسبت جاگیں گے۔ حال بیٹھ ریلیز ہوئی فلم ہم دل دے چکے صنم میں زردست کام یا بی بے بعد تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ایشوریہ کو آگے دیکھنے سے کوئی نسیں روک سکتا۔ ایشوریہ سے سیری ملاقات فلم جوش کے سیٹ پر ہوئی تودہ کافی جوش میں تھی اور شاید یہ ہم دل دے چکے صنم تک کام یا بی کا جوش تھا۔

”فلم سہم دل دے چکے صنم میں آپ کے کام کی بست تعریف ہو رہی ہے۔“

اس فلم میں میں نے کافی محنت کی ہے اور میں نے بی نسیں بلکہ فلم کے ڈاڑھیکر سنجے لیا بھائی نے بھی مجھ سے زیادہ محنت کی ہے اس نے فلم کی کام یا بی کے لئے وہی حق دار ہیں۔ میں ان کو بھی پر کریڈٹ دیتی ہوں۔“

”لیکن انہوں نے میں کو لوگ اسے ایک ممتاز فلم بتا رہے ہیں؟“

”مجھے یہ بات سمجھنے نہیں آئی۔ سہم دل دے چکے صنم“ د صرف ایک اچھی فلم ہے بلکہ سبھی فلم ہینوں کو پسند آرہی ہے۔ جہاں جہاں یہ فلم چلی ہے ہاؤں فلی جا رہا ہے اور ملک کے باہر اور سر میں تو اس فلم نے اس حد تک کریپیدا کر دیا ہے کہ ایک ایک شخص دو دو تین بار فلم دیکھ رہا ہے جیسے ہے فلم کی اس قدر زردست کام یا بی کے باوجود انہوں نے فلم کیوں بتا رہے ہیں۔“

”اس فلم کے شوٹنگ کے دوران سلمان فان کے ساتھ آپ کے خوش گوار قریع تعلقات بن گئے ہیں؟“

”بھی نہیں“ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پہنچنے کوں ایسی کہانیاں پھیلائیں ہے میرے اور سلمان کے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”یہ آپ سلمان کو اپنے والدین سے ملوانے اپنے مگر نہیں لے گئی تھیں“ اکر دے پسند کرتیں؟“

”بھی نہیں“ وہ تو ایک ایسی بھی رسمی ملاقات تھی وہ ہمارے سیماں اس نے نہیں آیا تھا کہ لوگ کے کومان باپ سے پسند کرنا تھا۔ مجھے تو پہلے بھی ہے معلوم تھا کہ بہرہ نہیں بنتے ہی میرے بارے میں پہنچنے نہیں کیسی کیسی کہانیاں پھیلائی جائیں گی۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی ان لوگوں نے میر انعام سنیل شنی کے ساتھ اچھا لاتھا بسلمان کے ساتھ فلم آئی ہے تو اس کے ساتھ اچھا لاتھا دیا ہے۔ ابھی تو پہنچنے پر بھی میدیا میرے کہنے والوں کن کن اداکاروں سے کرائے گا۔“

”سنیل شنی کے ساتھ آپ کی دنوں فلمیں کیوں نہ پڑی ہیں؟“

”فلم سہم پہنچی ایک ڈال کے“ تک آٹھ میںوں میں تیری سے آخر میں بن گئی



موضع بن چکا ہے فلمہ بیرون تو ہوگی مجھے پورا ہیں ہے کہ فلم بھی مقبولیت اور شہرت کا ذریعہ بنے گا۔“

فلم ہال آفر کس طرح کی فلم ہے؟“

“اے آپ ایک میوزیکل اوسٹوری کہ سکتے ہیں۔“

بجاش گھنی اپنے براڈاکار سے معاوضہ کا قسم نی صد سکتا ہوں وہ غیر فونڈ کے لئے لجتے ہیں کیا آپ سے بھی لیا ہے؟“

سماں کچھ ہے۔ یہ رنس کی باتیں ہوتی ہیں میں اس طرح کی باتوں سے فدا دور رہنا چاہتی ہوں کسی بھی خازن میں پڑنا نہیں چاہتی۔ کیوں کہ اس سے کچھ اور تو نہیں ہوتا تعلق اس طور خراب ہو جاتے ہیں۔“

فلم جوش ہیں آپ نے شاہزاد خان کی بہن کا کردار ادا کرنے کیسے قبل کر لیا کیا اس سے آپ کے کیریئر کو خطرہ نہیں ہو گا؟“

چیلنج قبل کرنا میر امزاج ہے۔ جوش ہیں میں نے اپنارول چیلنج ان کو قبل کیا ہے جہاں خطرے کا سوال ہے تو خطرہ تو جیز۔ جسکی فلم بھی ہیں سکتی ہے جس میں بھی کچھ تھانفری کے بھی سالے تھے لیکن پھر بھی وہ فلم نہیں چلی۔ اصل میں منصور خان ایک ایسا ذرا زیکر ہے جس کے ساتھ ایک آرٹسٹ کچھ بیان کرنے کا وصہ کر سکتا ہے جس کے ساتھ آرٹسٹ جو تم بھی محل لے سکتا ہے خطرہ بھی انھا سکتا ہے۔ کچھ بھی کہ میں نے بھی یہ خطرہ محل لے لیا ہے۔“

ایک اداکارہ کے طور پر آپ کی منزل کیا ہے؟“

سریری منزل صرف کام یابی حاصل کرنا ہے میں پوری ایمان داری اور مستعدی کے ساتھ کام کری ہوں وقت پر شوٹ پر پہنچتی ہوں۔ ساتھی اداکاروں کے ساتھ میر اتعلق بھی خوش گوارہ ہا ہے کسی کو بھی مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ اسی لئے مجھے پورا یقین ہے کہ مجھے اپنی منزل صدر اور جلد ملے گی۔“

ایشوری نے روزے ہیں کے ساتھ کہا اور پھر اپنی شوٹ میں صرف ہو گئی۔

Aishwarya Rai
402, Ram Laxmi Niwas,
16th-Road, Khar (west)
MUMBAI- 400052

فلہی دنیا میں ایک اداکار ایسا بھی ہے جو بغیر کسی شور شرابے اور پینڈ بھے کے بیان آیا۔ ایک طویل فلمی سفر طے کرنے کے بعد اس ایکٹر نے اسی خاموشی کے ساتھ اپنی پہچان بنالی اور آج وہ خان بیرون دز کے سامنے وادھا کر رہا ہے۔ وہ پوری طاقت کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا ہے اس ایکٹر کا نام ابھے دیو گن ہے اس اداکار کو اس بات کے لئے سر ابا جانا چاہئے کہ وہ پھول اور کائٹیں جسکی فلم سے ایکٹر روڑا کے ساتھ فلموں میں آیا تھا۔ لیکن آج ابھے دیو گن کو ایک سمجھیدہ اور جذباتی اداکار کے طور پر پسند کیا جا رہا ہے۔

فلم ”بندوستان کی قسم“ کے سیست پر ابھے دیو گن سے ملاحت ہونے پر بت سی بائیں ہوئیں اور اس کے ذریعے ابھے دیو گن کے موجودہ کیریئر اور کارکردگی کا پتہ چلا۔

کام یابیاں آپ کے قدم چوم رہی ہیں میپار تو ہوتا ہی تھا۔ اور عشق کے بعد اب ستم دل دے چکے صنم۔ بھی بہت ہو گئی ہے۔

”بھی باں، 1999 میرے لئے ملک رہا ہے۔ حالانکہ کچھ دھاگے“ کچھ زیادہ

ہے، منصور خان کی جوش ”منی رعنیکی آنندم“ ہے اور ٹپس کھپی کی ”بیلیا۔“

جی ان فلموں کے ساتھی اس نے دیس کی ایک نئی فلم اور ایک فلم ران کار سٹوڈی کی بھی سائی کر لی ہے۔“

آپ نے بڑی ہوشیاری سے ایک ایک فلم جن جن کر لی ہے اور اسی نے آپ کا بہت نک کا کیریئر محفوظ رکا ہے؟“

”بھی ہیں۔ یہ تو چھے ہے کہ میں فلموں کے معاملے میں بھی بست محنت ہوں میں بست دلکھ بھال کر کے سچ کچھ کر بھی کوئی نہیں فلم سائی کرتی ہوں۔“

فلم ہال آپ لوٹ چلیں۔ کے دران اس طرح کی خبریں اُزرا ہی تھیں کہ فلم ع آپ کا روں کم کر کے میں رہنا تھا کیے کہ دردار کو بخواہ دیا گیا کیوں کہ فلم کے داڑھیکر کے دل میں میں کے لئے زم گوش تھا؟“

”بھی نہیں۔ ایسی افواہ اُز نے سے چھوٹو کو بست حکیم ہوئی تھی وہ تو اس فلم کو کام پاٹ بنانے کے لئے رات دن سخت محنت کر رہے تھے امریکہ میں بھی جب یوٹ وو گیشن پر شوٹ کر رہا تھا تو یہ داڑھیکر اپنی نہند اور اپنا چین آر ایم بھی کچھ نجاح دکر دیتا تھا چھوڑات کے چار چار بجے نک کام کر رہا تھا اور سچ پھر لو گیشن پر پہنچ جاتا تھا۔ مجھے فلم کی شوٹگ سے پہلے جو اسکرپٹ دیا گیا تھا اس میں صرف معمول جدیلی بھی کی تھی میراروں تو بالکل دیسیاں شوٹ کیا گیا تھا جیسا کہ اسکرپٹ میں درج تھا۔“

آپ کی اگلی بذریعہ بیٹھنے والی فلم ہال۔ کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اس فلم کی کام یابی کے ساتھ ایشوری کی بھی بیٹت روک ہو گی۔“

آپ کے موہنہ میں کمی شکر۔ ہال۔ واقعی بست اچھی فلم ہی سے اس فلم ع میراروں بھی ستم دل دے چکے صنم۔“ سے بھی زیادہ جذباتی ہے اور اٹرانگر ہے کی منادر دیکھو کہ فلم ہیں بست رد میں کے ہال۔ کی وہ سیکی بھی جان دار ہے کچھ جب اس فلم کی آڑ میں تھی تو آپ بھی کچھ ہیں رات بھر سے چین رہی نیکن خوش محسوس کر تی رہی اور سو بھی نہیں سکی تھی۔ کیوں کہ بجاش گھنی تباہ دڑ۔ کے ان بڑے اور تجربہ کارہ بہایت کاروں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کے ساتھ ہر ایک اداکار کام کرنے کا خواہش مند ہے۔ میں بھی جب ”بال دڑ۔“ میں آئی تھی تو میرا بھی ہی ایک پسنا تھا کہ مجھے بجاش گھنی جسما میکر لے میں واقعی بست خوش قست ہوں جو مجھے اتنی جددی بجاش گھنی کی فلم میں گئی۔ ہال۔ کامیوزک انڈسٹریز میں چرچا کا



1999
میرے لئے
خوش نصیب
رہا۔
اجے دبوگن



ٹھیک نہیں گئی لیکن میرا کام پھر بھی سراہا گیا۔ ویسے تو 1998ء میں ہمہ نے خوشگوار ربانچاہ دو بڑی بہت فلموں کے علاوہ زخم۔ جسی فلم سے بھی مجھے ترقیں اور ایوارڈ ملے تھے۔

کیا زخم۔ کارول ادا کرتے وقت کو الگ ساموس کر دے ہے تھے؟۔ میں شیخی ایکٹنگ سے زیادہ اصلیت کے لئے زور دیتے ہیں تاکہ کاروں مخفوظ اور معاشر کن لئے ایسا اثردار کاروں پر دے پڑنے والے فلم ہیں بھی نہیں اور اگر ورنے تو وہ بھی اس کردار کے ساتھ ہی روشنی۔ کیا زخم۔ جسی فلمیں کرنے کا منصہ کو الگ کرنا ہوا ہے یا اپنی ایج کو بدلتے کی ایک کوشش؟۔

میں ایج جو ہے وہ میڈیا نے بنار کی ہے میرے خیال سے تو ایک ایکٹر کی ایج صرف ایک اداکار کے روپ میں ہوں چاہئے تو اسے کہ ایک ایکٹش ایکٹر یا ایم ٹھسل ادا کار کہا جانا چاہئے میں ایک ایکٹر کی حیثیت سے اسی لئے ہر قسم کی فلمیں اور الگ الگ روکنے پسند کرتا ہوں۔ جو تعریف ایک ایکٹر کے روپ میں ہے مجھے۔ عشق۔ بسکا سپرہ بہت فلم سے نہیں ملی وہ زخم۔ سے ملی ہے اسی نے میں سمجھیہ فلمیں کرنا چاہتا ہوں۔ ملکنگ۔ بھی میری ایک ایسی بھی فلم ہے۔

”آپ کی جلد آنے والے دو فلمیں آپ کی اپنی ہوم پر وڈکشن کی ہیں؟“ جبی ہاں، ہندوستان کی قسم۔ اور دل کیا کرے۔ میری دونوں بھی ایک ایکٹنگ میں ہمیں سول کیا کرے۔ کی ڈاڑیکش پر کاش جانے دی ہے یا ایک ایم ٹھسل ڈرامہ ہے ٹیکار اور موستی کی۔ ایک دل کو چھو لینے والی سماں ہے۔ ہندوستان کی قسم۔ ملکنگ سے پیدا کرنے والیں کی ایسی فلم ہے جو ہر ہندوستانی اور پاکستانی فلم ہیں کو دلخی چاہئے۔

”میرا کہا جا رہا ہے کہ ہندوستان کی قسم۔ کے اصل ڈاڑیکٹر آپ خود ہیں؟“ جبی نہیں۔ یہ تو بالکل غلط بات ہے آپ خود سیت پر پتا ہی کو کام کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ملکر سیت پر میں اپنے والد دیر دیوگن کے ساتھ تبادل خیالات کرنے لگتا ہوں لیے میں ہماری ملکنگلی ہم۔ بھی ہمارے ساتھ ہوتی ہے ہم سب میں جل کر حل نکلتے ہیں۔ سیت پر ڈاڑیکش یا ملکنگل کے علاوہ میں تو فلم کا ہمیسر درک اور اسٹوری و ملکنگ۔ ملکنگ بیک گروہ میوزک۔ بھی کاموں میں ساتھ رہتا ہوں۔ میرا اور والد صاحب کے کام کرنے کا یہی طریقہ ہے جو لوگ میرے والد کو نقل ڈاڑیکٹر کہتے ہیں۔ انسیں شاید یہ نہیں معلوم ہے کہ وہ با الواسطہ کم سے کم دس بارہ فلمیں ڈاڑیکٹ کر چکے ہیں۔

”آپ کی نئی دلخیز فلم ہم دل دے چکے صنم۔ بھی آپ کو ایوارڈ لوانے کی یادی میں ہے فلم ہیں آپ کے کاروں نے سلان سے زیادہ فلم ہیں کو متاثر کیا ہے؟“

”فلم ہم دل دے چکے صنم۔ اصل میں دل سے بنائی گئی فلم ہے۔ پوری نیم نے سخت محنت سے کام کیا ہے۔ ایک اچھی فلم ہے اور اسے بہت بہنا ہی چاہئے اسی زین کے سبب ہم نے مبین میں فلم کا دسڑی یوشن خوبی کیا ہے۔“

”اس طرح کے روؤں پسند کئے جانے کے بعد کیا آپ ایکٹنگ روکنے نہ کر دیں گے؟“

”بالکل نہیں۔ ایکٹش بعد میں آتھہ بھی کروں گا جیسا کہ میں نے ابھی آپ سے

کہا ہے کہ ایکٹر کو بہر طرح کے روکنے چاہیں میں بھی ایسا ہی کرنا آرہا ہوں اور آگے بھی ایسا ہی کروں گا۔“

”ایک ایکٹر کی حیثیت سے آپ کی منزل مقصود کیا ہے؟“ سیراً مقصد صرف کام کرنا ہے میں صرف محنت کرنے میں یعنی رکھنا ہوں کہے فضول کی باتوں سے کوئی لذادنا نہیں۔ مجھے اپنا کام ہی پسند ہے۔ شادی کے بعد زندگی میں کیا کچھ نیا پن محسوس کر رہے ہیں؟“

”شادی سیڑی ڈالنی زندگی کا حصہ ہے اور اسے میں عوایی بات چیت کا روپ دھننا پسند نہیں کر رہا بلکہ کوئی بات پوچھنے؟“

”فلم۔ میرے صاحب۔ کے بعد آپ دوسری بار امیتابھ بخن کے ساتھ کام کر رہے ہیں؟“

”بھی ہاں۔ اچھے اداکاروں اور فن کاروں کے ساتھ بار بار کام کرنا اچھا لگتا ہے۔ ہندوستان کی قسم۔ میں امیتابھ بخن کے سپرہ نہیں کر رہے ہیں اور گیٹ روکنے میں ہیں لیکن وہ بوری فلم پر چاہے ہوئے میں کیرا کے روکنے میں توگ انسیں طویل مرے نک پیدا رکھیں گے۔“

”آپ بھی اپنے خلنک اسٹنٹ آپ خود بھی کرتے ہیں؟ کیا آپ کو خطرہ محسوس نہیں ہوئے؟“

”بالکل ہوئے۔ اور اس نے میں اب خلنک اسٹنٹ نہیں کرتا۔ میں خود بھی اس بات کو جانتا ہوں کہ پر وڈو سروں کے کروڑوں روپے میری فلموں پر لگے ہوئے ہیں اور میں کوئی بھی جو کھنگنا کر انسیں نہیں پھنسا سکتا مجھے اسکوں کے زمانے بھی سے اسٹنٹ سکھنے کو کہا جاتا تھا لیکن میں بھی ثوہر پر بھی ایسا کرتا تھا۔ مجھے جان جو کھنگ میں ڈال کر ایکٹنگ کرنا پسند نہیں تھا اس نے میں اسٹنٹ ڈاڑیکٹر بنی تھا جس کو اسٹنٹ د کرنا پڑے۔ لیکن قسم نے مجھے پہنچے جانے بھی ایکٹر بنادیا ایکٹش میں کرتے وقت بھی میں اپنا پورا تحفظ کر رہا ہوں۔“

۔ فلم ہندستان کی قسم اور سل کیا کرے کیا ایک ساتھ آرہی ہیں؟“
”بھی نہیں، ہماری کوشش ہے کہ دونوں فلموں کی رطیز عن د تین متوں
کا وقہ رہے۔ ہندستان کی قسم تو پندرہ اگست تک رطیز کرنے کا ارادہ ہے اور
دل کیا کرے اُس سے پہلے رطیز ہو جائے گی۔“

”آپ کے چھوٹے بھائی بھی ہاڑیکٹر بن گئے ہیں؟“
”بھی ہاں وہ بھی ایک فلم ڈائریکٹ کر رہا ہے۔“

”اندھری میں آپ کی کام یا ہیوں کو دیکھ کر یہ خبری بھیں رہی ہیں کہ آپ
خان لوگوں کی تکون کے نئے خطرہ بن رہے ہیں؟“
سب بے کار کی بائیں میں انڈھری عن قیم کے دس ایکٹر میں اور سب کے
لئے یہاں کام ہے کسی کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سب اپنی اپنی تقدیر کا پاتے
ہیں، میرا جو حصہ ہے وہ مجھے مل جاتا ہے بس یہ ہے۔“

Ajay Devgan,
Sea Cliff, 1st Floor
Gandhi Gram Road
Juhu - Mumbai - 400049

۔ فلم یکن ارہن ”بھی آپ نے جو شرط رکھی، کیا اس کی وجہ سے اچھا دل
آپ کے باتم سے نہیں نکل گیا تھا؟“

۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ ہی نے اُن سے شاہزاد خان والا دل مانگا تھا
لیکن انہوں نے بھایو اُن کی رضی ہے، میں نے کہاں بھی ایکٹر ہوں میری بھی
رضی ہے کہ ہو روں دل کو نہ چھاؤ سے نہ کروں اس طرح بات چیت ختم ہو گئی
انڈھری میں ایسا تو ہوتا ہے۔

۔ فلم یہ محل یہ کی تاکاہی کے بعد لوگ بھئے لگے تھے کہ ابے، کا جوں کی جوڑی
لکھ نہیں ہو سکتی؟“

”بھی ہاں اس نے جب پیار تو ہونا ہی تھا، بہت ہوئی تو ہم دونوں کو بھی خوشی
تھی کہ اب م آگے بھی ساتھ ساتو کام کر سکتے گے۔“

۔ آپ کی بیوی کا جوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ آئندہ صرف آپ
کے ساتھی تھیں کرے گی؟“

۔ میرا خیال ہے کا جوں نے ابھی تک ایسا فیصلہ نہیں کیا ہے کہ وہ کام
کرے گی یا کس طرح کرے گی میری جانب سے اسے اس بات کی پوری آزادی ہے
اس کا دل چاہے تو کام کرے دچاہے تو نہ کرے۔“

تک شادی ہیں لے کی، فکرِ ہانج کو لے

۔ نے بھی کہا کہ میں صرف کپڑے بدلتے اور ڈانس کرنے والے رہ لے نہیں کر دیں گی۔“
۔ لیکن ہمارے یہاں تو با مقصد فلموں کا کال پڑا ہوا ہے۔ آرت فلموں کا جان
ہی ختم ہو چکا ہے ایسے طلاقت میں آپ کے با مقصد قیمیں کہاں سے آئیں گی؟“
۔ با مقصد سما بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ کچھ لوگوں نے اسے آرت فلموں کا
ہمادے کری اسے ختم کرنے کی کوشش کی ہے کریش فلموں کے نام پر ایسی بور قیمیں
بنائی ہیں جنہیں فلم میں نہیں دیکھنا چاہتے، ایسی فلموں کو قواب تھیز بھی نہیں میں
پاتے۔ لیکن با مقصد سینما اور آرت فلمیں آج بھی بن رہی ہیں۔ سچاپی 420، کو
بھی میں اسی سینما کے تھمتہاتی ہوں۔“

۔ فلم ہو تو تو کے بعد جیسے ہی آپ نے ملک سماں کی لوگوں نے آپ کو
آرت فلموں کی اداکارہ مانتا شروع کر دیا، اس وجہ سے بھی آپ کے لئے کریش
فلموں کا راستہ نہیں ہو گیا ہے۔“

۔ ہر اسے ہر یا اپنی آپ بھجو پر یہ لیبل دلگھئے۔ کیوں کہ میں نے کبھی بھی
فلموں کو اس طرح دیکھنے یا پر کھنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ آرت فلم ہے اور یہ
کریش؟ اسی لئے میں آج بھی اگر ملک سماں کام کر رہی ہوں تو مشکاری۔“ بھی۔
میں نے سماں چلے سراہا۔“ بھی کی ہے تو دراٹھ۔“ بھی کی ہے دو تین سال
پہلے ملک یہ تھا کہ تجھے اچھے رو لڑوں ایسی بھی نہیں مل رہی تھیں۔ کیوں کہ جیسا آپ
نے کہا با مقصد فلموں کا کال پڑا گیا ہے۔ لئی بھی کے لوگ ہیں جو اس طرح کی فلموں
میں آج بھی ہیں کرتے ہیں یہی مسئلہ تھا کہ جو کچھے ایسی فلمیں نہیں ملیں، جن کے
ذریعہ میں اپنی اداکاری کی پہچان بنا پاتی۔ لیکن اب میرے لئے ایسی کوئی بات نہیں

۔ یہ شاید پہلی بار ہوا ہے کہ ایک اداکارہ کو بیٹ ایکٹر میں کا ایوارڈ تو
ملایا، لیکن فلمیں نہیں ہوں۔ کم سے کم جو کے ساتھ تو یہی ہوا ہے۔ سوچ جائے۔ جسی
فارمول فلم کے بعد اسے مرگ رُک گرل۔ کا خطاب بھی نہیں دیا گیا تھا بلکہ اس پر
فارمول فلموں کی بارش بھی ہو گئی۔ لیکن تاچس اور سچاپی 420۔ جسی فلموں
میں کام یا باداکارہ سلیم کے جانے کے باوجود اسے فلمی نہیں ملی۔
اس بار ملک شومنگ پر تبوے ملاقات ہوئی تو سب سے پہلے میں نے
یہ سوال کیا۔

۔ کہا جد ہے؟ آپ کو اداکاری کے لئے ترینیں بھی مل رہی ہیں اور ایوارڈ
بھی لیکن فلمی نہیں مل رہی ہیں؟“

۔ بھی نہیں، ایسا تو نہیں ہے کہ فلمی نہیں مل رہی ہیں۔ لیکن میرا مندی یہے
کہ وہ فلم آفریکی جاتی ہیں میرے مطلب کی نہیں ہوئی۔ میں ایسی فلموں میں ہرگز
کام نہیں کر سکتی جن میں کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو صرف کپڑے بی بدلنے ہوں یا
دو چار ڈانس کرنے ہوں۔ اسی لئے میں نے تاچس۔ کے بعد کئی بھی فلمیں رہی فیوز کر دیں
ہیں اب صرف با مقصد فلموں میں بھی کام کرنا چاہتی ہوں۔“

۔ کیا اسی لئے آپ نے بے پی دن کی رفیوی کو بھی منع کر دیا؟“
۔ بھی نہیں۔ رفیوی کو منع کرنے کی دوسرا وجہ ہے۔ ایک تو فلم میں اداکاروں
کی بھیز ہے اور پہ نہیں میرا رول اس بھیز بھاؤ میں کمی نظر بھی آئے گا یا نہیں۔
”دوسرا وجہ یہ ہے کہ رفیوی پوری طرح بھر دیکی فلم ہے، بھر دیکنے کے لئے کوئی
قابل ذکر کام نہیں ہے، سو اسے پوشاکیں بدلتے کے اور ڈانس کرنے کے جیسا کہ میں



ادا کارہ کے طور پر آج تک آپ اپنی کام یا بی کس حد تک مانتی ہیں؟“
منہ دست مقابله آرائی کے باوجود میں اپنی مخصوص بچان رہانے میں کام یا بی رپی ہوں اور تن بھی مصروف ہوں اور اپنے ابتدائی کیریئر سے آگے بی آگے بڑھتی جا رہی ہوں۔ حمل ہاس، پریوریشن، گزار اور گوند نسلانی جیسے باصلاحیت لوگوں کے ساتھ کام کرنا سیری ادا کاراء زندگی کی شان دار کام یا بی ہے۔“
ادا هر آپ کے بارے میں یہ افواہیں بھی شروع ہو گئی ہیں کہ آپ شادی کی تیاریوں کے سبب بھی قلمیں نہیں لے رہی ہیں؟“
سیری شادی کے سلسلے میں کچھ لوگوں نے پہلے ایک سال سے کچھ زیادہ بی شود مچار کھا ہے پرنس میں بھی اتنی کھانیاں چھاپی جاری ہیں کہ میں بھی بھی بست پریشان ہو جاتی ہوں سیری کچھ یہ بات نہیں آئی کہ آخر لوگوں کو سیری شادی میں اتنی دل جیپی کیوں ہے؟ مجھے جب بھی شادی کرنی ہو گی کروں گی، آخر یہ سیرا بھی معاملہ ہے سیری ذاتی زندگی کا بھی کوئی مقصود اور تقاضہ ہے یا نہیں؟“
ایک درج تو آپ با مقصد فلموں اور روڈوں سینمی گی سے باہمیں کرتی ہیں لیکن دوسری درج آپ سیوی نبرون، جسی فلمیں بھی کرتی ہیں یہ دوہرائیں کیوں؟“
کیوں کہ میں نے بھی بھی فلموں کو سخاونیں میں نہیں باٹا کہ یہ فلم اس سخانے کی ہے اور یہ اس درجے کی۔ یہ رے نے فلم صرف فلم ہوتی ہے۔ جس طرح راج کپور، ببل رائے اور گرودت نے فلموں کو انگل اگل خانوں میں نہیں رکھا۔ وہ صرف ایک بھی طریق کی فلم بناتے تھے ان کی فلمیں آج بھائی جانیں تو شامہ آرٹ فلموں کے مخالفے میں رکھی جاتیں۔ لیکن ان ڈائریکٹر ہوئے کہیں، فلموں کو آرٹ فلمیں نہیں کہا جب کہ ان کی فلموں میں آرٹ کی مادی خوبیاں نہیں، میں بھی اسی روشن پر مبنی رہی ہوں۔ سیوی نبرون یہ ہو یا نہ ہو۔ سیرے لئے سیرا دوں ہی سب سے اہم ہے بالی کچھ بھی نہیں۔

بے بہا سوال بخشنده فلموں کا اور راستہ بند ہونے کا تویرے لئے یہ آج بھی کھلا ہوا ہے۔ فلمہاں تو مجھے آج بھی مر گدگ گل کے نہیں میں بھی دھاننا چاہتے ہیں یہ بات اور ہے کہ میں اب اس لیل سے دُور بھانا چاہتی ہوں اور اس نہیں میں دھاننا نہیں چاہتی۔“
کیریئر کے شروع میں آپ کو دانس کرنے میں کافی دشواری ہوتی تھی پریم۔“
میں پہلی بار ڈانس کرتے وقت، ڈانس ماسٹر سرور غان نے ننگ آکر آپ کو دانس اور برا بھلا کھاتا ہے؟“

کم سروج ماسٹر الجی نہیں ہیں، لیکن پریم۔“ کے لئے پہلا ڈانس کرتے وقت گھٹوں تک یہ رے اسٹپیں برادر نہیں پڑ رہے تھے سرورج ماسٹر اور آن یہ کے اس سینٹ مجوہ سے ننگ آگئے تھے اور می خود بھی پریشان ہو کر دنے لگی تھی۔“
ہب سرورج غان نے بھی مجھے دلار دیا اور ہو صد روپیا تو میں ڈانس کر سکی تھی۔“
فلم سروجے کالا پانی میں رول پانے کے لئے آپ نے برائے نام معاوضہ یا تھا یہ بات کہنی صحیح ہے؟“

یہ بات ایک دم ٹھیک ہے کیوں کہ جب مجھے یہ فلم دی گئی تو میں باہر کے مکون میں شوز کرنے جا رہی تھی اور اس شوز سے مجھے اتنا پیسہ مل رہا تھا جو سروجے کالا پانی۔“ کے معاوضہ سے کمیں زیادہ تھا لیکن اچھے رول اور با مقصد فلم کی کشش سے میں اس کو ڈھونڈ سکی اور می نے کم معاوضہ پر بھی یہ فلم کی۔ لیکن مجھے مزا آیا اور اطمینان بھی ہوا کہ اس فلم سے مجھے پیسہ بھے بھی زیادہ نہ ملا ہو لیکن تعریضی خوب حاصل ہوئیں اس کے ساتھ یہ اچھی فلموں میں کام کرنے کا ہو صد بھی روپیا اور سب سے اچھی بات یہ ہوتی کہ بخشنده فلموں میں سیری بچان ایک کام یا بی ادا کارہ کے طور پر قائم ہو گئی اور بدایت کاروں کو یقین ہو گیا کہ اگر مجھے اچھے روپیے مل میں تو میں اثر انگریز ادا کاری کر سکتی ہوں۔ سروجے کالا پانی میں سیرے کام سے متاثر ہو کر بھروسے صاحب نے بھی مجھے تاچس میں بیاتھا۔

آپ کے ملبے قد کے سلسلے میں شروع ہی سے کچھ پریشانیاں رہی ہیں؟“
بھی باہ، شروع میں بھی نہیں آج بھی سیری اونچاقد کی بیرون گئے لئے ایک سسلہ بنتا ہوا ہے، حالانکہ سیری اونچاقد سرے لئے بھی کوئی سلسہ نہیں رہا لیکن کسی سیریز آج بھی سیرے ساتھ اس لئے فلم نہیں کرتے کہ وہ پردے پر سیرے ساتھے ہونے لگتے ہیں۔ لیکن میں سوچتی ہوں یہ سسلہ سیریا نہیں اُن سیریز کا ہے جو اپنی باٹس (قد) کے پلیکس (احساس کھتری) کا شکار ہیں۔“

کہ آپ کو اپنی اسٹار اسٹیج کا درا بھی در نہیں ہے۔“ آپ نے سہم ساتھ ساتھ ہیں۔“
میں سلماں غان کی بھاپی کار دل کرنا قبول کر دیا۔“

تھج تو یہ ہے کہ میں اسٹار اسٹیج کی پروپہ نہیں کرتی کیوں کہ فلم میں سینما گھر میں فلم دیکھتے ہوئے اسٹار کی اسی کو نہیں بلکہ اس کی ادا کاری سے متاثر ہوتے ہیں یہی بات ساتھے رک کر میں نے سلماں غان کی بھاپی کار دل کرنا قبول کیا تھا۔ فلم مشکاری میں گوئند اکی بھاپی کا بھی روک کر رہی ہوں میں واقعی اسٹار اسٹیج میں ہیں نہیں کرتی۔“
بھمرے کے ساتھ تو آخر کار ادا کار کی ادا کاری بھی کام آتی ہے، اسٹار اسٹیج نہیں۔“
تیلگو میں کام کرنے کا تجہیج کچھ بہتر نہیں رہا جو آپ نے بعد میں گوئی بھی تیلگو فلم نہیں کی۔“

تیلگو فلموں کے آفرز تو آتے رہتے ہیں لیکن میں اس وقت ہندی فلموں میں بھی اتنی مصروف ہوں کہ تیلگو فلموں کے لئے وقت نکالنا ممکن نہیں ہے۔“

”مکمل نائیک“ کے بلوک کے ردیل کی طرح ہیں؟“

”ایسی لگتی ہیں لیکن ایسا ہے نہیں“ سنبھلے مسکرا کر جواب دیا۔ سنبھلے کے ”مکمل نائیک“ کے بلوک کو کیکٹر تھا وہ ایک دم زندگی سے جزا ہوا کردار تھا حقیقی نہیں تھا قلمی نہیں تھا اور اس کیکٹر کے ساتھ درجی تھا اور دشمن تھی۔ اس کردار کا اثر ہر ایک پر پڑتا ہے جیسا تو بھیز پال ہے جیسا یہی کیکٹر لکھا کر آگئے۔ ان عین سے ایک دو کیکٹری ایسے تھے جو اپنے لئے اور عین نے قبول کئے۔

”کر کیکٹر اپ کن فلموں میں شاہزادے ہیں؟“

”فلم، خوف“ اور جنگ۔ فلموں میں، ان عین میرے ردیل یہیں ہیں جن کو ادا کر کے ایک ایکٹری کی وجہ اندوزہ ہو سکتا ہے۔ ”خوف“ میں میرے ساتھ منیشا کو زوال بھے اور جنگ میں ردیلہ میڈن اور شلباشیں ہیں۔

”کیا یہ یعنی ہے کہ ”خوف“ کے لئے آپ نے منیشا کو زوال کے ساتھ بہت تجان انگریز میں فلمائے ہیں؟“

”فلم، خوف“ میں میرے منیشا کا ایک ردیلک گیت ہے ابھی کے ایک حصے میں بیڈر دم کے کچوائی قسم کے سین فلمائے گئے ہیں۔

”اس وقت آپ کتنی فلموں میں مصروف ہیں؟“

”آنودس فلمیں ہیں ہیوادہ فلمیں میں کرنا بھی نہیں چاہتا۔ وقت بھی نہیں ہے عدالت میں روزانہ کافی وقت چلا جاتا ہے۔“

”فلم، حسینہ مان جائے گی۔“ میں گودندا کے سامنے کامیابی کرتے ہوئے کوئی دباؤ محسوس کیا؟“

”کہا ہے کا دباؤ؟“ پی (گودندا کا پیدار کا نام) تو دارالٹک آدمی ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کس طرح بنتا رہتا ہے ارسے وہ تو ایسا ایکٹر ہے جو آپ کو پُر جوش کر دیتا ہے آپ کام کرنے میں لطف محسوس کرنے لگتے ہیں اور آپ چاک و چبند ہو جاتے ہیں مجھے تو گودندا کے ساتھ کام کرنے میں مرا آتا ہے۔

”آپ کی بدل آئنے والی فلم اب ”خوب صورت“ ہے کیا واقعی یہ فلم اپنے نام کی طرح خوب صورت ہے؟“

”فلم، خوب صورت“ عام مسار فلموں سے الگ ہے جو زندگی کی الحمولہ سے نہیں کہلے نہیں آزمائنا سکتی ہے سنبھلے چلی نے افریکٹر اور رائیٹر کے طور پر اچا کام کیا ہے۔

”فلم، خوب صورت“ میں آپ کارول کیا ہے؟“

”ایک اپنے پھرگر نوجوان کارول ہے جسے ہر چاہئے یہ فلاش فتیر چند اڑلا کے گھر میں غیر ملکی مسان بن کر آتا ہے اور مال لے اگر جہت ہونے کا ارادہ کرتا ہے لیکن معصوم سیدی می سادی اڑلا سے روک لیتی ہے یہ ایک بھیز و غریب موزوں سے گزرتی ہوئی کھانی ہے اور ویسا یہی اردوں بھی بھیز ہے۔“

”ماڑلا کے ساتھ آپ کی پہچلی فلم ”دوز۔ لکھ نہیں ہوئی تھی۔“

”بھگوان نے چاہا تو اب لکھ ہو جائے گی۔“

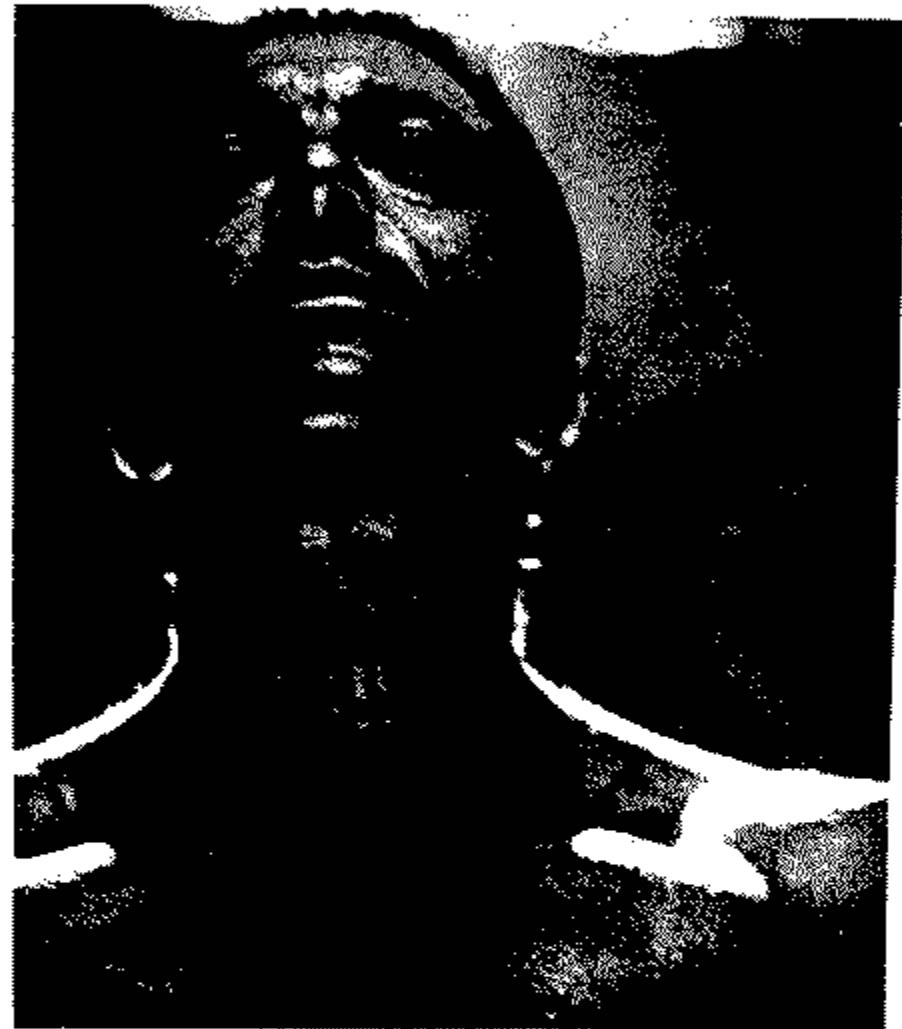
”آپ بھگوان میں یقین رکھتے ہیں؟“

”سپکا و شواں رکھتا ہوں۔“

”شوٹنگ پر ذات کرنے میں کیا اب بھی کوئی مشکل ہوتی ہے؟“

”بھی ہاں۔ یہ محاذ میرے ساتھ شروع ہی سے رہا ہے۔ میں بھی کوئی ذات ماضی

”اوپر والا نہ سوتا تو مجھے اتنے اچھے والدین کیسے ملتے“ سنجدہ دت



سنجدہ دت کا نیا دور ”ساتھ۔“ صحن ”اور سوڑہ“ کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ اس کے بعد آئی ”دیغ۔ دی فائز۔“ جس نے سنجدہ دت کو دبی مقام عطا کر دیا جو اسے ناڈا دور سے پہلے حاصل تھا اس میں دورانیں نہیں کر سنبھلے دت ایک باصلاحیت اداکار ہے اور اس نے ان سبھی ناکام فلموں میں اچا کام کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود سببے کو ایکسپریڈ دست کا مہیا ب فلم کی ضرورت تھی اور یہ کام یا بھی اسے مل دیا۔ دی فائز“ سے۔ مگر اسی کے بعد ”کارتوں“ اور سفاری ”ان دے فلموں کی ناکامی نے سنبھلے دت کو ایک بار پھر جھکھا دیا۔ سنبھلے دت کا کیر تیر کام یا بھیوں اور ناکامیوں کے جھوٹے میں جھوٹا رہتا ہے۔ سنبھلے دت کی مالیہ فلم، حسینہ مان جائے گی۔ کام یا ب فلم قرار دی گئی ہے۔

سنجدہ دت اگر تج بھی فلموں میں نکا ہوا ہے تو صرف اس لحاظ سے کہہ دو، ایک چاہا اداکار ہے، سنبھلے دت سے میری ملاحت چند دن پہلے اس کی ایکٹری پر میں فلم کی ثوٹیگ پر بھی تھی۔ سنبھلے دت سے اس وقت جو میری بات جہت ہوئی دیو تھی۔

”اس وقت آپ کے پاس جو بھی فلمیں ہیں ان میں زیادہ تر ایسی ہیں جو



سینما میں اپنے کام کا اکابر

اندھیرے میں دھکیل دیتے ہیں۔ جو جن جانا آسان ہے لیکن ایک جو جس کی داعیِ
الجبن اور کینیت کے ساتھ پوری زندگی بسر کرنا کتنا سخت ہے۔ یہی سواستو۔ کا
موضع اور پیغام ہے۔“

”جیل میں گزارے ہوئے دن اب بھی یاد آتے ہیں؟“

سوہنے سریز زندگی کے بھی نہ فراموش کر دینے والے ایک بڑے حاویے کی
یاد کارہیں۔ انہیں بھلامی کیسے بھول سکتا ہوں۔ پاپانے مجھے جیل میں گستاخان
صاحب پڑھنے کے لئے دینے تھے انہیں پڑھ کر ہی میں جیل میں اپنا وقت گزارتا تھا ان
سے مجھے کافی طہانت اور آسودگی حاصل ہوتی۔ جیل میں کہیچے لوگ بھی ملے اور
وہے بھی لیکن سریز درستی اور برہاؤ سبھی کے ساتھ چھا تھا۔ حقیقت میں جیل کی

دنیا ایک دم الگ ہے اور بھی نہ بھولنے والی چیز ہے۔“

”کہا جا رہا ہے کہ آپ اپنی دوسرا انگ کی تلاش میں ابھی تک جدوجہد کر
رہے ہیں؟“
”کیسی دوسرا انگ، اب تو لمبی انگ کا زمانہ ہی نہیں رہا۔ آج تو وہنے ذہے
کا زمانہ ہے اور میں بھی اپنی ایک بہت قلم کا انتظار کر رہا ہوں۔“

(فرینڈ اپاڈھیائے)

SANJAY DUTT
58, Nargis Dutt Road,
Pali Hill, Bandra (west)
MUMBAI - 400050

55

پر بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ آج تو یہ ہے کہ آج کل فلموں کے ڈائنس، ڈانسر شیں، ڈائنس
ماسٹری پاپلر بناتے ہیں سیری طرح کئی اور بھی اندازی ادا کار ہیں جیسیں ڈائنس کرنا
ٹمیک طرح سے نہیں آتے۔ لیکن یہ ماسٹر لوگ واقعی استاد ہیں ایسی ٹیکنیک کر دیتے
ہیں کہ پردے پر بھی دلکھ کر پڑتے چلتے ہے کہ تم نے کیا کیا ہے اور ماسٹر جی نے کیا کیا
ہے۔ یہ بھی افسوس ناک اور دکھ کی بات ہے کہ سپر بہت ڈائنس کا زیادہ ترقانہ اور
قویٰ سیست ادا کاروں کو بھی زیادہ ملتی ہے ڈائنس ماسٹر کو نہیں مل پاتی باقی فائدہ اور
شرت موسیقار کو حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے ڈائنس ماسٹروں کو واقعی بھرپور فائدہ
نہیں پہنچتا۔

”فلم دو شیں“ میں بھی آپ نے ناچنا انسان کا روپ کر کے آپ نے کیا کچھ
محسوں کیا؟“

”فلم دو شیں“ سے پہلے میں نے ایک اور فلم میں بھی اندھے آدمی کا ایک سن
کیا تھا اس میں میں پانچ چھ عذرے سے میری آنکھوں میں مر پیں ڈال کر مجھے اندھا جا رہ
دیتے ہیں اور پھر مارتے ہیں پھر میں بھی کافلوں سے آہٹ پا کر ان غنزوں کے آنے
اور ایکشن کرنے کی آوازیں سن کر ان سے فاٹ کرتا ہوں۔ ”فلم“ قانون اپنا اپنا۔ کا
ایک سنی خیز ایکشن میں تھا اس میں میں کام کر کے میں نے محسوس کیا کہ اندھا
پن کیا ہوا ہے۔ میں کے کریکٹر نے مجھے اس اندھے پن کے اندھیرے کا
احساس کرایا تھا۔“

”کیا فلموں کی ناکاہی آپ کو متاثر نہیں کرتی؟“

”اپنی ذاتی زندگی میں میں بھی ایک عام آدمی کی طرح ہی ہوں اور ناکاہاں مجھے
بھی ہے چیز کر دیتی ہیں۔ آپ بھی بتائیے کہ کون انسان سخت محنت سے کام کرنے¹
کے بعد کام ہاں کی اسہ سہی کر رہا ہے اپنی بھروسے کام کرتا ہوں۔ اس
کے علاوہ میں کچھ نہیں آر سکتا۔ پھر بھی میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج بھی آئندہ دس
فلموں میں صرف ہوں۔ کام کر رہا ہوں۔ تین فلموں کی آفرز آرپی میں درد اتنی
ٹلاب فلموں کے بعد بھی کسی فن کا درکار یا استر بندھنے میں دری نہیں لگتی۔“

”میں ترشال سے ملاحت کرتے ہیں؟“

”بھی پاں، فون پر تو بات چیت ہوتی ہی رہتی ہے درمیان میں جب بھی موقع تھا
ہے میں بھی لیتھے ہیں جب باہر جانے کا پروگرام بن جاتا ہے تو میں اسے امریکہ میں بھی
مل لیتا ہوں۔“

”کیا آپ خود کو مر اکی دلے شراتی اور جو شیلے کردار سے موائزہ کرتے ہیں؟“

”سوہب تو بست ہیچھے چھوٹ گیا آپ دیکھنے کے اس درمیان سریز زندگی میں
کہنے بھی انکے طوفان آئے ہیں۔ جیل کی زندگی بھی جیل آیا۔ اور نئے کیلت کا خیزادہ
بھی بھگتا ایسا بھی دور آیا جب قلم اندھر سڑی نے مجھے فلموں سے لکال باہر کیا تھا۔
زندگی کے دکھ درد و حادثت اور واقعات نے اس شراتی لڑکے کو اب ایک سنبھیہ
اور پختہ کار انسان بنادیا ہے۔“

”اُن دونوں آپ کی ایک اور فلم سو استو ہیک بھی کافی چرچا بل رہی ہے؟“

”فلم“ خوب صورت۔“ کے بعد سو استو رسیلیز ہوگی۔ اس فلم میں سیرا روپ اکن
کل کے اُن نوجوانوں کی زندگی پر ہیں ہے جو بے روزگاری سے ٹنگ آ کر اپنے پاؤں پر
کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن غیر سماجی عناصر انہیں جرائم کے

ہار گست

اور یہیں بھائی:

یرے اور میرے دوستوں کے پاکستان جانے کے بارے میں آپ نے بڑی خیر جانب دارانہ اور تفصیل رپورٹ (جون: جون) شائع کی ہے۔ اسے پڑھ کر ہندوستان اور پاکستان کی دوستی کے لئے آپ کے ثابت رویے سے علیٰ بست متاثر ہوں اور آپ کا شکر گزار ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں یہی مالک میں عام شری لچھے پڑھیں کے سے تعلقات رکھنا چاہئے ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان کی خوشیوں کی اور سماں نوازی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آزادی ملنے سے اب تک ہم ایک ہم ایک دوسرے کے غلاف لاتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں آزادی توں گئی لیکن ہم اپنے قبیل و سائل کو بھی ایک ایک دوسرے سے جگھنے خالی کرتے رہتے ہیں۔ جس کا تتجھ یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کی بہبود کی بجائے جو کچھ بھی جمع پوچھی اکٹھا کر کے وہ جنگ کی تیاریوں پر صلح کرتے رہتے ہیں۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب بھی سرحد کے دونوں طرف، دونوں مالک ہیں سنبھیہ ہیں کے لوگ موجود ہیں جو اس دشمن کو دستی میں خبیث کرنا چاہئے ہیں۔ میری خواہش ہے اور میری دعا ہے کہ مستقبل قرب علیٰ ہو اس کوشش میں کام یاب ہو سکیں۔ (ادا کار، میر پاریسٹ: راجیہ بھا) شتر و محن سنا نی دلی۔ مہینے

عزمی اور یہیں۔

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔ بھائی میں نے کوئی جماعت نہیں بنائی۔ میں سیاست سے دور ہوں۔ آپ کو کسی نے بے کار کی خبر دی۔ ہاں میرے نام سے مداراشزا علیٰ یعنی مہینے میں فرشاد اکادمی آف ہندوستانی سنگت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس کے بعد گرام بھی نہر دیستہ میں ہو چکے ہیں۔

مچھلے دونوں میرے دیکھتے رہیے ہوئے۔ یہ لندن کی ایک بھپنی نورس کے اصرار پر میں نے بنائے ہیں۔ ہندوستان میں سونی میوزک اس کے ایجنت ہیں۔

ایک کیسٹ کا نام ہے۔ آنھوں سر۔۔۔ پہلی بار میں ایک شاعر کی محل میں بھی سنگت پر یہیں کے

ساختے آیا ہوں۔ دوسرا کیسٹ مگر فتح صاحب پر بنایا ہے۔ اُس کا ناٹھل میرے سر تیرے گیت ہے۔ اس میں کچھ گانے ایسے ہیں جو پہلے کبھی ریلیز نہیں ہوئے۔ (موسیقار) فرشاد علی، ممبئی

ڈی اور یہیں:

میں اور میری بھوی یہاں نیویارک (امریک) تو خیریت سے بچنے کے۔ مگر یہاں بچنے کی خیریت کی خبر نہیں ملی۔ جو خبر میں دوست بی افسوس ناک اور رُلانے والی ملی۔ آپ کے اور میرے قرعی اور پیارے دوست راجندر کاراب نہیں رہے۔

بینڈ اسٹینڈ، باندروہ کا گھر چھوڑ کر میں پال پر اجردہ کی گھر کے قریب بی آگیا تھا۔ راجندر بھی اور میں ہر روز مجھ سے ہوئے باندروہ کے جو جگز پارک (Joggers Park) میں جو گنگ (Jogging) کے لئے جاتے تھے۔

ہاں سے واپسی پر میں اُن کے باں چلا جاتا یا وہ میرے ہاں آکر چاہئے پہنچتے تھے۔ یہ معمول برسوں بسا۔ اس میں صرف اُس وقت خلی پڑتا جب وہ بھئی سے باہر جاتے یا میں بھئی میں نہ ہو جائے۔

اب تو وہ ایسی جگہ گئے ہیں جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آتا۔ بس جانے والوں کی یادی آتی ہے۔

میں طویل عرصہ کے لئے امریکہ جا رہا تھا۔ اُس نے اس بات کا دو کو تھا کہ میں ساتھ سنگت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اُن کے بیٹے بھئی (کارا گورڈ) نے ساتھ مجھ سے کھا۔ لیکن ڈیڈی آپ کو بست مس کریں گے۔ جلدی آتا۔

میں تو مہینے آجاوں گھر راجندر بھی کو اب سماں پاؤں گا؟ کاش میں امریکہ آتا ہی نہیں۔

عی 10۔ جولائی کی صبح امریکہ کے لئے روانہ ہوا تھا۔ روانہ کی سے قبل 9۔ جولائی کو لٹنے کے لئے برج

کینڈی ہسپتال گیا۔ شام کے سائیں پانچ بجے تھے۔

برج کینڈی ہسپتال کے کمرہ نمبر 330 کا دروازہ میں نے کھول کر اندرون جانا کا تو دیکھا راجندر بھی گھری خندہ ہی تھے۔ دل نے کما کر سونے دوست جگاؤ۔۔۔ مگر کیونکہ بھجے اگئے ہی دن صبح سویرے کی فلاٹ سے امریکہ روانہ ہونا تھا۔ دل نہ اسماک لیفٹر ملقات کے چلا جائی۔۔۔

ابھی میں ادھ کھلادار روانہ تھا میں پکڑے شش دنخ میں تھا کہ بھی انسوں نے میرے دل کی خاموش آواز کو سن لیا۔ آنھیں کھول کر بست بھی پیارے اندرون بیا، پاس بھایا، اور خود بھی پھر تی سے بستر پر اٹھ کر پیٹھ گئے۔ انسیں میری اگئے دن امریکہ روانگی کا علم تھا اس لئے

Rajendra Kumar

7, PALI HILL, BANDRA, BOMBAY 400050 (INDIA)

شکرہ

حلیب کوئی لا لا کتاب کوئی لا یا شٹی بھی نہ تھی تاں
مہ جب تھے چاہپ ملیتا رہے تو خدا سنا ۱۳ ۱۳ آسان
تو نے تو کی رہا یہ رذیب ہے مبت
جس سے ہر ستر کو سلسلی ابھی راست
و لعنت جو حاصل ہے جس نے تو نے سکھا دیا لزت
خود کیس کھلنا رکھ اور ہمیں کیا ہے عزت
تو ابھی ہے جا ہم سب ابھی ہے جامیں ہے
جسے کے پھر رکھنا مرے سا آہیں سے
چاروں رفتگیل ایسٹھے پھول مبت کے
نحو ہیں تھے ہر لمحت نظرے یہی حبتوں کے
و عطا لے اپنی ریتا لے جا اپنی پر ان
باشیں تو خور پڑھا کر کیوں ہم ہیں سریخان
تو دب بے سبھی کا تو ماسک دو جہاں ہے
بھوس سے تھب کے بھلہ نہ جائے تو کیاں ہے
پہ دبھا ہیں تو میٹا دے۔ یہاں سدھے ہر دے
کھل کے سامنے ہے ہمہ کرتے رسیں گے سجدے
تو، تر چاہے تو یہاں ہو ہیں لکھ
وہ کوئا سعہ ہے بودھیوں نہیں سنتا
سماں سب اسے ہو گا نہ کوئی راز یہو
ہر بیٹھے سارے سعہے ہے اسے مذہب دوز یہو
راجندر کار کے ہاتھ سے لکھی ہوئی نظم جوانوں نے اپنی وفات سے کہوں پہلے سمع کئے تھے جوان

ایم ۶۰۔ تین محل میں شوہنگ کی ہے۔ اس قلم کے ایک دشیوال بھی مکمل کئے گئے کاشت میں بھی راجندر کار شامل تھے مگر یہ قلم سوت راج کوپنے بھیت بدایت کار اپنے کیر کا آغاز میک نہیں کیا۔	شروع کی ہے۔ اس قلم کی گرفتم نامکمل رہی۔ قلم ۲۰۰۷ سے کام تا ۲۰۰۸ تک میک کی بجائے دو ڈبلو ۱۴۷ کار اور سارہ بانو کے ساتھ مستانا خون منگا پانی۔
---	--

صاحب کو بھجوادیا۔ یہ قلم پہنچ دوست شفیق موڑک کے
دریہ آپ کو بھجوادیا ہوں جو ان جعلی جارب ہے ہیں۔

پھر ادھر ادھر کی ہاتھوں کے بعد کھنے لگے راج!
فون پر تو بات چیت ہوتی ہی رہے گی، مگر خاطر سے جو
بات ہوتی ہے وہ کچھ الگ ہی ہوتی ہے۔ خط مفرود لکھنا۔
اردوش۔

میں نے الواح کھنے سے پہنچر کھا کر کی چلے جانا
ہے مجھے پر سول گیارہ جولائی کو بھٹی کا جنم دن ہے اسے
میری طرف سے مبارک باد دیں اور اسی سینے کی ۲۰ کو
آپ کا جنم دن ہے۔ میں فون پر مبارک باد دوں گا،
دہل سے۔

لئے میں ان کی چھوٹی بیٹی آگئی۔ باپ بھی کو اکیلے
بات کرنے دوں، یہ سوچ کر میں اٹھ گیا۔ تھے ملا، انسوں
نے میرے چہرے پر زندگوں کی ملزومیت سے ہاتھوں پھیرا۔
میں نے بھی جک کر پر چھوٹے۔ ان کا آخری جلد تھا۔
”ششی کو پھاڑ دینا اور خط ضرور
لکھنا اردو میں“ یہ جلد میرے کافیں میں
ہمیشہ گو نجات ہے گا۔

یہ جب لکھ رہا ہوں آج۔ یہ دن اتفاق
سے ۲۰ جولائی، ان کے جنم دن کا ہے۔ سوچ رہا ہوں
کہاں فون کروں؟ اور کس پتہ پرانیں خلکھلوں؟
(قلم ساز) راج کر دو
(پذریہ نیکس) حال مقیم نیو یارک
ہڈ راجندر کار بھی جمل بے، الاتعداد یادوں کا
غرضہ چھوڑ کر!

1947ء میں ایک ریوبی کی حیثیت سے ہندوستان
آنے والے راجندر کار کو کیا معلوم تھا کہ وہ آزاد ہندوستان
کا سب سے خوش تھا ادا کار کھلاتے گا۔ پہاں میں
راجندر کار کی ان کا پیاب قلموں کا ٹوکرہ نہیں کروں
گا۔ ذکر ہو گا ان نامکمل قلموں کا اور ان نامکمل خوابوں کا
جن کی تعمیر راجندر کار کو نہیں مل سکی۔ مدد اٹھیا۔ کے
بعد محبوب خاں مر جوں کشیری شامرو، جب خاون میں
زندگی پر ایک قلم میراد ملن بنانے والے تھے، جس
کے لئے محبوب خاں نے راجندر کار اور سارہ بانو کا
انتخاب کیا تھا۔ یہ قلم اعلان سے آگے نہ ہو سکی۔ پھر
محبوب خاں مر جوں نے مالی مارکیٹ کے لئے تین محل
بنانے کا اعلان کیا، جس کے لئے اسپن لے محبوب
اسٹوڈیوز میں ایکہ ۷۰ ٹلوڑ بھی تعمیر کرایا جس پر ۱۷۰۰ بھ

یا بہیرہ وہیروں نے اپنے پیسے بُنْس وغیرہ میں لگایا۔ اور آج کی نوجوان نسل توبتی کو گدوار ہو گئی ہے۔ راجندر صاحب فلم انڈسٹری میں کارکے لف سے پیدا کئے جاتے تھے۔ وہ بس ایک ناکامی کا احساس لے کر گئے کہ ان کا بہنا کمار گودربست کو شششوں کے باوجود اور بست اچھا ایکٹر ہونے کے باوجود کام یا بہرہ نہ بن سکا۔

بھی بھیب اتفاق ہے کہ فلم انڈسٹری میں داخل ہوتے ہی میں نے پہلی بار بھی کمار صاحب کو دیکھا اور انڈسٹری چھوڑ کر آتے ہوئے آخری بار بھی۔ وہ ایک این یسین اور کل جودھری کی فلم وقت کا سکندر میں کام کر رہے تھے۔ یہ فلم بست اچھی تھی ہے اور اس وقت کے صاحب سے انڈسٹری کی روپی ملکوں میں اس کا شمار تھا۔ شجائے کیوں پروڈیوسر اور فناشر میں جلا ہو گیا۔ کل ہونے کے 12 برس بعد بھی اس فلم کو اسکرین پر آنے کا منع نہیں ملا۔ اس فلم میں دھرمیندھری، کمار صاحب، سست سکل، امریش پوری، شکتی پور، پریم چوپڑا، رنجیت کے علاوہ مالاستا، انتشاراج اور دھیتا پنڈت نے کام کیا ہے۔ فلم میں نے کمگی ہے، گانے بھی۔ شکری کی میوزک تھا (جے کشن والے) اگر ان کا دیسانت ہو گیا۔ دد گانے دیکارڈ ہو چکے تھے۔ اس نے کسی اور میوزک ڈائریکٹر نے دل چھپی نہیں لی۔ مجبوراً آشادا کو لینا پڑا اور گیت ناقبول ہوئے۔

کمار صاحب سے جو آخری ملاقات تھی اس میں وہ یہ کہ رہے تھے کہ ”میاں“ کفیل صاحب! جب اداکاری کی بجائے دلپ صاحب کا جھونا کھاتے تھے تو جو بھی کار تھے اور اب اپنا کھانا آگیا ہے تو کوئی پوچھتا نہیں۔ یہ بست کم لوگ بول سکتے ہیں۔

انہیں شرود شامری کا بھی دوق تھا اور ہم اکڑ شوٹنگ سے جب دو فرصت لئی تھی تو شرود شامری کرتے تھے۔ مجھے وقت کا سکندر ڈکی شوٹنگ کے دوران کمار صاحب کے ساتھ گزارا ہوا ایک ایک لمحہ یاد آ رہا ہے۔ میں ان کے خاندان ان کے نام میں برادر کا شریک ہوں اور دھا کرتا ہوں کہ ان کی آتنا کو شانتی ملے۔ کمار صاحب کا انڈسٹری والوں پر بستہ ہوا احسان یہ ہے کہ انہوں نے مستقبل کو محفوظ کرنے کا ذر صرف مشورہ دیا بلکہ عملی طور پر راہ بھی دکھائی۔

اس ملٹے کا ایک انتہائی دردناک واقعہ ہے۔ وہ اب بھی یاد آ کر رہی راتوں کی نیند ہرام کر دیتا ہے۔

حقیقی صاحب کے قریب تین دو سویں میں تھے جوں ایسا بھی اس گروپ میں شامل تھے۔ قریب صاحب سے میں نے پڑھا بھی تھا۔ میں ان سے ملتے گیا۔ جب اسٹوڈیو کے گیٹ میں داخل ہوا تو سامنے میں اسٹوڈیو کا آفس تھا۔ جہاں پاہر ایک بیخی مزدوروں کے بھٹکے کے نئے پڑھی ہوئی تھی۔ وہاں بہرہ دنیا پر ایک بھی ایک نوجوان۔ وہاں بہرہ دنیا پر ایک بھی ایک نوجوان۔ بیت تواں میں سے بیخی پر پور رکھے پہنچا تھا۔ جب میں قریب آیا تو ایسا کہ کہ یہ چھوڑ پڑے تھیں دیکھا ہے۔ اس وقت تک میں نے راجندر کمار کی دو لکھیں دیجئیں۔ اور ”در انڈیا“ دیکھی تھیں۔ میں نے تصدیق کے نئے کسی سے پوچھا تو پڑھے چلا کہ واقعی یہ راجندر کمار ہیں۔ میں انہیں خوشی اور سرگرمی کے نئے جذبات سے دیکھ کر ترجمانی کے آفس کی طرف جل پڑا۔

راستے میں میا کماری صاحب نظر آئیں سید ساری میں اس وقت وہ یقیناً قابل تعظیم لگ کر رہی تھی۔ بے ساختہ میرا ماتھ سلام کے لئے اٹھ گیا۔ میا کی میں نے ایک فلم ”چاندنی چوک“ دیکھی تھی، جس کی مناجات ملے خدا! مجبور کی فریاد ہے! پر میں بے حد رویا تھا۔ ان دونوں دیے بھی میں بست جذباتی تھا۔ اور غاؤں کے ناول، ”شمع“، ”شمیم“، ”کلشاں“ وغیرہ کے علاوہ عادل رشید صاحب کے ”رزتے آنسو“ نے میری پلکوں پر بست سے آنسو لزاٹے تھے۔ ان دونوں ہمارے کثرہ بھی گھرانے میں ناول یا سالہ پڑھنا گناہ تھا۔ میں رات کو چوری سے جب سب سو جاتے تھے، تھیں کا پرہراغ سرانے رکھ کر ایک ایک رات میں ناول فہم کرتا تھا۔

اس دن کمال اسٹوڈیو میں پرہراغ سماں روشنی کھانے کی شوٹنگ پل رہی تھی۔ (میا کماری کمال پھر زکی سرفت ہی ملکوں میں کام کرتی تھی اور ان کے ایگرینٹ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جس فلم میں میا جی ہوں گی، اس کی شوٹنگ کمال اسٹوڈیو میں بھی ہوگی) میں بھی کمال اسٹوڈیو میں ملازم ہو گیا۔ جب راجندر کمار سے میرا تعارف ہوا وہار دو کے آدمی تھے راجندر صاحب کی جد و غیرہ کی سمجھانیاں تو بست مشورہ ہیں، لیکن جب وہ جو بھی کمار ہو گئے تھے جب بھی ان کی سادگی اور اخلاق میں فرق نہیں آیا۔ انہوں نے فلم والوں کو ایک رسم اور سکھانی م سورج بہر حال شام کو ڈوبتا ہے۔ اس نے پیسے کی قدر کر دے۔ پڑھنیں مستقبل کیا ہو۔ ”تجھی سے کام

اسکرپٹ“، ”گھر وندہ“ کے نام سے بنانا پاہتے تھے، لیکن ایکستے پر دیوسر ڈاٹریکٹر کے لئے ابتداء میں ایک لمبی استار فلم پناہا مشکل بر جد تھا۔ اس زمانے میں راج کور نے اس فلم میں دلپ کمار کو بھی بیٹھنے کی کوشش کی۔ مگر دلپ کمار ٹال گئے۔ رسول بھروسہ کپور نے یہی اسکرپٹ ”سٹکم“ کے نام سے بنائی۔ اگر ”گھر وندہ“ بنتی تو اس میں راج کپور، فرگس اور دلپ کمار ہوتے گمرا۔ ”سٹکم“ راج کپور و جنتی مالا اور راجندر کمار کے ساتھ ہی اور اپنے وقت کی مقبول ترین فلم ثابت ہوئی۔

ہریاپ کی طرح راجندر کمار نے اپنے بیٹے کمار گورڈ کو بھی فلموں میں مخالف کرایا۔ پہلی فلم ”لو اسٹوری“ بنائی۔ فلم کام یا ب رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ”لو رز“ بنائی جو ناکام ہو گئی۔ نام۔ بھی انہوں نے کمار گورڈ کے نام سے بنائی۔ مگر اس سے کمار گورڈ کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ سنبھالتے کے کیری کو سارا میں گیا۔ بھر آتی اور پھول ”نا کام رہیں۔ راجندر کمار کی زندگی بھی ایک عام آدمی کی طرح دکھنے کے ساتھ میں بنتی۔ اُن کی خواہش تھی کہ وہ کریکٹ ارٹسٹ کے طور پر کام یا ب رہیں۔ یہ ممکن نہ ہو سکا۔ اُن کے بیٹے کو بھی دوسرا سو تاروں کے بیٹھنے کی طرح شرکت اور کام یابی ملے مگر ان کا یہ خواب بھی پورا نہ ہو سکا۔ شاہر نے بھی کہا ہے۔ ”کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا۔ نیم غازی مجازی آباد کمری اور یہی صاحب، ریڈیو، دی اور اخبارات میں جو بھی کمار یعنی راجندر کمار بھی اسی وفات کی الٹاک خبر سنی اور رومی۔ یہ نقصان بھی انڈسٹری بست دن تک پورا کر سکے گی۔ راجندر کمار صاحب نہایت نسبی، بآخلاقی اور دوسریں کا درد محوس کرنے والے اداکار تھے میں نے جب فلم انڈسٹری میں پلا قدم رکھا تو سب سے پہلے راجندر کمار صاحب کو دیکھا۔ فلم انڈسٹری میں جانے کا یاد ہاں کام کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں فلم انڈسٹری کی ”ف“ سے واقع تھا۔ ڈیڑھ ماہ سے کام کی تلاش اور قاتوں کا استقبال کر رہا تھا۔ ان دونوں اندھیری میں ایک سو ڈن اسٹوڈیو تھا (جواب شریح اسٹوڈیو ہے۔) وہ اسٹوڈیو کمال امردی صاحب نے لیز پر لے لیا تھا اور اپنے ایک دشمن دار بھائی قریبی صاحب کو امردہ سے بلا کر اسٹوڈیو کا نیبہ بنادیا تھا۔ قریبی صاحب میرے چاہبم

ہندوستان سے باہر

رہنے والے پروانوں کے لئے معنی ہے کہ ایک "انشنر نیشنل ایڈیشن" شائع کیا جاتا ہے، جس میں ہندوستانی ایڈیشن میں شال پورا اولی مذہبی اور قلمی معاوہ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ 16 صفحات پر غیر ملکی پروانوں کی دلچسپی کا مزید میراث پیش کیا جاتا ہے۔

معنی ہے کہ "انشنر نیشنل ایڈیشن" ہندوستانی ایڈیشن سے کمی دن پہلے شائع ہوتا ہے اور دنیا بھر میں فروخت کے لئے موافق جہازوں سے بھیجا جاتا ہے۔ غیر ممالک میں رہنے والے پروانے اپنے اخبار فروشوں سے اصرار کریں کہ وہ معنی "منی" دل کے ایکسپریس ڈائیٹن سے رہا راست ہے۔

معنی "انشنر نیشنل ایڈیشن"

امورت کرے تاکہ ہندوستان سے باہر رہنے والا کوئی بھی پروانہ 16 صفحات کی ان مزید دل چھپیوں سے محروم نہ رہے جائے۔ تو غیر ملکی پروانوں کے لئے خاص طور سے پیش کی جاتی ہیں۔

معنی انشنر نیشنل ایڈیشن
معنی اولی مسوں کے صفحات میں ہوتے

ہجاب ایگر پھر یونی درستی میں فونوگرافر کے طور سے کام کرتے رہے اور آزادی کی فضائی غریبیں، نظریں تخلق کیں۔ اپنی ماہی زندگی کا نشانہ انسوں نے یوں کھینچا تھا۔

ہم ہیں تحریر ہوئے اپنی تمناؤں کے اک نظر پائیں تو افسادہ بنایتے ہیں جب بھی کرتا ہے کوئی پیار بھری بات شہر کے شہر بناووں سے بجائیتے ہیں۔ گاہے گاہے ان کا کلام ہے میں بھی شائع ہوتا تھا۔ صدر مسٹر پھر اکادمی الد حیادہ ہوئے پھر دنوں غائب ایکو کیشنل سوسائٹی سول (ہماہیل پریش) کی جانب سے 1998-99 کا غالبت ایوارڈ پر فیسر زیش کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر پیش کیا گیا۔

پر فیسر زیش ہجاب یونی درستی چندی گڑھ میں بھائی دیر سنگھ چیزر پر مسحور ہیں۔ مختلف زبانوں میں اب تک ان کی بہکن کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ شاعری اور نثر دنوں میں دہ دیہ مولی دیکھتے ہیں۔ ذاکر جگدیش شہرا، سکریٹری، بحاشا اکادمی شد

اسٹودیو گیا۔ روپ ہمرا اسٹودیو میں اُسی وقت میرے دست میں میں صاحب کا دفتر تھا۔ بیٹھے بیٹھے خیال آگیا چلو شونگ۔ کمحیں سیٹ پر گئے تو کیدار شریا بھی شونگ کر رہے تھے۔ میں صاحب نے میر اقارب کریا تو شری بھی بست بست سے میرے لئے کری مٹکوں اور پھر پائے سے غارہ مارا۔

اُس وقت کسی نئی ادا کارہ زیب رحمان کا تجیدہ سین چل رہا تھا۔ مگر میری بھی چھوٹ رہی تھی جس پر بھی مشکل سے ٹاپو پانا پڑتا تھا دراصل شری بھی کی آواز لوکیوں کی طرح پاریک تھی۔ میرے لئے یہ ایک اونکا تجوہ تھا ایک سہ دکے موڑ سے عورت کی آواز آری ہے۔ دراصل یہ فلم چڑھ لکھا۔ میں شونگ تھی۔ اگے سین کے لئے میا کاری کو بلوایا گیا تو مجھے بست خوشی ہوئی کہ اتنی عظیم ادا کارہ کی شونگ دیکھوں گا۔ مگر تھوڑی یہ دیر میں خوشی کا نور ہو گئی جب کیدار شری بھی نے سب کو سیٹ سے باہر جانے کے لئے کہ دیا۔ کیوں کہ اس وقت میا جی کے نہانے کا سین فلمایا جانا تھا۔ میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سیٹ سے اٹھ کر باہر جانے لگا۔ لیکن شری بھی نے مجھے روک لیا اور وہی کری اپنے ملازم سے کچھ فاصلے پر رکھنے کے لئے کہا۔ میا کاری بھی آئیں تو کیدار شری بھی نے خود بھرہ سنبھالا اور اس سین کی پوری شونگ خودی کی۔

جس طرح میا جی لا جواب تھیں، اُسی طرح کیدار شری بھی لا جواب تھے۔ انہوں ایک ایک کر کے ایسے لوگ پھرستے جا رہے ہیں۔

ریشم سنگھریشم لندن
یونی ہجاتی

شامر کرشن ادیب 7 جولائی کو ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ بچپنے 45 سال سے صرف ایک پھر میں پہنچے پر بھی رہے تھے۔ 1954ء میں ایک پھر افراب ہو جانے کے سب نکال دیا گیا تھا۔ گرستہ دو ماہ سے وہ سانس کشاکش میں تھے۔

کرشن ادیب 1925ء میں پیدا ہوئے تھے۔ 1950ء سے اب تک انہوں نے شمار غریب، نظری اور گیت لکھے، جن کو مددی حص، جگہت سنگھ اور محمد رفیع جیسے عظیم فن کاروں کی آوازوں نے خاصی دعوام لکھ پھایا۔ سات سال تک بھی میں گیت لکھتے رہنے کے بعد وہ فلمی ماحول سے اکتا کردا پس لدمیاد آگئے۔ جہاں

میں کمال صاحب کا نائب ہدایت کار بھی تھا۔ اور کامیون انجینئر بھی (جس میں جاوید اختر نے بھی دو سال گزارے ہیں)۔ میں میا جی کے پرستاروں کے خطوط کے جوابات بھی کھھاتا تھا۔ میں کمال صاحب سے کسی نئے ملے آنے والے کا جائز ہی بھی پوچھاتا تھا۔ ایک دن میں اُس میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب بھرے ہوئے بال، میلے اور بھسٹے ہوئے کپڑے، علی چہرے پر لامپ لگھے ہوئے میرے پاس آئیں اور بولے مجھے کمال صاحب سے ملنا ہے۔ میں بد اخلاق بھی نہ تھا۔ میں ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا کمال صاحب سے کیا کھوں بولے کھنا اسٹر نہ آیا ہے۔ یہ سنا تھا کہ نیرے جسم کار داں روائیں کھڑا ہو گیا اور میں فوراً پی کری میں اسکی اپنی کھنڈی پیش کی۔ اسٹر نہ آدھے پہنچے ہے۔ میں اسٹر نہ آیا ہے۔ میں بھرے پہنچے ہے۔ میں جب ملبوں میں گانے بھی آنے لگے تھے مگر ان کی ریکارڈنگ الگ سے نہیں ہوتی تھی، شونگ کے ساتھ بھی ہوتی تھی، میں پہنچے پہنچے ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس دور میں میں پار مونیم ڈال کے بیرونی طرح ہر قسم کے گانے گئے تھے۔ خوب صورت بھی آگے تھے۔ میں دارے تھے۔ میں اسٹر نہ آیا ہے۔ میں بھرے پہنچے ہے۔ میں اسٹر نہ آیا ہے۔ میں کے لئے یہ مشورہ ہے کہ اگر وہ کسی علاقے سے کردار ہے، اور خاتم کو مطہر ہو گیا ہے تو ان کی ایک جگل دیکھنے کے لئے چھٹیں مجھے گزرنے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا یہ حال کیسے ہوا؟ میں نے آنبوکر کو بولے۔ میں نے وقت کی رفتار کو نہیں پہچانا یہ بھی نہیں بھاکر دن کے بعد رات بھی آتی ہے۔ یہ بھاکر کے یہ حالات ہمیشہ رہیں گے اس لئے کچھ بھی پس انداز نہیں کیا۔ اور آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں ان کے لئے جو اس وقت کر سکتا تھا کیا پھر کمال صاحب کے اُس میں پہنچا آیا۔ یہ ہے فلمہندسی کی دھوپ جہاڑی۔ کنیل آز دلی

ادیس صاحب
یہ جان کر (جی، جون) سے بست دکھو اک کیدار شراو فاتا پا گئے۔ یوں تو ایک دن سب کو بھی جانا ہے۔ مگر جب کوئی فن کار جاتا ہے تو بست دکھو ہو گا۔ خاص طور پر ایسے لوگ جو ہر فن مولا ہوں۔ وہ شامر تھے۔ فلم داڑیکر تھے۔ پر دیوسر تھے۔ اسٹوری رائٹر تھے۔ ایکر تھے اور توادر کھیرہ میں بھی تھے۔ یہ 1963ء کی بات ہے میں بھی کے روپ تبا



پرنسپر زیش (بائیں طرف) کی خدمت میں جات بجڈیش شرما (دوسرا) ایوارڈ پیش کر رہے ہیں۔

کئے جو کامبائی نمایاں انجام دے جائے ہیں اسی میں مدھیہ پرنسپر اردو اکادمی سرورت ہے اور اکادمی کے اداروں کے سرگرم محل چیزیں جتاب عزیز قریشی کے ذمہ اردو کے بزرگ اور قیادتی فن کاروں کے استقبال کو اس سلسلے کی یکیہاں تھیں کہی تھیں اور دیا۔ اقبال امراز ماضی کرنے والے بزرگ شام جتاب اختر سعید خال نے ترقی پسند تحریک کے آغاز عروج اور منطقی انجام پر اس کے رویہ بن جانے کے تعلق سے نہایت بصیرت افراد تحریر کر طے کی شرطیات مدھیہ پرنسپر اردو اکادمی کے دائیں چیزیں محترم منور کی شو صاحب کے استقبالیہ کلمات سے شرفی ہوتی۔ ناقامت کے فرانش اردو اکادمی کے رکن اور مشور شام عشرت قادری نے انجام دیتے۔

اس موقع پر اردو آزادی کے بعد اس کے موضوع پر دو دو زور دکٹاب کی گئی۔ جات بجروح سلطان پوری نے کہا کہ ترقی پسند تحریک کو گئے لگانے اور آگے رحلانے کا جو کام بھوپال کے ادیب و فراہم کیا۔ مہمن اور لکھنؤ کے سوا کوئی دوسر اشر اس کا سر وہی نظر نہیں آتا۔ اسی شہر میں غزل کی جس طرح پورش ہوتی اور اس کے شیخے میں نہج بھوپال، کیت بھوپال، اختر سعید خال اور عشرت قادری وغیرہ نے ترقی پسند غزل کو ہم عروج پر پہنچا دیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بالخصوص اختر سعید خال کی غزل کا رصیر عن آج کوئی ہائل دکھان نہیں دیتا۔ در کتاب کے ڈاکٹر ڈاکٹر مامد حسین نے بتایا کہ قوی کو نسل رائے فرد اردو دلی کے ایک کثیر القائد مصوبہ کا یہ ایک حصہ ہے، جس کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں اردو زبان و ادب کی کیا ترقی ہوئی اس کا جائزہ لے کر در پیش مسائل پر مبنی درکنگ پیغمبیر تیار کئے جائیں گے تاکہ اردو کی واقعی صورت حال کا اندازہ ہو سکے۔ بالخصوص اس کی ترقی میں مختلف ادارے، افراد، شیکی انسی شیوٹ کیا کردار ادا کر رہے ہیں، آزادی کے 50 سوں میں ان کا ماریڈ کار کیا۔ اس پر بیانی نویست کے حقائق جمع کر کے انسی دستاویزی ملک دی جاسکے۔

در کتاب میں ڈاکٹر شاہد میر نے مدھیہ پرنسپر میں اردو غزل کے پہاڑیں میں ڈاکٹر انسی سلطان نے مدھیہ پرنسپر اردو تحقیق کی نئی جات پرنسپر کو فوجاں نے مدھیہ پرنسپر میں اردو افساد، آزادی کے بعد ڈاکٹر

دست مبارک سے یہ ایوارڈ پرنسپر زیش کو پیش کیا گیا۔ قرالدین نکوکر، کنویز غائب ایجوکیشن سوسائٹی، سوندھیان محترم، چکے دنوں بھوپال کے مادر موزی سنکرتی بھون میں ایک جلسہ منعقد ہوا جو مدھیہ پرنسپر اردو اکادمی اور خالصہ پتوہ سہ صدی تحریرات ٹکنیکی مدھیہ پرنسپر کے تعاون سے ہوا تھا۔ ادا کار اور ساتھ رکن پارلمنٹ سینیل دست نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بولنا کہا کہ اردو جسی شیریں اور حواہی زبان کو بھلا کون مٹا سکتا ہے۔ زبانی ہماری تہذیبی درشی ہیں۔ میں تو ان کو ملک کی بیٹیوں سے تعمیر کر رہوں اور ہمارے ملک کی ایک بھی اردو زبان بھی ہے۔ سینیل دست نے مدھیہ پرنسپر اکادمی کی سرگرمیوں کو سراہا اور اردو بندی کے ملن پر زور دیا اسون نے دوران تحریر جات دگ دیجے سنگھری وزیر اعلیٰ مدھیہ پرنسپر اور جات بعزم قریشی چیزیں اردو اکادمی کے ساتھ پارلمنٹ میں گزارے ہوئے وقت کو بھی یاد کیا اور اردو کے تینیں ان کی کوششیوں کو سراہا اور سکولر ازم کے تینیں دنوں کی تحریکی اور عملی کاوشوں کو گراں قدر الفاظ میں خراج ٹھیک کیا۔

سپاس نام کے جواب میں بجروح سلطان پوری صاحب نے کہا کہ بھوپال سے میرا تعلق اٹھرمن اسیس ہے اور مجھی عزم قریشی نے میرے نام جو کہا وہ ان کی دسچھ لکھی ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں مل رہے ہیں۔

جس شیخان الدین صاحب نے بولتے ہوئے کہا کہ مختلف اداروں کے دریہ اردو کے آئینی تحفظ کی نامندگی کی ہے۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کا کام سینیل

کے دست مبارک سے یہ ایوارڈ پرنسپر زیش کو پیش کیا گیا۔ قرالدین نکوکر، کنویز غائب ایجوکیشن سوسائٹی، سوندھیان محترم، چکے دنوں بھوپال کے مادر موزی سنکرتی بھون میں ایک جلسہ منعقد ہوا جو مدھیہ پرنسپر اردو اکادمی اور خالصہ پتوہ سہ صدی تحریرات ٹکنیکی مدھیہ پرنسپر کے تعاون سے ہوا تھا۔ ادا کار اور ساتھ رکن پارلمنٹ سینیل دست نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بولنا کہا کہ اردو جسی شیریں اور حواہی زبان کو بھلا کون مٹا سکتا ہے۔ زبانی ہماری تہذیبی درشی ہیں۔ میں تو ان کو ملک کی بیٹیوں سے تعمیر کر رہوں اور ہمارے ملک کی ایک بھی اردو زبان بھی ہے۔ سینیل دست نے مدھیہ پرنسپر اکادمی کی سرگرمیوں کو سراہا اور اردو بندی کے ملن پر زور دیا اسون نے دوران تحریر جات دگ دیجے سنگھری وزیر اعلیٰ مدھیہ پرنسپر اور جات بعزم قریشی چیزیں اردو اکادمی کے ساتھ پارلمنٹ میں گزارے ہوئے وقت کو بھی یاد کیا اور اردو کے تینیں ان کی کوششیوں کو سراہا اور سکولر ازم کے تینیں دنوں کی تحریکی اور عملی کاوشوں کو گراں قدر الفاظ میں خراج ٹھیک کیا۔

مدھیہ پرنسپر اردو اکادمی کے چیزیں جات بعزم قریشی نے بولتے ہوئے کہا کہ شکریہ نے کھاتا کہ اگر تماری بات سنتے کے لئے کوئی تیار نہ ہو تو اسکیلے بیٹھنے رہو اور کہا کہ بجروح نے بھی اپنے ایک شہر میں اسی جذبہ کی نامندگی کی ہے۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کا کام سینیل

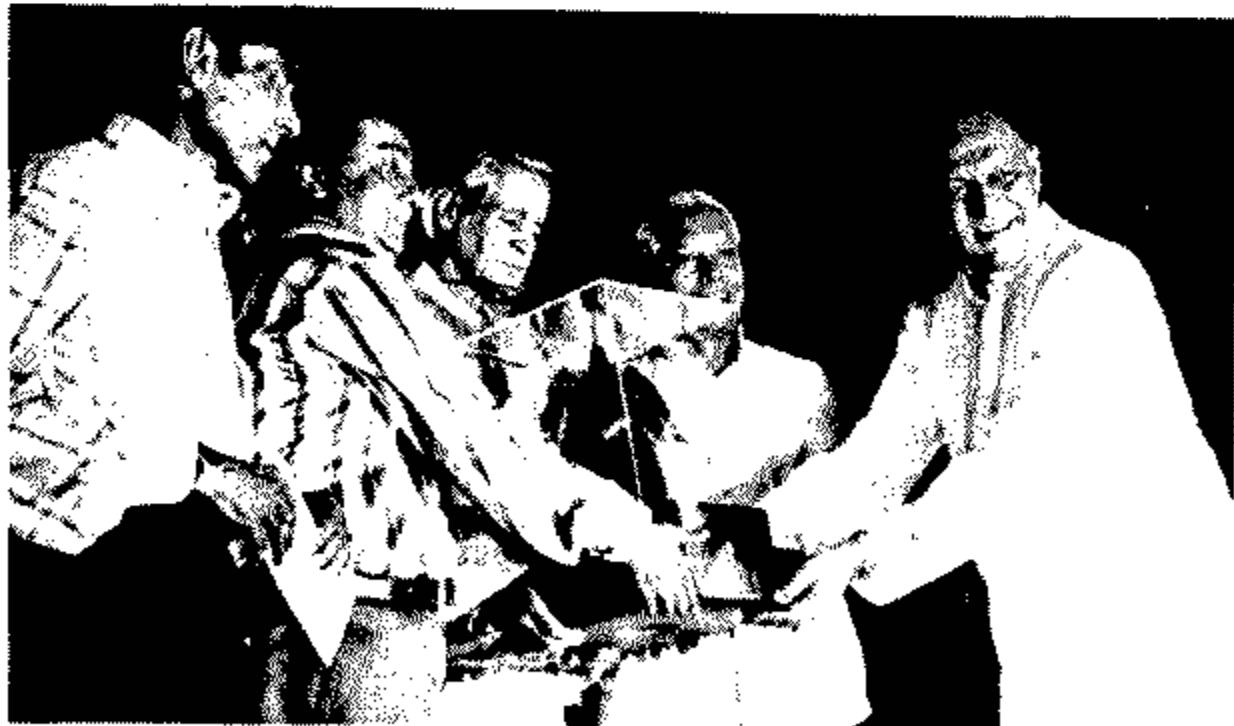


سیل دت اور مزیر ترقی



جسٹس نیستان الدین
بودھ سلطان پوری کو
شیڈ اور شال پہن
کر رہے ہیں۔

جانب علی سردار جعفری کو اودھ سماں پہن کرتے ہوئے (دائیں سے باہیں) اترپردیش کے وزیر اوقاف
راجہ غضنفر علی، گورنر اترپردیش جناب سورج بھان، علی سردار جعفری، ملکزادہ جاوید اور غفرنی



اور رنجن۔ موہینقار، چڑگپت اکا مشور دو گان، ٹیکم اور محمد رفیع۔
ادا پ جھوستے ہوئے یہ کون سکرا دیا۔ آوازیں ششاد سر طاہرہ بہبیب، بونین پلی 500011 سکندر آباد (اسے پی)

سید حامد حسین نے مدھیہ پردیش میں اردو زبان و ادب کا ارتقا۔ (آزادی کے بعد سے 1997 تک) ڈاکٹر محمد قمان فان نے مدھیہ پردیش میں اردو طرز و مزاج آزادی کے بعد "اور مدھیہ پردیش میں" اردو صحافت، آزادی کے بعد "نیز اقبال مجید نے" مدھیہ پردیش اور منصوبہ پندارو صحافت "پر مقامے پہنچ کئے۔ اقبال مسعود جوانہ سکریٹری مدھیہ پردیش اردو اکادمی

محترم، گزشتہ دنوں لکھنؤ میں انٹین اکیڈمی آف آرٹس ایڈٹ کھجور کی جانب سے معروف شاعر علی سردار جعفری کی اولی خدمات کے اعتراف میں اُنہیں ماددم سماں "پہنچ کیا گیا۔ جو ایک لاکھ روپے پر مشتمل تھا اسے اترپردیش کے گورنر جناب سورج بھان نے پہنچ کیا۔

تقریب میں معروف خلیل سعید جججیت سنگھ، نامور نظر لگار اور بدایت کار گزار، مشور اداکارہ تنوی اعلیٰ نے بھی شرکت کی۔ جججیت سنگھ نے اس موقع پر منعقدہ شام موسمی میں خلیل سعید سماں باندھ دیا۔ علی سردار جعفری کے گرد فن پر ہوئی تین لکھنؤ میں ایک سیمنار منعقد ہوا جس میں پروفسر ملک زادہ منظور احمد، ڈاکٹر انسیں اخلاق، جناب عابد سلیل، ڈاکٹر محمود الحسن، شمارضوی، گزار، تنوی اعلیٰ اور صدر جلسہ گورنر اترپردیش جناب سورج بھان نے اپنے خیالات کا اخہمار کیا۔ پروگرام مرجب کرنے میں قفرنی اور ملکزادہ جاوید نے مرکزی کردار ادا کیا۔

ادریس دلوی صاحب، آپ کو اردو صحافت کا ایوارڈ لینے کی تقریب میں مشور شاعر شیم جے پوری کی آفری بار شرکت کی خبر (معنی: جوالی) اڑھنے کے بعد مرحوم کے پارے میں کچ پیاریں تلازوں ہو لئے۔ اگرچہ شیم صاحب نے فلموں میں چند ایک بھی گیت لئے لیکن ان کے تحریر کردہ نہیں گیت سدا بسا رہیں۔

دھم مندر کی پہلی فلم سول بھی تیراہم بھی تیرے۔ میں تھا منیکنگر اور لکھنؤ کی آوازوں میں علیحدہ علیحدہ گیا ہوا گیت۔ مجھ کو اس رات کی تھنائی میں آواز دد، راجشیں کند کی ابتدائی فلم سراز میں محمد رفیع کی آواز میں گیا ہوا گیت تاکیلے میں چلے آؤ۔ ان دونوں گیتوں کے موہینقار کلیاں بی آنسے بی میں پرانی فلم سند باد جہازی، ستارے، سارہ بانوکی والدہ نیس بانو

نظام سرحدوں کی عاقیت کے لئے۔ شیع اللہ خاں راز کی نظم جنگ لڑنا ہے لڑو۔ اور خاں ارمان کے دوسرے بھی کے اس مش کا ثبوت ہیں۔ شیع اللہ خاں کی نظم کے آخری دو صفحے جنگ لڑنا ہے لڑو، خوب لڑو، پیغم و تصرف کے خلاف۔ واقعی ایک ایسی حقیقت کی درف اشارہ کرتے ہیں جسے آج کی ایسی دور میں، چھوٹی ہوتی ہوئی دنیا زیادہ مرصد تک نظر انداز نہیں کر سکتے۔ نظام الدین، کان پور

صاحب کے کردار کی جو پست دکھائی گئی ہے وہ بھی بھی حقیقت سے میل نہیں کھاتی۔ یقین ہے کہ احمد خاں صاحب اس سے بہتر انسان لکھ سکتے ہیں۔

دامت بھوپال، مہمنی یونس صاحب،
وہی جس طرح تندیوں اور ملکوں کے درمیان ایک بیل بنتا ہوا ہے، اس کی داد دینا انصافی ہو گی۔ حالیہ شمارے (معجم: جولائی) میں الف احمد برق کی

یونس دہلوی صاحب،
کرامت غوری کا انسانہ برادری۔ (معجم: جولائی)
مجید سلیم کا انسانہ پہلا شکار۔ اچھے لگے، کرامت غوری، بڑی خوبی سے رصیر سے باہر رہنے والوں کے تحریکات کو قلم بند کر رہے ہیں۔

اسی شمارہ میں احمد خاں کا انسانہ مخلط ملط۔ امریکہ کے صدر کے موجودہ حالات کو تحلیل کی اڑان سے، حقیقت کے افق کے بالکل پار لے جاتا ہے۔ انسان بے حد شخصی ہے اور اس علی صدر کی بیکم

سمان، لکھ چکی ہیں ان کی تحریر کردہ۔ آپ بیتِ علی ایک ایک لفظ سے ان کا ذہنی کرب نمایاں ہے جو بست درد انگریز اور دل چسپے ہے اس کا پڑھنے والا شروع سے آخر کم مصنفوں کی گرفت میں رہتا ہے اور یہی اس آپ بیت کی غیر معمول کامیابی ہے۔

جنگ آزادی میں مسلمانوں کا حصہ

مصنف: سالم احمد

قیمت: 75 روپے

پختہ، لٹریکری بک سیٹر، 126، چک، لا آباد، 3

دور حاضرہ میں جب سلم دشمن قومی مسلمانوں کی دھم کے لئے کی گئی خدمات اور آزادی میں دی گئی عظیم قربانوں کو نظر انداز کر دینے کی پالیسی پر کامن ہیں، اسلام و ہمنی، مسلم ملath، دارما، اور دسرے محبان دھم کے خلاف سازشی رپی جا رہی ہیں اس موقع پر یہ کتاب ایک تاریخی و ستادیزکی جیشیت رکھتی ہے۔

افسانے

روشنی کی بشارت اور قصہ کہانیاں

انسانہ لگاڑہ، حیدر قریشی

قیمت: 100 روپے

پختہ، معیار بھل کیشنز، کے 302، من الکلیو،

گیتیا کالائی، نئی دہلی 110031

حیدر قریشی کے انسانوی جھوے روشنی کی بشارت۔ کے 13 اور سیچے کہانیاں۔ کے 12 انسانوں کو تکمبا کر کے کتاب ہذاں پیش کیا گیا ہے۔

جنت سے نکالی ہوئی خواہ

آپ بیت

مصنف: لیکس بازو شمع

قیمت: 150 روپے

پختہ، ایمین ترقی اردو، اردو گھر، راڈیو نیو،

نئی دہلی 110002

مصنفوں شامراہ بھی ہیں اور ادیب بھی۔ ایک نادل

اس عنوان کے تحت تینہ تین مطبوعات شامل کی جاتی ہیں جس کے لئے 3 جلدیں بھجوانا ضروری ہیں۔

کھجور اور شہد سے علاج

مصنف: معظم جادید

قیمت: 60 روپے

پختہ، ایمیڈیا بیسٹنگ، بادس، 2861، کوجہ چیلان،

دریائی، نئی دہلی 110002

کتاب میں، کھجور اور شہد کو طب بھوی کی روشنی

میں بیان کیا گیا ہے اور ان کی افادیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ دونوں اشیاء، حضور اکرمؐ کی پسندیدہ تذائقیں میں شامل

ہیں اور ان کے استعمال پر قرآن و حدیث میں بار بار تاکید کی گئی ہے۔

تمیز غالب

میر مددی مجروح، حیات اور تصانیف

مصنف: ڈاکٹر محمد فیروز

قیمت: 250 روپے

پختہ، ساقی بک، ڈپو، اردو بازار، دہلی 110006

میر مددی مجروح نے صرف مرزا غالب کے

چیخستہ شاگرد تھے بلکہ ایک صاحب طرز ادیب اور

شاعر بھی تھے مصنف نے میر مددی مجروح کی

شیخیت کے ان پسلوؤں اور ان تصانیف سے واقف

کرایا ہے جو ابھی تک گوشہ، گنائی میں تھیں۔

مشیحہ للاعتواد: جہون

جہون 1999 کے جو عنوان از والیت

زین العابدین جہون کی ایک کمائی بنا جہون علیٰ کی

گئی تھی، جس کا جہون پروانہ کو تحریر کرنا تھا۔

اسیں جہون قدر اور مستمد فتویٰ جہون علیٰ کا

برے ساقویٰ بنا کے جملوں میں تھیں تھے۔

پاندی سے اپنی جوہی کو فرہا کے روپے تو بھاگ دیا

تھا، تیکن، اسی کا حلہ اپنی بیوی بود۔ مکے ساتھی سپاہی کی

بیوی میں سے ایکا بہر تھا۔ جو کے گھر کا بھی پہا

فریض دی، اخواہ تھا، اور پوتھی میں کے اور دو

کے تھیں۔ پوتھی میں ہوئے لیل میں، کچھ مرد

بہ پر اخاول ہو گیا، کسی سال صلح پر پہنچ کر مولا

تھوہرہ کی اور، میں نے فن کی وکی پوری پڑھ کر در

سے شاہی کرنی۔ وہیں میں عنہ پہنچے۔ دھوے

دین کی روشنی میں



عادل صلاحی

دیرہ شعبہ اسلامیات

عرب نیوز جوہر (سودی عرب)

سودی عرب کے مقتصد روز نامہ عرب نیوز کے ایڈیٹر
اسلامیات عادل صلاحی اپنے پڑھنے والوں کے ان سوالات کا
جواب دیتے ہیں جن کا تعلق اسلام سے اور مسلمانوں کو سن کی
دیا ہیں پس آئے والے سائل سے ہے۔ بہت سے مدرسی
سائل میں الگ الگ کہیں خیال سے تعلق رکھنے والے افراد میں
اختلاف رائے کی گنجائش ہوتی ہے۔ پھر بھی ہر سلک کے
مانتے والے مسلمان عادل صلاحی کی رائے کا احترام کرتے ہیں
اور ان کے دعے ہوئے جوابات ہر مسلمان کے لئے خصل رہ
بن سکتے ہیں۔ اس لئے ہر رہا ان کے کچھ جوابات توڑ کے
چیز کئے جاتے ہیں۔ اسیہے۔ سلسلہ آپ کے ذہنوں میں
بست سے شکوک کا ازالہ کرے گا اور آپ اسے
 بصیرت افروز پانیں گے۔

پڑھتے تھے۔ لہذا ہم بھی دیے ہی پڑھتے ہیں۔ اگر کسی کا اصرار
ہے کہ نماز عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں پڑھی
جائے تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ یہ نماز اللہ کے رسول کی
نماز کی طرزی نہیں ہے لہذا یہ نماز خطا بھے باہر ہے۔
اسی طرح ایک اور سوال بھی ہوتا وقت اسے میں
آتا ہے گویے سوال بالکل دوسرا سوت میں ہے۔ یہ سوال
لباس کے پارے میں کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کو اصرار
ہے کہ رسول اکرم کی طرح کا لباس پہنا سافت ہے۔ اور
اس خیال کی تائید میں کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم کے
صحابہ ان کی بھی طرح کے کپڑے پستے تھے۔ لیکن وہ
یہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول اس قسم کا
لباس پستے تھے جو اس زمانے کے عرب میں عام طور

نماز عربی زبان میں ہی کیوں؟
مسلمانوں کا لباس عربوں جیسا
کیوں نہ ہے؟

س؛ نماز عربی میں ادا کی جاتی ہے۔ اور کبھی
دوسری زبان میں مسنوں کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔
اللہ تعالیٰ نے تو اپنے سب بندوں کو راہبر بناوا ہے۔ لیکن
نماز کو عربی میں ادا کرنے سے بندوں کو دوسرے مسلمانوں
پر بغیر کسی عمل کے فوتوت حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ نماز
پڑھتے ہوئے اللہ کے حضور علیؐ کے آپنے الفاظ کا
معنی سمجھ لیتے ہیں جب کہ جیسے مسلمانوں کو یہ رعایت
حاصل نہیں۔ رواہ کرم اس بارے میں کوئی قائل
اطمینان جواب قرآن کے چالے سے عنایت فرمائی۔
ج: اس سوال کا ایک سید حامد اسا جواب
ہے۔ دراصل اس کے بارے میں کوئی بحث و مباحثہ
ہونا یہ نہیں چاہئے چونکہ نماز عبادت ہے اور عبادت
ای ٹھکل میں کی جاتی چاہئے جس میں کہ مسجد نے اسے
چاہا ہے۔ بہر حال ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ کسی سوال کے
جواب میں ہم دو طرح کے جوابات کو قبول کر سکتے ہیں۔
ایک تو وہ جو دلیل اور کتاب پر منحصر ہے۔ یعنی اس معاملہ
میں وہ جو قرآن کی آیات یا احادیث میں بتائی ہوئی
باقیوں پر ہیں ہیں۔ اس پہلی قسم کے جواب میں ہم کہ سکتے ہیں
کہ نماز میں ہم اللہ کے نازل کئے ہوئے الفاظ دو ہراتے
ہیں یعنی قرآن جو کہ عربی میں ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ نہیں۔ یہ
اللہ کے الفاظ کو جس طرح ترجمہ نہ کیا ہے اس کا اپنے
الفاظ میں اظہار ہے۔ قرآن کا مضمون تجھے میں ترجمہ سے
غلطی ہو جانے کا امکان بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ
ٹے بے کہ ترجمے میں وہ سارے مفہوم، معنی، کہ جاسکتے
جو اللہ نے قرآن کے الفاظ میں اندر دیے ہیں۔ کیونکہ
کسی لفظ کے معنی کی ساری باریکیاں اور مفہوم کی ساری
جستیں ایک زبان سے دوسری زبان میں منت ہوتی ہوئی
تقریباً ناممکن ہے۔ اور یہ صورت حال تو انسانوں کی
عام زبان کی ہے۔ اس موارد سے اس قرآن کے تعلق
تصور کیا جاسکتا ہے جس کی زبان اللہ تعالیٰ نے بلند
ترین انداز میں ترتیب فرمائی ہے۔

ادسرے قسم کے ثبوت میں ہم کہ سکتے ہیں کہ
اللہ کے رسول نے نماز اسی طرح پڑھنے کا حکم صادر فرمایا
ہے۔ آپ نے فرمایا تھا۔ نماز اس طرح پسوجیے تم
نے مجھے نماز پڑھنے دیکھا ہے۔ رسول اکرم عرب میں نماز

پڑھنا جاتا تھا۔
بالکل اسی طرح کا لباس اس زمانے کے غیر مسلم
بھی پڑھتے تھے۔ اللہ کے رسول نے مسلمانوں کو کسی
خاص طرح کا اور وہ مختلف لباس پڑھنے کا حکم
نہیں دیا۔ تاپ مسلمانوں پر ایک مخصوصی لباس کی
 حاجت کا بارہ نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ لہذا جب غیر مسلم
اقوام نے اسلام قبول کیا تو انہیں لباس کے تھے میں
فرزاپنہ کی تائید نہیں تھی۔ آج تک ہم ان غیر مسلم
باقیوں پر دوسرے سائل کے مقابلہ میں زیادہ توجہ دیتے
ہیں۔ نفر کھر کا یہ رویہ اپنا نادرست نہیں ہے۔

کسی کو کوئی یا لعنت ملامت میں اللہ سے مدد طلب کرنا

س؛ کیا کسی کو لعنت ملامت یا کہنے میں اللہ کا
نام لے کر اس کی مدد طلب کرنا نادرست رویہ ہے؟
رج: اللہ کے رسول نے لعنت ملامت کا لی دشمن
سے دور رہتے تھے۔ وہ تو توہن میں یا عامیانہ الفاظ کا
استعمال بھی نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم بتایا
ہے کہ رسول اکرم کی روشن ہم سب کی پیروی کرنے کے
ایک مثال ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حرمتی ہے کہ ہم رسول
اکرم کے رویوں کو اپنائیں۔ اور پیسی ہمیں کرنا چاہتے ہیں۔

صرم شریف میں غسل کی حاجت ہو جانے پر کیا کفارہ دیا جائے؟

س؛ ایک شخص حرم شریف میں تھا۔ وہاں اسے
نہیں آگئی۔ اور نہ کسی کے دروازے اس کو احتلام ہو گیا۔
اس شخص کو شدید شرمندگی ہے۔ رواہ کرم بتائیے کہ اس
کے کفارہ میں کیا کرے؟

رج: یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس پر کسی
کو کوئی ہابو نہیں۔ نہیں میں کیا ہوتا ہے میں پرہمار کوئی
ہیں نہیں چلتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہم پر اس کی جواب دی
عائد نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص کے ساتھ حرم میں ایسا
ہوتا ہے تو اس کو چاہتے کہ فوراً حرم سے نکل جائے
اور غسل طهارت کے لئے چلا جائے۔

گریس کے ساتھ ماتحت میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں
کہ لوگوں کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ مسجد کو سونے
کے لئے استعمال کریں۔ ہاں جب کوئی مسلمان سجد
میں اعکاف میں پہنچا ہو (جو ایک سنت ہے) اور
مسجد میں ایکسلے مرصد تک عبادت کی نیت سے رہ

کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب ہم اللہ کے حضور میں قول کر لیتے ہیں (اگر یہ کسی منزع چیز کا نہیں ہے تو) تو ہمیں اس قول کو ضرور پورا کرنا چاہئے۔ لیکن اگر یہ قول کسی منزع چیز کے لئے ہے تو اسے پورا نہیں کرنا چاہئے۔

ہوائی سفر کے دوران نمازوں کس طرح ادا کریں؟

کس: میرا سوال ہوائی سفر کے درمیان نمازوں کے متعلق ہے۔ اگر کوئی شخص شام کے سارے بیجے ہوائی جہاز میں سوار ہوتا ہے اور اپنی منزل مقصود پر اُنھی میں چار بیجے پہنچے گا تو اس کو اپنی نمازی کس طور پر ادا کرنی پڑتیں؟

ن ج: اس سوال کا جواب سید عاصادا ہے۔ سفر کے شروع کرنے سے پہلے غیر اور عصر کی نمازیں ساتھ ساتھ ادا کر لیں چاہیں۔ دونوں نمازوں میں پھر چار رکعت پڑھی جائیں گی۔ اگر جہاز سفر کے دوران رکھا ہے تو مغرب اور عشا کی نمازیں ایک پورٹ پر پڑھی جائیں۔ اگر جہاز سے باہر آنے کی سوت سے تو نمازیں جہاز سے اتر کر ہوائی اڈے پر پڑھی جائیں لیکن اگر جہاز سے باہر آنے کی سوت نہیں تو نماز جہاز کے اندر پڑھی جاسکتی ہے۔

اگر جہاز کی اڈان بغیر رکے، وہاہ راست ہے تو دونوں نمازوں جہاز کے اندر پڑھی جاسکتی ہیں۔ نمازیں جہاز کی سیٹ علی پہنچے پہنچے پڑھی جاسکتی ہیں۔ مغرب کے لئے تین رکعتیں اور عشا کے لئے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی۔ اور وتر کی رکعتیں بھی پڑھی جائیں گی۔ فریک نماز کے لئے بھی یہی قاعدہ ہو گا۔ اگر منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد نماز کا وقت باقی ہو تو منزل پر پہنچ کر نماز ادا کی جائے گی۔ لیکن اگر خدشہ ہو کر منزل تک پہنچنے پہنچنے نماز کا وقت لکھ جائے گا تو سفر کے دوران جہازی میں پڑھل جائے گی۔

کاروبار کے طریقوں پر اسلامی سوچ کیا ہے؟

کس: کاروباری طبقوں میں کمپریوں جاتے ہام ہیں کسی کی توجہ ان کی طرف نہیں جاتی مگر دیانت داری کے اسلامی میعاد پر شاید یہ روانہ پورے نہ اتریں گے کاروباری طبقوں میں سب کو ان کے متعلق معلوم ہے مگر جہاں بوجہ کران کو نظر انداز کیا جاتا ہے، میں آپ کو

کرنے والا دعہ کرے کہ اتنی رکعت نماز پڑھے گیا اتنے روزے رکھے گا یا اتنی مرتبہ اللہ کا نکر یا نام دہراتے گا۔ کیا ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کی ضرورت ہے؟

ن ج: اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر اپنی جتنی رحمتیں نازل کیں ہیں ان کا شمار مسئلہ ہے۔ اگر ہم اپنے ارد گرد نظر ڈالیں تو ہمیں کہنے ہی اپنے لوگ نظر آئیں گے جو ہم سے گھے گزے ہیں۔ اگر ہم اپنے صحت مند ہونے کو یہ نیکی یا اپنے پیٹ بھرنے کے سائل پر نظر ڈالیں تو ہم اندزادہ کر سکتے ہیں کہ کس طرح ہماری زندگی کے برلحے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر سایہ کے ہیں۔ لکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ اور ہمیں دعائیں مانگی ہوئی چیزوں

مزید عنایت فرماتا ہے۔ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنی نکر گزاری کا اہلدار اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی گر کے کرنا چاہئے۔

یہ بات کو جو لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اسے ہماری نماز اور روزوں اور حمد شاکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی عبادت سے فائدہ دراصل خود ہم کو ہو جائے ہے۔ ایک حدیث قدیم کے مطابق، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم ہم سے پہلے اور سب سے آخری۔ انسانوں میں اور جنوں میں سب اتنے نیک ہوئے جتنا کہ تم ہم سے سب سے حیک آدمی کا دل ہو سکتا ہے۔ جب بھی اس سے میری سلطنت اور خدائی میں کچھ بھی نہ ہو جائے گا۔ لہذا کچھ رکعت نماز میں یا چند دنوں کے روزے اللہ تعالیٰ کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ اس لئے اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا غلط ہے۔ میں آپ کے لئے یادوں کا اگر آپ میری یہ خواہش پوری گردی ہے۔

صحیح روایت ہو گا کہ اللہ کے حضور میں پچھے دل سے دعا لانے کے وہ چیزوں میں چاہئے اپنے کمرے میں عنایت فرمادے۔ ہمیں وہ چیز عطا ہو جائے گی اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اور جب ہمیں ہماری میں مانگی چیزیں جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کے سامنے میں رسول اکرم کے بتائے ہوئے طریقے سے کرنا چاہئے۔ یعنی ہمیں اللہ کے حضور میں اپنا سر شکر کے سامنے میں جھکا رنا چاہئے۔ اور اللہ کی حمد کرنی چاہئے اور اللہ پر اپنے ایمان کا اہلدار کرنا چاہئے۔ اور اللہ کی عطا کر دے ساری رحمت و عنایت کے لئے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اسی کے بخلاف، جب ہم کسی چیز کا قول کر لیتے ہیں تو اگر یہ کسی منزع چیز کے لئے نہیں ہے تو اس کا پورا کرنا ہم پر فرض ہو جاتا ہے۔ اللہ

رہا ہو، جب مسجد میں ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف کا بست برا ثواب ہے۔ یہ سنت ہے اور اس کی سفارش کی گئی ہے اعتکاف میں ایک مقررہ مرصد کے مسجد میں رہ کر عبادت کرنے اور دنیا دی کاروبار سے الگ تعلگ رہنے کی نیت کی جاتی ہے۔

شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے تعویذ گندھی پہننا جائز ہیں

کس: ہمارے یہاں ایک مسجد کے امام لوگوں کو تعویذ گندھے لکھ کر پہننے کے لئے دستی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تعویذ گندھے پہننے والے کو شیطان سے محفوظ رکھنے کے لئے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ن ج: شیطان سے حفاظت کے تعویذ گندھے پہننا اور ان کو لکھنا اسلام میں معنوں ہے۔ رسول اکرم نے ان پر ملامت کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جن مقاصد سے وہ پہنے جائیں وہ بھی پورے نہ ہوں۔ لہذا جب آپ کی مسجد کا امام ایسے تعویذ گندھے لکھتا ہے اور لوگوں کو دیتا ہے تو وہ ایک منزع کام کرتا ہے۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ اور یہ بھی بات ایسے تعویذ گندھے پہننے والوں پر بھی صادق آتی ہے۔ ایسے تعویذ گندھے شیطان کی ترغیبوں سے کسی طرح کی حفاظت سماں نہیں کرتے بلکہ حق تو یہے کہ یہ لوگوں کو سکانے اور گراہ کرنے کے کام میں شیطان کے دھگا بنتتے ہیں۔

کیا دعا کی قبولیت کے لئے نذر ماننا جائز ہے؟

کس: میں آپ سے نذر اور اللہ تعالیٰ سے کسی خاص دعا کی قبولیت پر عبادت اور صفات کے وہ مدعے کرنے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ دعا کی قبولیت کے بد لئے میں بست سے لوگ روزے یا نماز کی رکعتوں کی ایک تعداد پڑھنے کا وعہ کرتے ہیں اس کو نذر یا نشت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ وعہ دعا کے قبول ہونے سے پہلے گزی تھی اگر وہ پورا ہو جاتا ہے اور جس مخالف کے لئے دعا کی گئی تھی اگر وہ پورا ہو جاتا ہے تو اس کے لئے گئے وہ مدعے کے مطابق عبادت یا صفائی کو پورا کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور سے اگر کوئی ہمارا ہو یا مسکن میں پاس ہونے کی تمنا کر رہا ہو تو ہماری دور ہونے والی مسکن میں پاس ہونے کی صورت میں دعا

قرض سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں۔

2- مکان کی ملکت مشتری ہے۔ اگر مکان خریدنے والا اپنی قسطوں کی ادائیگی میں بچپنہ رہ جاتا ہے تو قرض دینے والے کو مکان خالی کرنے کا اختیار ہے۔ قرض دار پر مقدمہ دائر کرنے اور مکان کو خبیط کرنے کی چھوٹ ہے۔ لہذا خریدار کی ملکیت پر سوالی نشان ہے۔

3- اس کے علاوہ، اس طرح کی خریداری میں غلط استعمال کی بھی کنجائش ہوتی ہے۔ مثلاً کسی نے کار خریدنے کے لئے ایک قرض کا انعام کر کے اس سے حاصل رقم سے دوسرا کوئی قرض ادا کر دیا یا اس سے بیش و عشرت کی اور چیزیں خرید لیں اور خود کو قرض کے جال میں اور الجمادیا۔

4- اس طریقہ میں قرض دار کو اسی قسم کا فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ سود پر قرض لینے والے کو ہوتا ہے۔

لہذا ہمیں مادی اور دنیاوی فائدوں پر نظر نہیں رکھنی چاہئے اور خیر مادی منفعت پر دھیان دینا چاہئے۔ جو ہمیں اللہ پر یقین اور اس کی فرمائی خودداری سے حاصل ہوتی ہے، اور جس کا یکسازیہ سودی کاروبار سے بچتا ہے۔
رج: اپنے ایک قاری کو میرا سابقہ جواب ربانی شی مکان خریدنے کے ایک طریقے کے جعلن تھا۔ رہنے کی جگہ کا ہونا ایساں کی ایک بنیادی ضرورت ہے اور اسلام اس کو تسلیم کرتا ہے۔ میں نے جس طریقے کا ذکر کیا تھا میں کوئی بینک یا بلڈنگ سوسائٹی مکان کے خریدار کو ایک رقم قرضے کے طور پر دیتی ہے جسے وہ خریدار اپنی آدمی کے مطابق ہر سینے ایک مناسب رقم کی قسطوں میں واپس کرتا ہے۔ مکان کی مالکانہ جگہ جسی خریدار کے نام میں ہوتی ہے اور بینک یا بلڈنگ سوسائٹی کا مکان پر کوئی مالکانہ دعویٰ نہیں ہوتا۔ قرضے کی واپسی کی قسطوں عموماً مناسب رقم کی ہوتی ہیں اور اس طرح کے مکان کے عام کرنے کے لئے بجکہ یہ ہوتی ہے۔ خریدار مکان کو اپنی ربانی کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بینک یا بلڈنگ سوسائٹی قرضے کی رقم میں اپنی معاوضہ کی رقم کو جوڑ دیتی ہیں۔ اس رقم کے جزو سے جانے کے بعد جو رقم خریدار مکان واپس کرتا ہے وہ قرضہ کی رقم سے زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا زیادہ ہوتی ہے اس کا انحصار قرضے کی مدت پر ہے۔ اگر قرضہ بچپن (25) سال کی مدت کا ہے تو ادائیگی کی رقم قرضے کی اصل رقم سے دو گنی یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

حمدیدار جان بوجو کر کسی دوسرے کے خیال یا چیز سے نیک نایی حاصل کرتا ہے اور اس سے اسے مادی فائدہ بھی ہوتا ہے تو وہ بد دیناتی کام رکھ ہوتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن میں حکم فرماتا ہے کہ جس کا جو حق ہو، اسے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دریغہ مت کرو۔

اس بارے میں میں یہ بھی کہوں گا کہ دوسرے کے مل سیستھنے والے سے مال کی قیمت کی رسید پر مال کے دام اصل لاگت سے زیادہ کھوادیتے ہیں اور اصل قیمت پر یہ بخوبی ان کی ذات کیش بن جاتی ہے جو مال سیستھنے والی کمپنی ان کو الگ سے ادا کرتی ہے۔ لیکن جس کمپنی کے نیا مال خرید رہے ہیں، اس کو اس کا درستانی سے مال کی اصل قیمت سے بڑھ گریت ادا کریں چاہیے۔ یہ روانی کاروباری مطقوں میں اس قدر جزو کہ چکا ہے کہ اس کے قابل یا صحیح ہونے پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا۔

دوسرے مام روایوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کی رائے ان کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں کہ کیا یہ روحانی اسلام کے دیانت داری اور العصاف کے مسیار پر پورے اترتے ہیں؟

ان میں ایک عام طریقہ قوان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو کسی کمپنی کے نیا مال کی خرید کرتے ہیں۔ اکثر یہ مال سیستھنے والے سے مال کی قیمت کی رسید پر مال کے دام اصل لاگت سے زیادہ کھوادیتے ہیں اور اصل قیمت پر یہ بخوبی ان کی ذات کیش بن جاتی ہے جو مال سیستھنے والی کمپنی ان کو الگ سے ادا کرتی ہے۔ لیکن جس کمپنی کے نیا مال خرید رہے ہیں، اس کو اس کا درستانی سے مال کی اصل قیمت سے بڑھ گریت ادا کریں چاہیے۔ یہ روانی کاروباری مطقوں میں اس قدر جزو کہ چکا ہے کہ اس کے قابل یا صحیح ہونے پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا۔

دوسری چیز اعلیٰ محدود دامے افسران کا اپنے ماحصلوں کے خیال و ایجاد سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ ماحصل کوئی سہارا یا ترقی کا نیا خیال یا مخصوص اپنے سے اوپر کے افسر کو بتاتے ہیں اور وہ افسر اس خیال یا مخصوص کو اپنے نام سے اعلیٰ افسران کو پیش کر کے ساری تعریف و توصیف خود دھول کر لیتے ہیں۔ اور اس کے بدلتے ہیں کمپنی میں اپنے بڑھے ہوئے اقتدار کا لامع اٹھاتے ہیں۔

رج: اگر کمپنی کے لئے مال خریدنے والے کو کمپنی بستریں قیمت پر مال خریدنے کے لئے تجوہ ادھیتی ہے اور یہ تجوہ مال خریدنے والے کی علمی اور عملی تابیت و اہمیت کے لاملا سے درست معادضہ ہے تو اس ملازم کا فرض ہے کہ کمپنی کے لئے کم سے کم قیمت بستری مال خریدے۔ مال کی قیمت پر کسی قسم کی کیش ماحصل کرنا اس ملازم کا کمپنی کے ساتھ اپنے کے ماحصلہ اور بھوتے کو توڑنا ہے جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ عام طور سے اتنا ہوا روانی ہے جو کہ اس تجارت میں شامل ساری کمپنیوں میں مشرک ہے اور خود اس ملازم کی کمپنی اپنامال سیستھنے

وقت دوسری کمپنیوں کے ملازموں کو پر کیش دیتی ہے اور اس کو رہا یا قفل نہیں بھیت تو پھر حال مال دوسرے ہو جاتا ہے۔ اس مسلمے میں کسی قسم کا حصی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں اور زیادہ معلومات کی ضرورت ہو گی۔

”دوسرے سوال کے جواب میں اگر کوئی اعلیٰ

قسطوں پر مکان ضریبے پر اضطلاع فرماۓ

س: پہلے ایک شادے میں آپ نے اپنے ایک جواب میں مکان کی قسطوں پر خریداری کے بارے میں لکھا تھا۔ اس بارے میں یہ ہے: ”ہم میں کمپنی کے پیدا ہوئے ہیں۔ میں ان کو آپ کے ساتھ اس تو قرے پیش کر رہا ہوں کہ آپ اپنے کام میں ان کے بارے میں کوئی فرمائیں گے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے آپ پر تنقید منظور نہیں، بلکہ میں مزید وضاحت چاہتا ہوں۔

1- اس طریقے پر قرض دینے والا قرض دار سے قرض دی ہوئی رقم سے زیادہ وصول کرے گا لہذا یہ قرض دار کا اتحصال ہو گا، کیونکہ قرض دینے والوں کو

اس مرض سے مکان خریدنے اور اس کا اپنے فائدان کی
باقی کام کے طور پر جھپٹ کرنے میں قرض دار اس سے کم
خرچ کرتا ہے جو وہ ایک مکان کرنے پر یعنی عی کرتا ہے۔
سودی سودے میں قرض دار پر بلا کسی فائدہ کے سارا بوج
ہوتا ہے۔ میاں بیشتر فائدہ قرض دار کو ہے۔ لہذا سودی
سودے اور کرنے پر مول لینے کے سودے عی بست
فرق ہے۔

کیا ذکر اللہ ہیں تسبیح پر شمار کرونا جائز نہیں؟

س: ہماری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ذکر اللہ میں
تسبیح کا استعمال جائز نہیں۔ کیون کہ اللہ کے رسول ایسا
نہیں کرتے تھے۔ برآہ کرم اس بارے علی وضاحت فرمائی۔
ج: جہاں بیک تسبیح کے دلوں پر اللہ کی تعریف
پاٹھ کے ناموں کی لئی کاموں ہے یہ درست ہے کہ
رسول اکرم نے تسبیح کا استعمال نہیں کیا۔ رسول اکرم
اپنی انگلیوں کے پوروں (یا جوڑوں) پر گناہ کرتے تھے۔
اس مرض ایک ہاتھ پر پندرہ کی لگتی کرتے تھے۔ لیکن
اس کا مطلب یہ نہیں کہ تسبیح استعمال کرنے کی
اجازت نہیں۔

یہ سخن کے لئے کہ تسبیح استعمال کرنے کی
اجازت نہیں، ثبوت کی ضرورت ہوگی۔ اور اس بیان
کی تائید میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ آج تک کسی نے یہ
دعویٰ نہیں کیا کہ رسول اکرم نے اشارہ تاہی کہیں کہا
ہو کہ انگلیوں کے علاوہ کسی اور طریقے سے گتنے کی
اجازت نہیں۔ لہذا ایسا دعویٰ کہ انگلیوں کے علاوہ
گتنے کا طلاق ہے خود غلط ہو گا۔ کیون کہ کسی چیز کو منزع
قرار دینے کے لئے باقاعدہ ثبوت کی ضرورت ہوتی
ہے۔ ایک موٹا سا قاعدہ یہ ہے کہ سوائے ان چوڑوں
کے جن کو منزع کیا گیا ہے، ہر چیز کی اجازت ہے۔
اس اصول کے میچے دراصل یہ حقیقت ہے کہ کسی چیز
کو منزع کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور تسبیح
کے معاملے میں ممانعت کا کوئی جواز نہیں۔ اشاعت
یہ سخن کے بعد ہی یہ بھی کہوں گا کہ بہتر ہو گا کہ لوگ
تسبیح نہ استعمال کریں۔ ان کے لئے اللہ کے رسول کی
پیروی کرنا بہتر ہو گا۔ لیکن اگر کوئی تسبیح استعمال کرہے
ہے تو وہ کوئی غلط کام نہیں کر رہا۔

ادا کرتا ہے مگر اس کے ملکا تو خریدار اس مرض سے عی مکان
کو پرائی مقصود کے لئے احتساب بھی تو کرتا ہے۔ اگر
خریدار اس مکان کو کرایہ پر لے تو غالباً وہ اور زیادہ رقم
ادا کرتے گا اور جب بھی مکان کی ملکیت میں اس کا کوئی
 حصہ نہیں ہو گا۔ اس سودے میں بینک کے فائدے کی
نسبت مکان کے خریدار کو زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے
یعنی مکان اس کی ملکیت ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ خریدار کو کس مرض کی ملکیت
حاصل ہوتی ہے؟ جواب ہے مکمل ملکیت۔ لیکن مکان
گردی رہتا ہے یعنی اگر مکان فردا ختم کیا جائے تو بینک
کو اس کے قرض کی پوری رقم حاصل کرنے کا حق حاصل
رہے گا۔ اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں کوہاںی کرتا ہے تو
کیا ہوتا ہے؟ مہما بینک قرض کی بھایار قرض حاصل کرنے کی
کوشش کرتا ہے۔

بینک زیادہ سے زیادہ حدالت سے مکان کو
بچھنے کی اجازت حاصل کر سکتا ہے اور اگر مکان بکتا
ہے تو بینک بھایار قرض حاصل کر لیتا ہے اور اس کے بعد
بچھے والہ رقم مکان ایک کو مل جاتی ہے۔ کیا یہ اسلام میں
اجازت شدہ ایک باضانت قرضے سے کوئی مختلف ہے؟
یعنی اگر کوئی قیمت چیز قرض کی ادائیگی کی ضمانت میں
رہن کر دی جاتی ہے اور قرض دار قرض نہیں ادا کر پاتا۔
تو قرض دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ ضمانت میں
رکھی چیز کوئی کر اپنا قرض دصوں لے۔ ایسی صورت
میں اگر کچھ رقم زائد دصوں ہو تو وہ قرض دار کو چیز جاتی
ہے۔ یاد رہے کہ اس سارے عمل کے دوران ضمانت
کی چیز کاملاً قرض دار بی رہتا ہے۔ اور قرض دینے والا
اسی چیز کو اپنے قبضے میں صرف قرض داہیں کر دینے
کی ضمانت کے طور پر رکھتا ہے۔

ہمارے قاری کا آخری نکتہ یہ تھا کہ مکان کے
خریدار کو اسی قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ
سود پر قرض لینے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ میرے
خیال میں اس نکتے پر وہ غلط ہیں۔ اس سودے میں قرض
دار اپنے فائدان کے لئے ایک مکان خرید سکتا ہے جو
کسی اور مرض سے اس کے لئے ممکن نہیں ہو جائے گی
جگہ کا ہونا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اس طریقے
سے پوری کی جا سکتی ہے۔ عموماً مکانوں کی قیمتی چوڑتی
ہی ہیں۔ لہذا اس کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ اس کا اپناء ہے۔
اسی میں بینک کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے
کہ اگر وہ مکان کو منافع پر پیچ دیتا ہے تو بینک کو قرض کے
عون ملے کی ہوئی اصل رقم کے علاوہ اور کچھ زیادہ رقم

پلے تو میں اپنے قاری کی تشویش کے بارے میں
بچھو کھانا چاہتا ہوں۔ ان کے خطا کے لئے شکریہ کے ساتھ
انہیں میں تھیں دلانا چاہتا ہوں کہ میں کسی مرض کے بھی
سودی کا رو بارگی حمایت نہیں کروں گا۔ سود حرام ہے اور
اس کی ممانعت میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ شک۔ سود کی
ممانعت کی تائید میں قرآن اور حدیث میں روئے صاف
اور پر زور الفاظ میں ہے۔ لیکن جس سودے کی ہم بات
حر زہبے ہیں وہ سودی کا رو بارگی خانے میں نہیں آتا۔
اس کے لئے ہمارے قاری نے جو نکتے انہائے ہیں ان کی
جانکی لازم ہے۔ قاری کے تمیرے نکتے کے بارے میں
میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے جس مرض کے روایج کا دکر کیا
ہے وہ قابل ذمۃ ہے لیکن اس کا سود کے زیر بحث
سئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ ہمارے قاری نے لکھا
ہے اس مرض کا کارکی کوئی بھی حمایت نہیں کر سکتا۔

ہمارے قاری کے پلے دو نکتے زیر بحث سوال
سے برآہ رہت تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے
یہ سودا کرائے پر مول لینے (Hire Purchase) کا ہے۔
یعنی اگر کاروں کا تاجر اپنی کار کا رکھ کارکی پوری
قیمت ہوا کر دیتا ہے۔ اور خریدار جب قسطوں پر قیمت
بینک کو دا کرتا ہے تو بینک اپنی کار گزاری کے لئے
خریدار سے ہر قسط پر ایک چھوٹی سی رقم قیمت کی قسط
سے زیادہ دصوں کرتا ہے۔ اس مرض خریدار کا رکھ
قیمت سے زیادہ رقم بینک کو دا کرتا ہے۔ لیکن کرائے
پر مول لینے کا طریقہ اسلام میں قابل قبول ہے۔

اس مرض کی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ پر
خریدنے کی اجازت ہے اگر قیمت کی ادائیگی ایک آپسی
 مقابلہ سے بعد کے کسی وقت میں ملے ہو جاتی ہے۔ مثمن۔
خریدار کے طریقے سے مکان خریدنے میں بالکل اسی قسم
کا سودا ہوتا ہے جو اسے اس کے بینک جو کہ قیمت کا
ایک واحد ا حصہ دا کرتا ہے فردا ختم کرنے والانہیں ہوتا۔
بکھر سودے کو ممکن کرنے والا ہوتا ہے۔ لہذا فردا ختم
کرنے والا مکان کی قیمت نوراً حاصل کر لیتا ہے اور
خریدار آسان قسطوں میں بینک کو قرض دا کرتا رہتا
ہے۔ کیا اس طریقے میں کسی کا اس کی ضرورت کی وجہ
سے استعمال ہوتا ہے؟ اسی شے ہے۔ خریدار کے
پاس مکان خریدنے کے وسائل نہیں ہوتے اور بینک
اس کو مکان خریدنے کے قابل کر دیتا ہے۔ یہ تو درست
ہے کہ خریدار بینک کو اصل قیمت سے کمیں زیادہ رقم

کیا فرق ہے؟

(ج) یوی کا شرما کسی خوشی کی نوید لاتا ہے اور مجبوب کا شرما کسی ہمایت کے آنے کی نشان دی کرتا ہے۔

سماں، حیدر آباد

س: تمہوں میں کون سب سے اچھا تھا؟

(ج) دبی جو مجبوب پیار سے دے۔ ایک صاحب دفتر سے والیں گمراہی تو خادم سے کہنے لگے مجاہد گلی کے کوئے پر تمہارا بولے فریضہ تمہارا انقلاب کر رہا ہے۔ ذکر انی نے پوچھا صاحب کہ آپ نے اسے کیا پہچانا؟

اس نے میری ٹائی لگا رکھی ہے مگر صاحب نے جواب دیا

حسن الدین شمسی بگریڈیشن

س: مرد عورت گئے سامنے بے دوقلی کا مظاہرہ کب کرتا ہے؟

(ج) جب وہ اس کے سامنے خود کو برقرار رکھت کرنے کی کوشش کرے۔ دلماں نے فی قویلی دہن سے کہا مولخو گمر بھی ایک ملکت کی طرح ہوا ہے جس میں صدر بھی ہوتا ہے اور وزیر اعظم بھی تم کون سا عمدہ قبول کروگی؟

دہن نے کہا میرے لئے تو آپ یہ سب کچھ ہیں دو قلوب عمدے اپنے پاس رکھنے بنجے صرف وزیر خزانہ بنادیجئے۔

عفت زدی، نہیں تال

س: کیا مرد بھی کبھی مجبور ہوتا ہے؟

(ج) مرد ہمیشہ مجبور ہوتا ہے۔ پہلے شادی کرنے پر اور پھر اسے مجبوراً بنا جانے پر۔

س: عورتوں کا باتوں ہونا قائدے مند ہوتا ہے یا نقصان دے؟

(ج) فائدے مند ہماری پڑوسن بست زیادہ باتوں ہے اتنی باتوں کی شادی کے تین سال بعد اسے علم ہوا کہ ایک بھرے شخص سے اس کی شادی ہوئی ہے۔

محمد شیم قنوجی، حیدر آباد

س: کب تفریخ سے دل سیسی ہلتا؟

(ج) جب دل پر غموں کا پوجو ہو۔ یا پھر دل کسی کی یادوں میں خیالوں میں سخویا ہوا ہو۔ تب صرف تہائی بی بستر لگتی ہے۔



سوری سر انسوں نے تو دسال پہلے اپنی یویوں سے شنگ آکر خود کشی کری۔ ملازم نے جواب دیا۔

س: غسلی کرنے کے بعد پچھاوا اسکے سبھی ہو؟

(ج) جب کوئی دوسرا آسکی غسلی کو سراہے۔ خلقان کے مقدمے میں گواہوں اور استغاثے کے بیانات سننے کے بعد جن نے کامیابی بات ثابت ہوئی کہ گزند کئی سالوں سے خادم نے اپنی یوی کو کافی ظلم کیا اور ان برسوں میں اپنا غلام بنانے رکھا۔ سر کار بات یہ ہے کہ.... ملزم نے بولنا چاہا۔

سعدرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھ نے سمجھا۔

مجھے صرف اتنا باتا دو کہ تم اپنی یوی کو غلام بنانے رکھنے میں کس طرح کام یاب رہے؟

ایم ایف انصاری، موی انجی ماٹس (بہار)

س: یوی کو اپنے شوہر کی بے حرمتی برداشت کب نہیں ہوتی؟

(ج) ہمیشہ.... اگر وہ کسی کو اپنے شوہر سے محبت کرتی ہو۔

محمد شہاب الدین ددمہ، لمبی اسرائی

س: یوی کے شرمانے میں اور مجبوب کے شرمانے میں

عبدالرحمن اعظم، شیخگردی
س: چلاک آدمی کب اور کہاں دھوکہ کھاتا ہے؟
برگ و حوكہ کا سکتا ہے اگر وہ اپنی عقل کا مشتمل نہ کرے۔ جاپان کے ایک کلوہ اسٹور میں گاہک نے سیلز میں سے پوچھا، اس گدستہ کی قیمت ہے؟
پہنچہ ڈالر۔ سیلز میں نے جواب دیا۔
گاہک نے پوچھا، وہ بھاول جو ڈالنے کر رہا ہے؟
18 ڈالر۔ سیلز میں نے جواب دیا۔
گاہک، کارز میں جو گذا کھڑا ہے اس کی قیمت؟
سیلز میں، پہاڑ لاکھ ڈالر۔
گاہک نے کھرا کر پوچھا، اس میں کیا خوبی ہے؟
سیلز میں جو گدا نہیں بلکہ اس اسٹور کے مالک ہیں۔

محمد افروز عالم، بنگلہ دیش
س: ہاتھ کی ہتھیلی پر اگر عمل ہو تو بہت روپیہ ملابے کھانے کے؟

(ج) کافی حد تک۔ میں کی ہم نے جب ایک فقیر کو بھیک دی تو دیکھا اس کی ہتھیلی پر کافی روپیہ تھا۔

احمد عبداللہیم، صنعت نگر (حیدر آباد)
س: سچائی کب پہنچ نہیں آتی۔

(ج) جب وہ کڑوی ہو۔

بھوی نے قبست کا حال جانتے والے صاحب کا پتحو دیکھ کر کہا، آپ کی قبست کا ستارا بلند ہے جلدی آپ کے گھر میں بڑی دولت آتے والی ہے کیا آپ نے لاڑکی کا نکٹ فرید یا ہے ذرا سوچتے۔
وہ صاحب اپنی پیشائی سے پہنچ پوچھتے ہوئے بولے لاڑکی تو نہیں۔ البتہ ابھی دو دن ہوئے میں نے اپنی زندگی کا یہ خورد کرایا ہے۔

محسنونا احمد، گردن (در بھنگ)

س: انسان دوسرا سے کہ دکھ کو پناد کو کب سمجھتا ہے؟

(ج) جب اس کا اور دوسرا سے کادکہ مشترک ہو۔

ایک صاحب نفسیاتی ہسپاٹل پہنچنے اور باہر نفسیات ڈاکٹر صاحب کے کرے کے باہر بیٹھے ہوئے ملازم سے پوچھنے لگے۔ بھاہیاں ایک داکٹر صاحب بیٹھتے تھے جو یوی کو قابو میں کرنے کے کام یاب نہیں بتاتے تھے۔ میں ان سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ پلیز بتائیں وہ کہاں ہیں؟

سید مقبول دوچے دارہ
س: کیا ہر شوہر اپنی بیوی کا محبوب ہوتا ہے؟
ج: کاش اس میں دراسی بھی سچائی ہوتی۔ معاشر اس کے رعکس ہے۔

ایک خوش پوش خدا جباراتھا۔ غلطی سے ایک آدمی کا پاؤں خالون کے غرارے پر جا پڑا وہ عورت ایک دم کھوی اور دھاری۔ تبے وقوف اندر ہو کیا؟
گدھے کھنک کے پھر ایک لمحے کے نے محملی اور بولی صاف کیجئے گاں۔ بھی تمی بیرے خادند کا پاؤں بیرے غرارے پر جا پڑا ہے۔

راحیلہ اختر رائے بریلی

س: شوہر اپنی ساس کو دور دور کیوں رکھنا چاہتے ہیں؟
ج: اپنے گمراہ کا سکھ چین قائم کرنے کے لئے۔
بیوی نے شوہر سے پوچھا۔ میاں ایک کتاب رکھی تھی پہ نہیں کھاں گئی۔

شوہر۔ کون سی کتاب؟

بیوی سو سال تک ذمہ دہنے کا راز۔
شوہر۔ وہ میں نے جلا دی۔

بیوی نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیوں.....؟

شوہر۔ مگر تماری ماں آدمی میں ان کے ہاتھوں کتاب لگ چاہی تو.....؟

سیار فعت و پرہ دلن

س: ایک شام کسی کے لئے اداس اور کسی کے لئے رنگیں کیوں بن جاتی ہے؟
ج: سارے دل کے محل ہیں۔ دل اگر اداس ہے تو سارا جہاں غم کیں لگتا ہے اور اگر دل سردوں ہے تو پھر ساری نفنا ملکھلاں ہوئی محسوس ہوتی ہے!

منصور علی خاں، حسیر آباد

س: سب سے غلط ناک کون؟

ج: جو دوست بن کر دستی کی اڑیں دشمنی کرے س: کھو داری کب کام نہیں آتی؟

ج: جب آپ کا واطہ کسی ناگھو سے پڑ جائے۔
خالون کو اپنے پاس کھڑے ہوئے پچھے کو دیکھ کر غصہ آرہا تھا جس کی ناک سلسلہ سری تھی۔
آخر کار انسوں نے پچھے سے پوچھا۔ کیا تمارے پاس کوئی روال نہیں ہے.....؟
بھی ہے۔ ”پچھو بولا۔“ لیکن میں نے کسی کو دینے سے منع کیا ہے۔

سیل اختر بداعیں
س: دلدار کو سرال میں کن کن سے بچ کر رہنا ہو گا؟
ج: جن کا نام سے شروع ہوتا ہے جیسے کہ سارے سر۔ سالے۔ سالیاں۔ سلی۔ وغیرہ

محمد راشد جلال گاؤں

س: صورت اور سیرت کے علاوہ کیا بات اہم ہوتی ہے؟
ج: دولت۔ دولت۔ صرف دولت

ایک بے حد امیر شخص ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا اس نے اس کے باپ سے سماں اگر تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دے گے تو میں تماری لڑکی کے وزن کے برابر سونا دوں گا۔

لڑکی کے باپ نے سماں مجھے کچھ وقت دیکھئے۔
سوچنے کے لئے۔ اس آدمی نے پوچھا۔

”نہیں۔ اپنی لڑکی کا وزن رکھانے کے لئے۔“

محمد ارشاد، آنسوں

س: حسینہ کو منانے کے لئے کیا مرپ کام یا بہ کام ہو گا؟
ج: دی جو کمی بھی کام یا بہ تھا۔ اس کی تربیت

و توصیہ قسمی تحائف کے ساتھ۔

نو قریب، حیدر آباد

س: کیا بے دلدار سرال کے راجے ہوتے ہیں؟
ج: صرف کچھ دل کے اس کے بعد تو بے سرے بے باجے ہو جاتے ہیں۔

ایس کے بہان الدین، درلگ 2۔

س: محبت نظرت کا روپ کب اختیار کر لیتی ہے؟
ج: جب اس میں غرض شامل ہو جائے۔

مبینی سے نکلنے والا مہارا شر کا مکمل اخبار

روز نامہ
اردو ٹائمز

تازہ ترین خبریں۔ بے باک تحریریں۔
بے لاگ تحریر سے اسلامی، سماجی، ثقافتی، اصلاحی،
آدمی، فلکی اور سیاری مضمون سے آراء۔
مقبول ترین روزنامہ

اشراف طہرانی

چیا یونیورسٹی سید احمد
400008 243 سولانا آزاد روڈ ممبینی

اعیاز علی خاں، علی گڑھ

س: ماضی جواب کے کہتے ہیں؟

ج: جس کے پاس ہر سوال کا جواب ماضی ہو۔
ایک عالم کسی دعوت میں مدد عوتے ان کے ملنے شریستہ لا کر کچھ گئے مولانا شریستہ کا کہا کہ اس کے یعنی زمین پر بھی نہیں گئے۔ کسی نے پوچھا۔ مولانا نے کہا۔ ”بھی میاں شریفوں کی تھی ہے اس نے یعنی پھر میاں رہا ہوں۔“

کلام احمد آزاد ہزاری باغ

س: ہر انسان اپنے گناہ کو نظر انداز کیوں کر دیتا ہے؟

ج: یہ انسانی نظرت ہے۔ مثل مشورہ ہے کہ انسان کو دوسروں کی آنکھ کا چکان نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شتر نہیں۔

س: بیوی کی نظر میں شوہر کی کیا دعوت ہوتی ہے؟

ج: دی جو دھوکی کی نظر میں اس کے گھر کی ہوتی ہے س: کیا بیوی کی محبت آب حیات ہے؟

شہاب چڑا بہادر

س: شوہر کب اطمینان کی نیزد ہوتا ہے؟

ج: جب بیوی منوں میں کے نیچے دفن ہو۔

ایم اے و حیدر دہانی، پھولانگ (نظام آباد)

س: خوشیں کہاں دم توڑ دیتی ہیں؟

ج: انجام امید کے رو خلاف ہو۔

دت سے بیکار اور آرام طلب شوہر نے گھر آکر نرہ لگایا۔ بہترین ملازمت۔ متعطل تھواہ مفت علچ، آئنے جانے کے لئے مفت سواری اور رات کے اور نام کا ڈبلی معاوضہ۔

بیوی پر سن کر خوش گوار مودہ میں بول۔ مواقی یہ تو بت اتھی ملازمت ہے۔ شوہر نے کہا۔ پھر تم حیا رہنا نہیں کی سے کام پر جانا ہے؟

ایم اے و حیدر دہانی، پھولانگ نظام آباد

س: پھول ناٹک ہوتے ہیں یا پھول جیسے چہرے؟

ج: پھول۔۔۔ پھول جیسے چہرے کے دھوکے میں نہ کیے گاہم نے ان پھولوں سے اکرہ شعلے نکلتے دیکھے ہیں۔ کاتھات، حیدر آباد

س: جب مرد بیویوں سے بیزار ہوتے ہیں تو انہی خانہ کیوں نہیں کہتے؟

ج: کہتے تو ہیں۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ روزاں آفس جاتے ہوئے

علم قریشی، جگتیال (کریم نگر)

س: محل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ تو محبت کا۔؟
ج: تمہوں پر.....

سکریٹری نے شریعتی مکاہب کے ساتھ جواب
دیا۔ جی ہاں۔ میں اس لئے جب کوئی دروازے پر
دستک دے۔۔۔

س: سید محسن الدن جبیب، حیدر آباد
س: آئندہ دن کہا کر کروں مکراہیتی ہیں۔ آخر کیوں؟
ج: بھلا بنائیے۔ کیا کسی بے وقوف کو دیکھ کر کوئی
سکرانے بھی نہیں؟

عطرت یا سپن، حیدر آباد
س: مج بولنے پر بھی یقین کب تسلیم کیا جائے؟
ج: جب وہ مج کوئی عورت بول رہی ہو اور وہ بھی اپنی
 عمر کے بارے میں۔

مونا، حیدر آباد
س: چین پانے کا آسان طریقہ؟
ج: بے چین کر دینے والی چیزوں سے (خاس کر حسیناً) اس
 سے ا دور رہیں۔

مہمان نے میر بان سے الجاک، جناب آج مجھے صبح
چار بجے ضرور جگادیتے گا لیکن ایسا دہو کر روز کی
 طرح پھر گازی چھوٹ جائے۔ اس پر میر بان نے
 کہا۔ جی ضرور جگاؤں گا اگر آج صبح میں نے آپ
 کو گازی میں سوار نہ کا تو میری بیوی آپ کے ساتھ
 مجھے گھر سے نکال دے گی۔

دوف انصاری، موسیٰ بنی ماٹنس (بہار)
س: بادشاہ کا تخت اور لیڈر کی کرسی میں کیا فرق ہے؟
ج: ضرورت پڑنے پر بادشاہ اپنے تخت کو چھوڑ سکتا
 ہے جب کہ لیڈر اپنی کرسی سے عرب چکارہتا ہے
 س: جاندادلے کی خوشی کے نہیں ہوتی؟
ج: جب جاندادا اس قسم کی ہو۔

ایک صاحب نے زندگی بھرا پی غرہ سیدہ، بد دلخواہ
 بد مزاج دولت مند بیوی کی خدمت کی میہان نکل کر
 اس کے پالے ہوئے ایک درجن کتوں کی بھی دلکش
 بھال کرتے رہے مرلنے کے بعد بیوی کی وصیت
 کے مطابق ساری جاندادرست کو دے دی گئی اور
 کے ان کی تحویل میں۔۔۔

روداہ، حیدر آباد
س: دل تو پاگی ہے۔ چلوانا، دل اعتو کام کرتا ہے نا؟
ج: پے شک اور بلکہ کچو زیادہ بی تیز رفتاری سے
 کام کرتا ہے۔

ایک سکریٹری جسے کافی دفتروں میں کام کرنے کا
 تجوہ تھا۔ دفتر میں اس کا پہلا دن تھا۔ پھر کوئی
 بھی ہونے والی بھی باس نے پوچھا۔ کیا آپ کو
 معلوم ہے کہ ہمیں دفتر سے کب دھنست ہوتا ہے؟

الوپارماوندو چوپڑہ (2 اگست) نصیل خاں (3)، ایش مہروہ دیم (موسیٰ تارا)، (6) دیکھ مشران (9) دسماں
 شیراف (12)، اسری دیوی (13)، موہنیش بیل (14) پرمود پکرورتی، اے۔ کے۔ ہنگل (15)، یم ٹا (16)،
 کیتن من موہن ڈیساں، ہنگن (17)، اردونا ایرانی (18)، مادھوی، ایچ ایس رویل (21) پر نجیوی، پوشیل
 (22)، سارہ بانو (23)، ہن ایرانی راجیو کپور (25)، ایسل دھون دیپک تھوری (28)، ایف سی سہرہ (29)
 اور کیرتی کار (30) دغیرہ بھی اگست میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن ہم صرف ان بھی شخصیوں کے
 نام اور پتے شائع کر رہے ہیں جن سے امید ہے کہ وہ آپ کے خلوں کے جواب یا تصویر ضرور بھجوائیں
 گے۔ جن زبانوں میں خلاط کتابت کی جاسکتی ہے وہ بھی ساتھی کمی جاری ہیں۔ مبارک باد کے خطاب
 انسیں یہ ضرور لکھیں کہ آپ نے ان کی سالگردی کی تحریک اور پتے شمع سے لیا ہے۔ جن خلوں میں شمع کا خالہ ہوتا
 ہے ستارے ان کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جشنِ سالکو

سلطان احمد (ظہر مہابت کار) (15 اگست) اردو
701 Highland,
Court 'C',
Bazar Road,
Bandra (W),
Mumbai-400050

راجحی (15 اگست) بھندی
Muktangan,
Plot No.581,
Sarojini Road,
Santa Cruz (W)
Mumbai-400056

منیشا کوڑالہ (16 اگست) بھندی
6, Samundra Gupt.,
Silver Beach,
A.B. Nair Road,
Juhu,
Mumbai-400049

سیف علی خاں (16 اگست) اردو
Bungalow No.5,
Belsoit Tower,
Lokhandwala Complex,
Andheri Link Road,
Mumbai-400053

ڈیوڈھوں (بدایت کار) (16 اگست) بھندی
A-15
Sagar Darshan,
Carter Road,
Khar,
Mumbai-400052

گزار (صف و بدایت کار) (18 اگست) اردو
"BOSKYANA"
Nargis Dutt Road,
Bandra,
Mumbai-400050

راج کنور (بدایت کار) (یکم اگست) بھندی
101, A Wing, Atlantic Apts,
Lokhandwala Complex,
Swami Samarth Nagar,
Andheri (W),
Mumbai-400053

ار باز خاں (4 اگست) اردو
3, GALAXY Apartment,
B. Jeejay Road,
Band Stand,
Mumbai-400050

کا جوں (5 اگست) بھندی
Sea Cliff, 1st Floor,
Gandhlgram Road,
Juhu,
Mumbai-400049

ساؤن کمار (بدایت کار) (9 اگست) اردو
Saawan Kumar Productions,
'Chandragupta',
Plot No. B-55,
New Link Road,
Andheri (W),
Mumbai-400053

سنیل شیدی (11 اگست) بھندی
18-B, Prithvi Apartments,
Altamount Road,
Mumbai-400026

تاریخی ناول اور فلسفی کا بہترین انتخاب

40/=	نیمِ حجازی	محمد بن قاسم
45/=	نیمِ حجازی	اور تلوار غوثِ گھنی
45/=	نیمِ حجازی	معظم علی
50/=	نیمِ حجازی	شانہیں
30/=	نیمِ حجازی	داستانِ مجاهد
60/=	نیمِ حجازی	بیو سف بیں تاشقین
40/=	نیمِ حجازی	انجیری لاست کے سافر
65/=	نیمِ حجازی	تمیر و مسری
65/=	نیمِ حجازی	قافلہِ حجاز
20/=	نیمِ حجازی	پاکستان سے دیارِ حرم تک
35/=	نیمِ حجازی	سقیدِ جزیرہ
45/=	نیمِ حجازی	اسان اور دیوتا
40/=	نیمِ حجازی	کلیسا اور آگ
100/=	اسلم راہی	طارق بن زیاد
50/=	اسلم راہی	نیشا پور کا شاہیں
50/=	اسلم راہی	طلسم کردہ
80/=	اسلم راہی	مقفل دیوالی
80/=	اسلم راہی	آشیانوں کے متلاشی
80/=	اسلم راہی	روض و روشن
40/=	وحشی مارہروی	مجاہدین سلی
220/=	داستانِ ایمان فروشنوں کی	عنایت اللہ المتش مکمل بیت
50/=		حجازی کی آندھی (اول)
40/=		حجازی کی آندھی (دوم)
40/=		تارہ ٹوٹ گیا (اول)
25/=		عنایت اللہ المتش
55/=		شیخیر بے نیام اول و دوم
50/=		عنایت اللہ المتش

قلم کے جادوگر ایاس سیتاپوری کی تاریخی کہانیاں:

10/=	اندر کا اکرمی
10/=	راگ کا بدن
20/=	پارسی کا خمار
15/=	شہنشاہیست
15/=	شہزادی کا نیلام
15/=	بالا خانے کی دہن
15/=	حُم سرا
15/=	حُرم سرا کا محبوب
15/=	چاند کا خدا
15/=	جانِ عالم کا پری خاتم

مشق بکٹ پو ۱۳-۱۴، آصف علی روڈ (بال مقابل کلام کریٹ)، نئی دہلی ۲۰۰۰۴

75/=	صادق حسین سر دھنوی	جوشِ جہاد
80/=	صادق حسین سر دھنوی	حربِ اقصی
80/=	صادق حسین سر دھنوی	سعید و غلپانہ
95/=	صادق حسین سر دھنوی	نازیں ہر بیٹے
75/=	صادق حسین سر دھنوی	اپریل کے ڈین
100/=	صادق حسین سر دھنوی	ساعۃ
90/=	صادق حسین سر دھنوی	بنتِ صلیب
100/=	صادق حسین سر دھنوی	جری دو شیزادہ
75/=	صادق حسین سر دھنوی	فوجِ کامل
60/=	صادق حسین سر دھنوی	بیگبٹیگ
75/=	صادق حسین سر دھنوی	شہزادہ خضر علی
50/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ بیت المقدس
50/=	صادق حسین سر دھنوی	خورِ حرب
60/=	صادق حسین سر دھنوی	جنگِ انغوران
75/=	صادق حسین سر دھنوی	انحصارِ کامرِ مجاهد
45/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ کافرستان
50/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ اہلان
60/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ خیبر
50/=	صادق حسین سر دھنوی	سلطانِ محمد غوری
60/=	صادق حسین سر دھنوی	جنگِ خندق
45/=	صادق حسین سر دھنوی	ماہِ حرب
50/=	صادق حسین سر دھنوی	عماد الدین زین
50/=	صادق حسین سر دھنوی	دو شیزادہ
50/=	صادق حسین سر دھنوی	سلطانِ مسلمانِ الایمن
60/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ بیت المقدس
50/=	صادق حسین سر دھنوی	فتحِ سورہ
60/=	صادق حسین سر دھنوی	حربِ کامن
50/=	صادق حسین سر دھنوی	بیگی شہنشاہ
75/=	صادق حسین سر دھنوی	بنتِ طلب
60/=	صادق حسین سر دھنوی	محمد بن قاسم
60/=	صادق حسین سر دھنوی	اماڑکِ مصطفیٰ اکمال پاشا
25/=	صادق حسین سر دھنوی	آرمینیا کا چاند
75/=	صادق حسین سر دھنوی	بنتِ شکن
25/=	صادق حسین سر دھنوی	دو شیزادہ کامل
65/=	صادق حسین سر دھنوی	سلطانِ فیروز شاہ تغلق
8/=	صادق حسین سر دھنوی	عروسِ بגדاد
80/=	صادق حسین سر دھنوی	شہزادہ اسلام
40/=	صادق حسین سر دھنوی	آختابِ عالمِ عکسی
45/=	صادق حسین سر دھنوی	معز کہ مکر بلا عکسی
		آمری چشتان

غیر علی حضرت جو تائیں پسند فرہیں پہلے ان کے نام تحریر کریں یہ محسول ایمیل لکھ دیں گے پھر ڈرافٹ رد ائمہ فرمائیں۔